ہونیکو سنور کو جاتا تہا - راستہ مین ایک بڑہیا نے میری طرف نہایت حسرت
سے دیکہکر کہا کہ نپت توبہی جایگا نندن - الغرض اٹہائیسوین اگست ۱۸۵۵ء مطابق
بہادون بدی نومی سمت ۱۹ کو مہاراج نے پٹیالہ سے کوچ فرمایا اور سنور کے
قلعہ مین جا اُترے اور پہر منزل بمنزل کوچ و مقام کرتے ہوے بنارس
پہنچے اور مہاراج کاشی نریس السیری پرشاد نراین سنگہ بہادر
رئیس بنارس کے مکان مین جو گنگا کی کوٹہی کے نام سے مشہور ہے اُترے
- راستہ مین ہر ایک مقام پر حکام انگریزی نے استقبال کرکے خاطر تواضع
کی اور بڑے احترام سے پیش آئے - مہاراج کئی روز بنارس مین رہے اور
بڑے بڑے مندرون خصوصاً سکہون کے گوردوارہ اور بشیشر ناتہہ
کے شوالہ کی بڑے اعتقاد سے پوجا کی اور ہزارون روپیہ چڑہایا گوردوارہ
مین ایک سدابرت بہی مقرر فرمایا اور برہمنون اور پوجاریون کو بہت کچہہ دیا
اور پنڈتون کی سبہا کراکر اُنکے مباحثات سُنے اور اُنکو بہی بہت کچہہ دیا
مہاراج کاشی نریش بہادر سے بہی کئی ملاقاتین ہوئین - وہ مہاراج کی
ملاقات کو آئے اور یہہ اُنکے ہان تشریف لیگئے اور آپسمین نہایت دوستی
ہوگئی جو ابتک جاری ہے یہان سے سر فریڈرک کری نام ایک

چہوٹے دخانی جہاز پر سوار ہوئے اور پٹنہ کے مقام سے گیا کے تیرتھ
کرنیکو گئے اور کئی روز وہان رہے اور پہر جہاز پر آسوار ہوے۔

اب چونکہ سردی شروع ہوگئی تہی اور دریاے بہاگیرتی مین پانی
بہت کم ہوگیا تہا اسواسطے کپتان جہاز کی یہہ راے ہوئی کہ بہاگیرتی کا راستہ
چہوڑکر سندربن کے راستہ سے جہاز کو لیجائے۔ ہمارا جہاز دن بہر
چلتا تہا اور رات کو اور کبہی کبہی دن کو بہی جس جگہہ مہاراج کی مرضی ہوتی تہی
ٹہر جاتا تہا اور شوقین لوگ اُتر کر قرب وجوار کے شہرون کی سیر اور تماشا ہوتے
جو جہاز مین روٹی پکانے اور کہانیکو برا سمجہتے تہے اپنے لئے کہانا تیار کرتے
تہے چنانچہ بہاگلپور۔ راج محل۔ قاسم بازار۔ کومرکلی اور کئی اچہے
اچہے مقامات دیکہنے مین آئے اور راج محل مین جو ہندستانی ریشمی کپڑے
بنتے ہین وہ لوگون نے اکثر خریدے اور کئی روز بعد ہم سندربن مین
پہنچے جو ایک بڑا لق ودق جنگل ہے اور جابجا گنگا کی دہارین اُسمین گرتی
ہین اور رستہ ایسا تنگ اور پیچدار ہے کہ اکثر ہم جہاز پر سے کنارہ کے
درختون کے پتّے ہاتہ سے توڑ لیتے تہے اور اسواسطے جہاز کا یہان چلانا ذرا
مشکل ہے غرض چلتے چلتے ہم ضلع جسر کے ایک مقام پر پہنچے جہان

سے کلکتہ قریب ستر میل کے تہا۔ اب یہان چونکہ پانی کثرت سے
تہا اور رات بہی چاندنی تہی اسلئے تجویز ہوئی کہ جہاز شباشب چلایا جاے
تاکہ صبح ہوتے کلکتہ پہنچ جائین اور چونکہ گورنمنٹ ہند کے فارن آفس سے
لالہ نہال چند وغیرہ اہلکارون کو جو پہلے سے کلکتہ گئے ہوئے تہے
یہہ حکم تہا کہ جب جہاز قریب پہنچے فوراً خبر دین تاکہ افسران گورنمنٹ استقبال کیواسطے
بہیجے جائین اسواسطے قریب شام راقم اور بابو شیو پرشاد جو اب
راجہ شیو پرشاد سی ایس آئی کے لقب سے مشہور اور بنارس مین رہتے
ہین اور اُسوقت مہاراج کے پاس انگریزی مترجم کا کام دیتے تہے بجرہ
پر چڑہکر ٹیلیگراف آفس مین جو کنارہ سے بہت دور جنگل مین ایک چہوٹے
سے خیمہ کے اندر تہا کلکتہ کو تار پر خبر بہیجنے کیواسطے گئے۔ جبتک آفتاب کی
روشنی رہی ہمکو راستہ چلنے مین کچہہ دقت نہین ہوئی لیکن سورج کے
چہپتے ہی چارون طرف سناٹا ہوگیا اور رات سائین سائین کرنے
لگی اور وہ پیچدار اور بکہڑا راستہ جو ہمنے دن مین خوشی سے طے کیا تہا
زنجیر پا ہوگیا اور جنگل کی جہاڑیون نے تمام کپڑے نوچ ڈالے۔ اسوقت دریا
کا کنارہ اور لق و دق جنگل۔ رات کا سمان اور ایک ہو کا عالم دل پر عجیب تاثیر

کرتا تہا۔ لیکن اتنے مین ایکطرفسی چاند نمودار ہوآیا اور اندہیرا جو بلائے جان
ہوگیا تہا اُس سے نجات ملی اور ہم جون تون جہاڑیون سے دامن چہوڑا
کر خدا خدا کر کے اپنی کشتی کے پاس آپہنچے اور چونکہ نو بجنے والے تہے
جلد جلد کشتی چلا کر جہاز پر پہنچگئے اور لنگر اُٹہگیا اور آٹہوین دسمبر ۱۸۵۴ء کو دن
نکلنے سے پہلے ہمارا جہاز کنارہ جالگا۔ سات بجے کے بعد پانچ انگریز جنمین
ایک مسٹر جارج کوپر صاحب فارن ڈپارٹمنٹ کے انڈر سکرٹری تہے جو اسوقت
گورنمنٹ صوبجات شمالی و مغربی کے لفٹننٹ گورنر اور اودہ کے چیف کمشنر
ہین فلڈریس پوشاکین پہنے ہوے جہاز پر مہاراج کے استقبال کو آئے
اور ہندوستانی سوارون کا ایک رسالہ اور گورنمنٹ کیطرفسے سواری کی
گاڑیان آئین اور ہم اُنپر سوار ہوکر مہاراج کے ساتہ بڑی شان وشوکت سے
قیام گاہ پر پہنچے یہان مسٹر اڈمنسٹن صاحب فارن سکرٹری اور گورنمنٹ
کے اور سب صیغون کے سکرٹری پہلے سے موجود تہے اُنہون نے
بڑے تپاک سے مہاراج کو سواری سے اُتارا اور تہوڑی دیر ہنسی خوشی
کی باتین کر کے رخصت ہوے۔ تیرہ ۱۳ سو روپیہ نقد اور ایکسو پچیس کشتیان
میوہ اور مٹہائی کی بطور ضیافت گورنمنٹ کی طرف سے آئین اور ایکسو ایکیس ۱۲۱

ماہ مذکور کو مارکوئیس ڈلہوسی صاحب بہادر گورنر جنرل ہند نے مہاراج کی ملاقات کیواسطے گورنمنٹ ہوس مین ایک عظیم الشان دربار منعقد فرمایا جسمیں تمام عہدہ داران سول ملیٹری موجودہ کلکتہ اور اکثر شرفای ہندوستانی جنکو دربار مین آنیکا استحقاق تہا بلائے گئے اور گورنمنٹ کے چار عہدہ دار جنمین ایک فارن ڈیپارٹمنٹ کا انڈر سکرٹری تہا مہاراج کے قیامگاہ پر استقبال کو آئے اور انکو اپنے ساتہ لیگئے۔ گورنمنٹ ہوس کے بالائی زینہ پر صاحب فارن سکرٹری گورنمنٹ نے پیشوائی کی اور خود نواب گورنر جنرل بہادر نے درباری کمرہ کے وسط مین آکر مہاراج سے ملاقات کی اور مصافحہ کرکے اپنی داہنی طرف کرسی پر لیجاکر بٹہایا صاحب فارن سکرٹری مہاراج کے داہنی طرف بیٹھے اور انکے بعد مہاراج کے سولہ اہلکار جنمین سے ایک راقم بہی تہا اپنے اپنے نمبر کے موافق بٹہائے گئے اور ہملوگون نے ایک ایک اشرفی نواب گورنر جنرل بہادر کو بطور نذر پیش کی جو معاف کی گئی۔ مہاراج کیواسطے اکتالیس [41] کشتیون مین تحائف پیش ہوئے اور آٹہ خلعت اہلکارون کو دئے گئے اور رخصت کیوقت نواب گورنر جنرل بہادر نے مہاراج کو اپنے ہاتہ سے اور اہلکارون کو

صاحب انڈر سکرٹری فارن ڈیپارٹمنٹ نے عطر و پان دیا اور جبتک دربار
رہا بطور علامت خوشی کے انگریزی باجا بجتا رہا اور جسطرح آنیکے وقت استقبال
کیا گیا تہا اُسیطرح مشایعت کی گئی اور آنے اور جانیکے وقت قلعہ فورٹ
ولیم سے سترہ سترہ توپ کی سلامی ہوئی اور ولایتی اور ہندوستانی
سوار اور پیادہ فوج نے جو بہت دور تک تعظیماً کہڑی کی گئی تہی سلامی اُتاری
دوسرے روز نواب گورنر جنرل بہادر بملاقات بازدید کیواسطے تشریف لائے
اسطرف سے چار اہلکار گورنمنٹ ہوس تک استقبال کو گئے اور نصف راہ تک
مہاراج نے استقبال کیا اور نواب گورنر جنرل بہادر کے ساتہہ گاڑی مین بیٹہکر
اُنکو اپنے مکان پر لائے چونکہ فوج اور توپین ساتہہ نہ تہین گورنمنٹ
کیطرف سے کسیقدر فوج آگئی تہی اور آنے جانیکے وقت قلعہ فورٹ ولیم
سے اُنیس ۱۹ اُنیس ۱۹ توپ کی سلامی کی گئی اور ایکسو پچیس کشتیان تحایف
کی پیش کی گئین جو منظور ہوئین اور نواب گورنر جنرل
بہادر اور فارن سکرٹری کو مہاراج نے اپنے ہاتہہ سے اور باقی صاحبون کو
جو ساتہہ آئے تہے اہلکارون نے عطر و پان دیا اور وہی رسوم رخصت کے
وقت بہی عمل مین آئین جو اُنکے تشریف لانیکے وقت ہوئی تہین اور

چونکہ ولایت جانیکے واسطے ایک عہدہ دار انگریزی کا ہمراہ ہونا ضرور تہا مسٹر فوسایتہہ صاحب جو اُسوقت ضلع کانگڑہ کے اسسٹنٹ کمشنر تہے اور اب سر ڈگلس فوسایتہ صاحب۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کے لقب سی مشہور ہین ہمراہی کیواسطے تجویز ہوے اور سب تیاری ہوگئی لیکن بعض امور ایسے پیش آئے جنکے سبب سے مہاراج کو اپنا ارادہ فسخ کرنا پڑا اور فروری ۱۸۵۵ء کے اخیر ہفتہ مین کلکتہ سے پٹیالہ کو لوٹ آئے۔

ہمارا سفر اگرچہ ناکامیابی کے ساتہہ ختم ہوا لیکن اس سے یہہ فایدہ ہوا کہ لوگون نے ہمکو دیکہا اور ہمنے لوگون کو اور اس سبب سے خیالات مین کسیقدر وسعت آگئی اور بہت سے توہمات اور لغو خیالات طبیعتون سے گم ہوگئے اور لوگون نے جانا کہ ہندوستان مین پٹیالہ کی بہی کوی ریاست ہے۔ ہم گئے تو منزل منزل تہے گر آتے شکرم کی ڈاک مین جو رات دن چلکر نوین دن کلکتہ سے کرنال پہنچی تہی۔ اسوقت کلکتہ سی پشاور تک پختہ سڑک بن چکی تہی اور تار بہی لگ گیا تہا جو اُسوقت ایک نہایت عجیب امر معلوم ہوتا تہا اور اکثر لوگ اُسکے ذریعہ سے خبر پہنچنے کا یقین

نکرتے تھے۔ چنانچہ مینے مہاراج کو اُسکے دریافت حال کا مشتاق دیکھکر آگرہ کالج کے ایک طالبعلم کا اُردو زبان مین بنایا ہوا ایک رسالہ دکھلایا تہا جسمین ڈاکٹر گیلونا کو پہلے پہل اثر برقی کا دریافت ہونا اور رفتہ رفتہ اور لوگون کا اُسکے مختلف اثرون اور نتایج کو معلوم کرنا اور آلات اور ادوات برقی کے نقشے وغیرہ بہت مفصل معہ اُس ترکیب کے جسطرح خبر بہیجی جاتی ہے مندرج تہے اور اگرچہ ریل کی سڑک کا بہی سامان ہو رہا تہا اور کلکتہ سے رانی گنج تک کچھہ کچھہ بن بہی گئی تہی مگر اُسوقت یہہ کیسکو معلوم تہا کہ آگ اور پانی سے اسطرح کام لیا جائیگا اور یہہ طلسم کی گاڑیان کلکتہ سے لاہور تین دن سے کم مین لوگون کو نہایت آرام و آسایش کے ساتھہ تہوڑے سے خرچ مین پہنچا دیا کرینگی یہہ بات بہی توجہ کے لایق ہے کہ اسوقت ہمارے خطوط ہمارے سوارونکی خانگی ڈاک مین جو پٹیالہ سے کلکتہ تک لگائی گئی تہی آتے جاتے تہے اور انگریزی ڈاک مین کاغذون کا بہیجنا خلاف احتیاط سمجھا جاتا تہا جسکا باعث خیالات کی تاریکی اور سرکار انگریزی کی ڈاک کی نسبت بے اعتمادی تہی جو اسکے بعد بہی تہوڑا عرصہ قایم رہی۔ چنانچہ مجھکو یاد ہے کہ جون ۱۸۵۶ع

ین جب مین اپنی سرکار کیطرف سے بعہدہ وکالت نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اضلاع مغربی وشمالی کے محکمہ مین مامور تھا پہلے پہل مینے ہی نینی تال سے سرکاری کاغذات کو انگریزی ڈاک مین روانہ کیا تھا۔

اس سفر مین نوکرون کے علاوہ میرے دوست میان رنجیت سنگھ صاحب رئیس رام گڈہ ہی جو ضلع انبالہ مین ایک چھوٹی سی راجپوت خاندان کی ریاست ہے مہاراج کی رفاقت مین تھے جو بڑے شریف اور ذی عزت اور خاندانی شخص ہین۔

سرکار انگریزی کی فوج پریزیڈنسی بنگالہ کی بغاوت اور مہاراج کا سرکار ممدوح کو مدد دینا

سنہ ۱۸۵۷ع کے مشہور غدر کے اگرچہ بہت سے سبب تھے جنکو اکثر تجربہ کار اور دانشمند انگریزون اور ہندوستانیون نے تحقیق کرکے لکھا ہے مگر بڑا اور ظاہر سبب یہہ تھا کہ فوج کیواسطے ایک نئی قسم کی بندوقین ولایت سے آئی تھین جنکو انفیلڈ رایفل کہتے ہین اور اس سبب سے کہ انکی نالی تنگ ہوتی ہے یہہ لکھا آیا تھا کہ کارتوسون مین کچھہ چکنائی لگا دیجاے جسکو میگزین کے منتظمون نے ایک معمولی بات سمجھکر موافق دستور اپنے ملک کے

انمین چربی لگوادی - پس جب یہہ بندوقین اور کارتوس اُس پلٹن کو دیے گئے جو کلکتہ کے قریب دمدمہ کے مقام رہتی تہی تو اُسمین بہت گہبراہٹ پیدا ہوی کیونکہ کسی بدمعاش نے یہہ افواہ اُڑادی تہی کہ کارتوسون مین گائے اور سُور کی چربی لگائی گئی ہے اور اسسے سرکار کا یہہ مطلب ہے کہ ہندؤن اور مسلمانون کا مذہب بگڑ جائے اور سب لوگ عیسائی ہو جائین اور سپاہیون کو اسکا اسوجہ سے یقین ہوگیا تہا کہ میگزین کے ایک خلاصی نے جو ایک چہوٹی قوم کا شخص تہا ایک برہمن سپاہی سے جو اتفاقاً پانی پینے کو لوٹا مانگا اور اُسنے ندیا تو خلاصی نے کہا ،، کیون صاحب لوٹا دینے سے تو آپ انکار کرتے ہین لیکن جب سُور اور گائے کی چربی لگے کارتوس دانتون سے کاٹیگا فرمائی تب کیا ہوگا ،، اِسکی خبر جب انگریز عہدہ دارون کو ہوی تو اُنہون نے اگرچہ سمجہایا کہ کارتوسون مین بہیڑ کی چربی اور موم لگا ہوا ہے مگر سپاہیون نے نمانا اور کہا کہ آپ جو کہتے ہین سچ ہو گا لیکن بہتر ہے کہ ہمکو اسکی ترکیب تبلادیجائے تاکہ ہم خود اپنے ہاتہہ سے بنالین اور کسیکے دل مین کچہہ شبہ نرہے - اسپر جنرل ہیرسی صاحب نے گورنمنٹ سے اسکی اجازت

طلب کی اور اگرچہ ستائیسوین جنوری کو نواب گورنر جنرل بہادر نے منظوری کا حکم صادر کیا اور لکھا کہ **سیالکوٹ** اور **انبالہ** کی چہاونی مین بہی جہان یہہ بندوقین فوج کو دی گئین ہین اگر سپاہیونکی خوشی ہو تو وہان بہی ایسا ہی کیا جائے لیکن اگر یہہ حکم فوراً مشتہر کیا جاتا اور سب چہاونیون کی فوج کو مفصّل سمجہا دیا جاتا تو شاید بلوہ نہوتا لیکن مشیت ایزدی کچہہ اور تہی اور خدا کو ہندوستان کی حالت مین بہت کچہہ انقلاب منظور تہا۔ پس اب ادہر تو سرکاری عہدہ دارون مین یہہ خط وکتابت ہوتی رہی اُدہر دمدمہ والی پلٹن نے بہرامپور والی اُنیسوین پلٹن کو اپنے ساتہہ ملالیا اور چہبیسوین فروری کو جب قواعد کرنیکا حکم ہوا تو سپاہیون نے بندوقون کی ٹوپیون کے لینے سے انکار کیا اور اسی رات کو دس گیارہ بجے بلوہ کرکے کوتہہ توڑلی اور اپنی اپنی بندوقین لین مین لارکہین اور صبح کو **کرنل مچل** صاحب دو توپین اور ایک سو اسّی سوار جو چہاونی مین موجود تہے ساتہہ لیکر جب اُنکے پاس گئے اور ان خلاف قاعدہ حرکتون کا سبب پوچہا تو سپاہیون نے صاف کہدیا کہ ہمنے سنا ہے کہ آپ نے گورونکی فوج اس غرض سے منگوائی ہے کہ یا ہم ان کارتوسونکو دانتون سے کاٹین یا توپون سے اڑا دیئے جائین۔ اب خدا کی قدرت

کہ کرنل صاحب نے تو اگرچہ نہایت معقولیت کے ساتہہ تسلی تشفی کرکے
انگو یہین کو بہیجا اور وہ بدستور اپنی نوکری کرتے رہے مگر نواب گورنر جنرل
بہادر نے اس جرم مین اس پلٹن کے نام کاٹ دینے کا حکم دیا اور
اُسکے ہتہیار تمام فوج کے روبرو لیے گئے اور یہ حال دیکہکر سب سپاہیونکا
دل کمدہ ہوگیا اور جو شبہ اُنکے دل مین تہا کہ سرکار اس ترکیب سے ہمارا ایمان
لینا چاہتی ہے جاہل تو تہے ہی اَور بہی پختہ ہوگیا اور دیکہتے ہی دیکہتے یہہ
ہوا تمام پریزیڈنسی بنگالہ مین پہیل گئی اور تمام چہاونیونکی فوج بجز چند آدمیون
کے باغی اور انگریزونکی جانی دشمن ہوگئی اور وہی سپاہی جو انگریزون کا
جہان پسینا گرتا تہا اپنا خون گراتے تہے اُنکے لہو کے پیاسے ہوگئے
اور مذہب کے جاتے رہنے کی دہشت نے اُنکو ایسا دیوانہ بنایا کہ نیک و بد کا
کچہہ خیال نرہا اور اکثر جگہہ بیدہڑک اپنے افسرون بلکہ غریب میمون اور
معصوم بچون کو بہی قسائیون کی طرح ذبح کرڈالا جسکی کوئی شایستہ مذہب
اجازت نہین دیتا۔ خزانے لوٹ لئے۔ دفتر جلا ڈالے۔ جیلخانے توڑکر
قیدی چہوڑ دیئے۔ تاربرقی کے سلسلے توڑ ڈالے۔ انگریزون کے
رہنے کے مکانونمین آگ لگادی اور ہزارہا شریر اور بدمعاش لوگ لوٹ

وغیرہ کیواسطے اُنکے ساتہی ہوگئے۔ اور بعض بعض ناعاقبت اندیش
صاحب ملک یا پنشن خوار رئیس بہی اس بلامین آگئے اور ایسا طوفان
برپا ہوا اکہ اکثر خلقت کو یقین ہوگیا کہ اب سلطنت انگریزی ہندستان سے
گئی۔ گیارہوین مئی کو میرٹہہ کی فوج فساد کرکے دہلی چلی گئی اور
مسٹر سائمن فریزر صاحب کمشنر اور اور انگریزون کو جو بیچارے محض
بیخبر تھے مار ڈالا اور سراج الدین محمد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ
دہلی کو جو اسی برس کا بوڑہا اور سرکار انگلشیہ کا پنشن خوار تہا زبردستی بادشاہ
بنالیا اور شدہ شدہ ہزارون باغی سپاہی دہلی مین اکٹھے ہوگئے اور
صدہا توپین اور بیحساب میگزین اپنے ساتہہ لے آئے دہلی کا میگزین
جسقدر کہ اُڑنے سے بچ رہاتہا وہ بہی اُنکے قبضہ مین آگیا اور ایسا سامان جمع
ہوگیا کہ بظاہر دہلی کا فتح ہونا بہت مشکل تہا۔ فساد میرٹہہ اور دہلی کی اطلاع
مسٹر فورساتہہ (سر ڈگلس فورساتیہہ صاحب کے۔ سی۔ ایس ای)
صاحب بہادر نے جو اُسوقت انبالہ کے ڈپٹی کمشنر تہے اول تیرہوین
مئی کو احتیاطاً بطور خفیہ مہاراج کو دی پہر ستر ہوین کی رات کو زبانی سید
امام علی وکیل ریاست کے کہہ بہیجا کہ انبالہ کی فوج کا بہی کچہہ بہروسہ نہین

ہے اور مدد کی درخواست کی اس خبر کے پہنچتے ہی مہاراج نے ایک
کافی باربرداری اونٹون اور ہاتہیون کی کالکا کو روانہ کی تاکہ کسولی
وغیرہ پہاڑی چہاونیون کی ولایتی فوجکو دیس مین آنیکے لئے آسانی ہو
اور علی الصباح سوار ہوکر معہ تمام فوج موجودہ پٹیالہ کے صاحب موصوف
اور اور عہدہ داران گورنمنٹ کی مدد اور حفاظت کیواسطے جا پہنچے۔ مہاراج
کے تشریف لانیکی خبر سنکر سپاہی جو آمادہ فساد تہے بالکل دب گئے اور
اپنے افسرون کا کہنا ماننے لگے اور مہاراج مسٹر فورسایتہ صاحب کے مشورہ
سے شہر اور چہاونی کے انتظام کیواسطے کسیقدر فوج انبالہ مین چہوڑکر
بلاتوقف تہانیسر پہنچے جو اسوقت ضلع کا صدر مقام تہا اور بسبب قرب
دہلی اور بدمعاش اور فتنہ پسند ہونے رعایا کے وہان کے حکام نہایت
خوف کی حالت مین تہے اور کپتان ولیم مکنیل صاحب بہادر ڈپٹی
کمشنر کی صلاح سے جو جو مناسب تہا انتظام کیا اور کپتان میکنڈرو صاحب
اسسٹنٹ کمشنر ضلع انبالہ کو جو کرنال جانا چاہتے تہے پچاس سوار زیر حکم کرنل
پرتاب سنگہ گل ساتہہ دیکر روانہ کیا۔ یہہ مختصر اور نیک شگون سپاہ
پٹیالہ کا وہ حصہ تہا جو سب سے پہلے دہلی کیطرف روانہ ہوا اور اپنے چہوٹے

شبیہ مبارک جناب معلے القاب فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا



مہاراجہ دہراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان نریندر سنگھ صاحب مہندر بہادر
جی سی ایس آئی - والی ریاست پٹیالہ

بہائی کنور دیپ سنگہہ صاحب بہادر کو تیرہ ۱۳ سو سپاہی اور چار توپون کے ساتہہ تہانیسر مین چہوڑکر بسبب اسکے کہ قیدیون نے فساد کرکے پٹیالہ کے جیلخانہ مین آگ لگادی تہی اور ضلع سرسہ وغیرہ علاقہ سرکار انگریزی ملحق الحدود ریاست مین فساد اور غدر پہیل گیا تہا اور اُسکے انتظام کیواسطے فوج کا بہیجنا اور بندوبست کرنا ضرور تہا تہانیسر سے انبالہ آئے اور مسٹر بارنس صاحب بہادر کمشنر اور جنرل جارج انیسن صاحب بہادر کمانڈر انچیف سے جو شملہ سے آگئے تہے ملاقات کی۔ اب یہان کی کیفیت سُنئے کہ تیئسوین ۲۳ مئی کو صاحب کمانڈر انچیف بہادر نے دو حصہ کرکے فوج دہلی کیطرف روانہ کی جسمین توپخانہ کے سوا اٹہارہ ۱۸ سو گورے اور قریب ایک ہزار کے ہندوستانی سپاہی تہے اور خود دہلی جانیکو مستعد ہوکر چہبیسوین ۲۶ کو کرنال پہنچگئے۔ چونکہ دو ترپ توپخانہ اسپی کے ابہی نہ پہنچے تہے اور سیج گرین یعنی قلعہ شکن توپخانہ بہی جو پنجاب سے آتا تہا بہت دور تہا۔ اسواسطے اُنکے آنے تک فوج کرنال سے آگے نہ بڑہ سکتی تہی اتفاقاً چہبیسوین ۲۶ کو ہیضہ کے مرض سے انکا انتقال ہوگیا اور اُنکی جگہہ چہاونی انبالہ کے جنرل سر ہنری برنارڈ صاحب بہادر کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اور جب وہ توپخانہ

جسکا انتظار تہا اکتیسوئین کو ہماری فوج نے جو بقدر پانسو سوار اور پیادہ کے تہی اور دو توپین بہی اُسمین تہین زیر حکم سردار پرتاب سنگہہ چاہل مہاراج کے ماموں زاد بہائی کے کرنال پہنچادیا صاحب ممدوح نے اُسی روز پانی پت کو کوچ کیا اگرچہ یہہ امید تہی کہ برگیڈیر جنرل ولسن صاحب میرٹہہ سے اپنی گورہ فوج کو لیکر راہی کے مقام آ شامل ہونگے لیکن اس سبب سے کہ اُنہون نے غازی الدین نگر سے ایک پہیر کا راستہ اختیار کیا تہا اُس مقام پر فوج انبالہ کے شامل نہو سکے پس بناچاری صاحب کمانڈر انچیف بہادر نے علی پور کیطرف کوچ کیا اور پانچوین جون کی صبحکو وہان جا پہنچے اور چونکہ توپخانہ کا سامان میرٹہہ کی فوج کے ساتہہ زیادہ تہا اُسکے انتظار مین یہان قیام کیا اور ساتوین کی صبحکو جب یہہ دونون فوجین شامل ہوگئین تب اُسی دن رات کو ایک بجے لڑائی کی صف باندہکر دہلی کیطرف چلے کیونکہ یہہ امر متحقق تہا کہ دن نکلتے دشمنون سے ضرور مقابلہ ہوگا ساڑہے چار بجے اُس مقام پر جو دہلی سے قریب چار میل اسطرف بادلی کی سرائے کے نام سے مشہور ہے دشمنون کے مورچے جو بہت استحکام سے بنائے گئے تہے نظر آئے اور لڑائی شروع ہوئی اور بعد بہت سے کشت و خون کے باغی شکست کہاکر دہلی مین جا گہسے

اور اُسیدن کی شام کو عین شہر کے سامنے اُس بلند زمین پر جو پہاڑی کے
نام سے مشہور ہے سپاہ انگریزی نے قیام کیا اور اس تاریخ سے دہلی کا
گویا محاصرہ شروع ہوا۔ آخر جون تک ہماری فوج جو توپخانہ لیکر آئی
تھی یہان رہی اور پھر اس سبب سے کہ بڑا کام ہمارے ذمہ یہہ ڈالا گیا تھا
کہ دہلی اور انبالہ کے درمیان امن اور انتظام قایم رکھین کیونکہ ایک ہی راستہ
تھا جس سے رسد وغیرہ سامان مطلوبہ کمپ انگریزی مین پہنچ سکتا تھا
اور باقی سب راستے دشمنون کے قبضہ مین تھے اور اُنکی طرف سے
بڑا اندیشہ اسکے بند کر دینے کا رہتا تھا فتح دہلی تک اسکا قیام اکثر علاقہ
رائی۔ لڑسولی وغیرہ مقامات متصلہ دہلی مین رہا۔ آغاز جولائی مین جبکہ ایک
بہت پرانے شخص نے انکار کر دیا تو راقم کو سردار پرتاب سنگھ صاحب کے ساتھ شامل ہونیکا
حکم ہوا اور آٹھوین تاریخ کو جب مین گھوڑ نکی ڈاک وہان پہنچگیا وہ اوہین بالاتفاق فوج کے
حکمران ہے اور چھبیسوین جولائی تک کپتان میکینڈرو صاحب اور جب اُنکی تبدیلی لاہور کو ہوگئی
کرنل ڈونس فرڈ صاحب دہلی کے فتح ہونے تک بطور پولیٹکل
افسر ہمارے ساتھ رہے اور اگرچہ جنرل سر ایچ ولسن صاحب
سپہ سالار دہلی نے آخری اور فتحمند حملہ کی شرکت کے لئے ہمارا لشکر

سے اٹھکر دلی جانا مناسب خیال کیا اور فرمایا کہ تمہاری فوج کا ہمارے لئے یہان ہی رہنا زیادہ مفید ہے مگر مہاراج کی خوشی خاطر کے واسطے ہمکو مختصراً دلی کے ساتھہ شامل ہونیکی اجازت دیگئے اسوقت ہماری آٹھہ توپین اور دو ہزار اکیسو چھپن سوار اور دو ہزار آٹھہ سو چھیالیس پیادے اور اکیسو چھپن عہدہ دار دلی - پانی پت - تہانیسر کرنال انبالہ - جگادہری - سہارنپور - فیروزپور - سرسہ - حصار - رہتک اور بنگلہ فاضل کا مین سرکار انگریزی کی خدمت کیواسطے مامور تھے اور مہاراج نے سرکار موصوف کو صرف فوج سے ہی مدد نہین دی بلکہ مختلف طور سے اپنی خیرخواہی اور وفاداری کو ثابت کیا چنانچہ مفسدہ کے آغاز مین بادشاہ دہلی کیطرف سے جو ایک شقہ آیا جسمین بہت سی چاپلوسی کی باتین لکہی تہین وہ بجنسہٖ مسٹر بارنس صاحب کو دیدیا اور جب گورنمنٹ کو روپیہ کی ضرورت ہوئی اور پانچ لاکہہ روپیہ بطور قرض مانگا گیا تو فوراً بہجدیا اور یہہ لکہا کہ دس لاکہہ چاہئین تو دس لاکہہ بہیجے - سرسہ - رہتک اور حصار سے جو بیچارے انگریز اور میمین بہاگ کر پناہ کیواسطے پٹیالہ مین آئے انکی بڑی خاطر تواضع کیگئی اور جو کچہہ درکار ہوا وہ مہیا کر دیا گیا اور سامان تمام

جہاں جہاں انکی مرضی ہوئی پہنچا دیے گئے۔ بیل جو فیروزپور سے دہلی تک جابجا بطور ڈاک اس غرض سے بٹھائے گئے تھے کہ میگزین کے پہنچنے مین توقف نہو اُنکے بہم پہنچانے مین کافی مدد دیگئی اور جبتک لڑائی رہی مہاراج کے دلمین برابر یہ اُمنگ رہی کہ ہم خود فوج لیکر دہلی جائین مگر حکام انگریزی نے وہان جانیکی نسبت اُنکا پٹیالہ مین رہنا زیادہ مفید خیال کیا اور بتقریر اور تحریر[۵۱] کے ذریعہ سے اُنکو وہان جانیسے روکا اور ان تمام

---

۵۱ مراسلہ جو سر جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر پنجاب نے مہاراج کو لکھا۔ "صاحب کمشنر بہادر ملک محفوظہ نے نقل مراسلہ آن مشفق ہی صاحب ممدوح مورخہ دوئم جولائی سنہ حال بحضور اینجانب بھیجی اُسکے ملاحظہ سے واضح ہوا کہ آن مشفق بمقتضائے اتحاد قلبی اخلاص صمیمی جو سرکار انگریزی سے مربوط ہے خواہش رکھتے ہین کہ بذات خود و بنفس نفیس مع فوج ہمراہ خود شامل فوج سرکار انگریزی ہو کر مفسدان کور نمک دہلی کو سزائے اعمال انکی پہنچاوین۔ درحقیقت یہ ہے کہ عالی ہمتی اور جوانمردی آن مشفق کی بہ انکہ یہ تحریک انکی طرف سے ہوتی اظہر من الشمس ہے اور درحقیقت حسب تخیل آن مشفق آپکے دہلی کیطرف تشریف لیجانیمین بہت فایدہ ہے الا اتنا خیال ہے کہ آن مشفق کی ریاست کے چارون طرف جو ملک ہے وہان کے لوگ فسادی اور دباعث طلب ہین آن مشفق اس نواح مین رئیس کلان ترین اور سب سکھون کی نظر آن مشفق کی ذات پر ہے اور آن مشفق کی دباغت اور رعب سب پر ہے۔ پس اس صورت مین بدلالت این مخلص مصلحت یہی ہے کہ آن مشفق کا پٹیالہ یا اپنے علاقہ مین قریب تشریف رکھنا بہت مناسب ہے اگر آن مشفق

باتون کا یہہ نتیجہ ہوا کہ جس جس مقام پر سرکشی اور فساد برپا ہو گیا تہا فرو ہو گیا اور دہلی فتح ہو گئی اور ملک پنجاب جسکو قبضہ مین آئے تہوڑا ہی زمانہ گذرا تہا اور ملک اودہ کی طرح بسبب جدید ہونے قبضہ اور اور وجوہات کے غدر اور فساد کا ہونا یہان زیادہ متوقع تہا اس الزام سے بچگیا چنانچہ مسٹر بارنس صاحب کی رپورٹ[۱] کے چند فقرہ ہم یہان اپنے بیان کی تائید

دہلی کو تشریف لیجاوین تو آنمشفق کی غیبت مین نواح ملک محفوظ ایسا کوئی رئیس نظر نہین آتا جسکے رعب سے مثل آنمشفق کے شیرازہ انتظام جیسا کہ چاہیئے قایم رہے اور اگر خدا نخواستہ دہلی کیطرف مبادا کسیطرح کا نقصان آنمشفق کی ذات کو پہنچے تو پہر آنمشفق کے علاقہ کیطرف اور ملک محفوظ مین بالکل بے انتظامی ہو جایگا اندیشہ قوی ہے اور پہر بڑی مشکل ہوگی اور سرکار انگریزی کو بدنامی حاصل ہوگی پس ہر طرح پر خواہ آنمشفق کی ریاست کے فایدہ کیطرف اور خواہ سرکار انگریزی کے بہبود کیطرف غور کیا جاوے تو بہ نہ دلالت دوستدار ایسا ہی مناسب ہے کہ آنمشفق پٹیالہ مین یا قریب اپنے علاقہ کے تشریف رکہین اور وہین سے انتظام و انطفاے آتش فساد مین مصروفیت رکہین بعنایت حافظ حقیقی حسب دلخواہ یہہ فساد دفع ہو جایگا او مفسدین سزاے اعمال کو پہنچینگے فقط۔ المرقوم ہفتم ماہ جولائی سنہ ۱۸۵۷ء۔ مقام راول پنڈی۔

ایضاً پروانہ جو حکیم عبد الغنی خان صاحب مرحوم وکیل ریاست کے نام جاری کیا

---

[۱] یہہ رپورٹ بلیو بک نمبر ۷ مین ماہ مارچ سنہ ۱۸۶۰ء مین بحکم انڈیا آفس لنڈن مین چہاپی گئی ہی ۱۲ مولف

کیواسطے لکہتے ہین

قولہٗ (۳) ریاست پٹیالہ ممالک این روی ستلج کے بیچہ مین ہے اور قسمت انبالہ کے تمام اضلاع اسکے ساتہہ تین طرف سے ملحق ہین۔ اس ریاست کی برتری کو این روے ستلج کے میدان کے راجگان و روسا ہی نہین بلکہ کوہستان کے رئیس بہی مانتے ہین۔

(۴) نظر بر آن اس انقلاب کے زمانہ مین بہت کچہہ اس بات پر منحصر تہا کہ

"دو قطعہ عرایض تمہارے مرقومہ ۲ جولای سنہ حال دربارہ حالات بیماری اپنی کے و اطلاع کوشش و مصروفیت مہاراجہ صاحب بہادر موکل خود در تعمیل احکامات صاحبان عالیشان بہادر و مفسدہ نمک حرامان دہلی وغیرہ و مستعد ہونا مہاراجہ صاحب بہادر کا بذات خود مع فوج واسطے جانے دہلی کے جہت امداد و خیرخواہی سرکار و سرکوبی مفسدان بد اندیش و کوشش و جانفشانی الہکاران مہاراجہ صاحب بخدمت صاحبان پرمٹ سرجے مع شش قطعہ نقول مراسلات مہاراجہ صاحب بنام صاحبان ممدوح و صاحب کمشنر بہادر کا ملفوظ وہی مہاراجہ صاحب بہادر از طرف صاحبان ممدوح الصدر بلاحظہ سے گذر کر لکہا جاتا ہے کے نقل مراسلات مرسولہ تمہاری سابق ہمارے پاس معرفت صاحب کمشنر بہادر کا ملحوظ کے آچکی ہے اور اینجانب نے مہاراجہ صاحب کو لکہہ بہیجا ہے کہ انکا دہلی کیطرف جانا مصلحت وقت نہین ہے اسواسطے کہ ادہر جنگ بہت سنگین ہے اور کچہہ نہین معلوم ہے کے کیا ہو اگر مہاراجہ صاحب بہادر وہان تشریف لیجاوین اور خدانخواستہ کچہہ نقصان

ریاست پٹیالہ کیا طریق اختیار کرتی ہے۔ اِس ریاست کی جانب سے تامل یا بے اعتنائی کا ظہور سرکار انگریزی کے مقاصد کے حق مین علانیہ بغاوت کی برابر مضر ہو سکتا تہا کیونکہ ایسی صورت مین وہ لوگ جو تذبذب کی حالت مین تہے متیقن ہو جاتے اور غالباً ہمکو انبالہ مین اپنی عملداری کا سنبہالنا دشوار ہو جاتا۔

(۵) دہلی مین قتل اور بغاوت ہونیکی خبر جسوقت انبالہ مین معلوم ہوئی اُسیوقت پٹیالہ بہی پہنچگئی اور مہاراجہ صاحب نے جو اس بات کو فوراً سمجہہ گئے

اُنکی ذات کو پہونچے تو ریاست پٹیالہ و نیز سرکار انگریزی کا بڑا نقصان ہے کیونکہ ایسے صاحب تدبیر اور عقیل اور ہوشیار دوست صادق کہان میسر ہوتے ہین۔ بہت مہاراجہ اور راجہ ہوتے ہین لیکن ایسے جیسے مہاراجہ صاحب ہین کہان ہین تو اس صورت مین زیادہ تر انکو عزیز رکہنا چاہیئے۔ مہاراجہ صاحب بہادر تو ایسے ہین جیسے کوہ نور ہیرا کمیاب تہا پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ انکو ہر جگہہ نیک بد مین اور خوف خطر مین جانے دینا گوارا ہو سکے بلکہ بہت احتیاط رکہنی ضرور ہے کہ وہ ایسے مقامات اور موقعات خطرناک سے علحدہ رہین کہ اسمین سرکار انگریزی کا نفع ہے اور مہاراجہ صاحب کے واسطے فایدہ ہے وا ینجانب خدمتگذاری مہاراجہ صاحب بہادر و اہلکاران مہاراجہ صاحب بہادر سے بہت خوش ہین فقط

المرقوم تاریخ یازدہم ماہ جولائی ۱۸۵۷ء مقام راول پنڈی۔

ستہے کہ یہہ ایک عظیم مفسدہ برپا ہوا ہے مسٹر فورسائیتہ صاحب ڈپٹی کمشنر کا پیغام پہنچتے ہی اپنی تمام سپاہ موجودہ کو لیکر بذات خود اُس گانون (لوہہ سنبلی) کیطرف جو انبالہ کے قریب واقع ہے کوچ کیا۔ یہان سے تہانیسر کو جو انبالہ اور کرنال کے بیچ مین ہے روانہ ہوئے اور سڑک اعظم کے جاری رکہنے اور ضلع تہانیسر مین امن و آمان قایم رکہنے کا انتظام کامل طور پر فرمایا۔

(۶) یہہ راستبازی اور خیر خواہی کا چلن ایسے وقت مین ہمارے لئے پرلے سرے کا مفید تہا کیونکہ لوگون کے دلون مین اُن مختلف افواہون کے سبب سے جو چربی کے کارتوس جاری ہونے اور ہڈی ملے ہوئے آٹے کے رواج دینے اور حیلہ سازی کے ساتہہ مذہب بگاڑنے کی نسبت مشہور تہین ایک بڑا جوش پیدا ہو رہا تہا جب مہاراجہ صاحب بہادر دلی ارادہ تہ دل سے ہمارے طرفدار بنے تو اِن فتنہ انگیز خبرونکو لوگ نامعتبر خیال کرنے لگے چونکہ مہاراجہ صاحب بہادر اپنے ہندو مذہب کے بڑے پابند تہے اور اپنے منصب اور طریق دونون باتون کے لحاظ سے قابل تعظیم تہے اس سبب سے اِس موقع پر انکی اعانت انگریزی سپاہ کے ایک برگیڈ کے برابر تہی اور اس اعانت نے لوگون کے جوش فرو کرنیکے باب

مین اُس سے زیادہ کام دیا جو انسو سرکاری منتظم کر سکتے۔

(۷) افواج پٹیالہ کے تہانیسر۔ کرنال اور انبالہ مین مقیم رہنے سے تہانیسر کے صاحب ضلع اُن دلیرانہ تجاویز کو عمل مین لا سکے جنکے سبب سے یہہ ضلع بغاوت کی وبا سے جو چارون طرف پہیلی ہوئی تہی محفوظ رہا۔ کرنال سے پہلور تک جہان سرکاری میگزین تہا تمام رستہ مین سپاہ مذکور کے انتظام سے کہیں کا کہٹکا بہی نہونے پایا۔ پٹیالہ کی سپاہ نے اضلاع ہانسی اور سرسہ کے لینے کو وقت جنرل وان کورٹ لینڈ صاحب کو مدد دی اور ایک دستہ اس سپاہ کا ضلع سہارنپور مین مسٹر پلوڈن صاحب کے ہمراہ تہا غرضکہ ہر طرف افواج پٹیالہ گورنمنٹ انگریزی کے مقاصد کی حفاظت مین مستعدی کے ساتہہ سرگرم رہی اور مہاراجہ صاحب بہادر تحریر فرماتے ہین کہ اکثر مقامات مین انکی فوج حسب مندرجہ حاشیہ سرکار انگریزی کی کمک مین مصروف رہی۔

(۸) مہاراجہ صاحب بہادر نے میری درخواست سے پانچ لاکہہ روپیہ سرکار انگریزی کو قرض دیا۔ مینے اوّل دس لاکہہ روپیہ طلب کیا تہا اور انہون نے اسکا دینا منظور فرمایا تہا۔ مگر اخیر مین اُنسے پانچ لاکہہ سے زیادہ

سلہ (۸) ضرب توپ (۱۴۵۶) سوار (۲۸۴۶) پیادے (۱۵۶) افسر۔

لینے کی ضرورت نہوئی۔

(۹) مفسدہ کے شروع ہی مین مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس شاہ دہلی کیطرف سے ایک شقہ بدین مضمون آیا کہ آپ باغیون کو مدد دین۔ مہاراجہ صاحب بہادر نے اُس شقہ کو فوراً میرے حوالہ کردیا جواب بہی میرے پاس موجود ہے اور اُسکی نقل مع ترجمہ گورنمنٹ کی خدمت مین بہیجی جاچکی ہے۔

(۱۰) مہاراجہ صاحب بہادر نے اکثر اوقات تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے بذات خود دہلی تشریف لیجانیکی تمنا کی مگر صاحب چیف کمشنر بہادر اور راقم اُنکے عزم کو اسوجہہ سے روکتے رہے کہ علاقہ این روے تلج مین اُنکا موجود ہونا نہایت ضرور تہا۔

(۱۱) مہاراجہ صاحب بہادر کی استدعا دلی سے پٹیالہ کی کچھ سپاہ بسر کردگی سردار پرتاب سنگہہ جو انکے رشتہ دار تہے دہلی بہیجی گئی اور یہہ سپاہ شہر پر دہاوا ہونے اور فتح کیوقت وہان موجود تہی۔ جنرل سیرایچ ولسن صاحب اپنے مراسلہ مورخہ بائیسوئین ستمبر ۱۸۵۷ء مین اُن خیرخواہیون کی جو مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ سے ظہور مین آئین شہادت دیتے ہین اور

اس بات کو شکریہ کے ساتھ تسلیم کرتے ہین کہ مہاراجہ صاحب بہادر کی سپاہ نے سامان حرب و رسد کو جسکا تانتا بندھا ہوا تھا بحفاظت تمام کیمپ مین پہنچا دینے کے باب مین بڑی مدد دی"۔

اس موقع پر اگر ریاست کے اُن عہدہ دارون کا ذکر کیا جائے جو پولیٹکل خدمات پر مامور تھے تو نا انصافی ہوگی اسلئے ہم نام بنام ہر ایک کا حال لکھتے ہین **لالہ گلونت رائے** صاحب انجہانی اسوقت میر منشی تھے اور باعتبار اُنکے عہدے کے انکا کام بہت مشکل اور بڑی خبرداری کا تھا اور ان سے بڑھکر نازک کام **سیّد امداد علی** صاحب وکیل محکمہ ایجنسی کا تھا جسکے واسطے بڑی ہوشیاری اور چستی اور مستعدی درکار تھی جسکو اِن صاحبون نے بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیا اور **میر صاحب** تو گورنمنٹ انگریزی کے ایسے سرگرم جانبدار تھے کہ بعض احمق اور متعصب لوگون نے انکو کرسچن ہوجانے کی تہمت لگادی اور دہلی کے رہنے والے ایک مسلمان نے جو یہان ایک باعزّت نوکر تھا اپنے آبخورہ کو جس سے اُنہون نے پانی پیا تھا توڑ ڈالا۔ مگر انہون نے ان باتون کی کچھہ پروا نہین کی اور وہی کام کیا جو مناسب اور شایان تھا اور جب چھاونی انبالہ کی ایک باغی پلٹن

سے ہتہیار لینے کی تجویز ہوئی اور پریڈ پر جاکر اُسکو حکم سُنانیکے واسطے مسٹر بارنس صاحب نے اُنکو منتخب کیا اُنہون نے کچہہ پس و پیش نہین کی اور جبکہ وہ مسلح اور مرنے مارنے پر تیار تہے بلا تامل جاکر اُنکو حکم سُنادیا اور سمجہا بجہاکر ہتہیار رکہوالئے اور اُنکے بڑے بہائی سید اولاد علی صاحب جو شملہ مین تہے اور سید امام علی صاحب اور سید تراب علی صاحب مرحوم اور سید نثار علی صاحب اور سید حسین علی صاحب جو بترتیب نام انبالہ فیروزپور لودہیانہ اور دہلی مین وکالت کے عہدون پر مامور تہے اپنے فرایض کو بخوبی بجالائے اور سید حسین علی صاحب کو تو نہایت ہی تکلیف اُٹہانی پڑی اور اُنکی جان اتفاقیہ بچگئی کیونکہ جب فساد ہوا یہہ وہین تہے اور چونکہ اِنکو حکم تہا کہ باغیون کے حالات کی اطلاع بہیجتے رہین اِنکے چند کاغذ اُنکے ہاتہہ پڑ گئے اور اُنہون نے اِنکو پکڑکر اوّل بہت مارا اور پہر بیڑیان ڈالکر کوتوالی مین قید کردیا اور اگرچہ کئی دفعہ مار ڈالنے کا بہی ارادہ کیا مگر خوش قسمتی سے کوئی نکوئی ایسا سبب ہوتا رہا کہ جس سے انکی جان بچگئی اور دہلی کے فتح ہونے تک سخت قید مین رہے حکیم عبدالغنی خان صاحب مرحوم اور ملک حسین خان صاحب اور

نامدار خان صاحب جو صاحب چیف کمشنر پنجاب اور صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سرسہ اور تہانیسر کی خدمت مین متعین تہے انہون نے ہی اپنی خدمات کا سر انجام بخوبی کیا اور سردار بسا و انگہہ صاحب ہر یکا جو کمپ انگریزی مین تہے وہ ہی اپنا کام اچہی طرح کرتے رہے۔

ریاست دہولپور اور گوالیار مین بغاوت کا ہونا اور مہاراج کا دونون ریاستونکو مدد دینا

اس مفسدہ کا اثر چونکہ عام تہا دہولپور کی ریاست ہی اس سے خالی نہی اور جبکہ اوایل ۱۸۵۷ع مین اندور اور گوالیار کی باغی فوج وہان آئی رانا صاحب بہادر کی سپاہ اور بعض اہلکار ہی اُنسے ملگئے اور دہولپور کے علاقہ کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا اور آخر کار ریاست کی توپین لیکر آگرے کیطرف کوچ کیا اور اگرچہ آگرہ کے قلعہ کی سپاہ اور اُس جزوی فوج نے جو جنرل گریٹ ہیڈ صاحب کے ماتحت دہلی سے آئی تہی انکو دسوین اکتوبر کو شکست فاش دی مگر دہولپور مین بدعملی کا بازار بدستور گرم رہا اور رانا صاحب بہادر سے انتظام نہو سکا اور بناچاری اُنہون نے مہاراج سے امداد کی درخواست کی چونکہ مہاراج کی بڑی صاحبزادی یہان بیاہی ہوئی تہین اسواسطے دہولپور

بہی پٹیالہ سے کم عزیز نہ تہا پس گورنمنٹ اضلاع شمالی و مغربی اور صاحب
چیف کمشنر بہادر پنجاب کی رضامندی سے لالہ نہال چند صاحب اور دیوان
جگدیس سنگہہ صاحب دو ہزار فوج اور دو توپون کے ساتہہ وہان بہیجے
گئے اور سردار ہیرا سنگہہ کلال اور سردار سوجان سنگہہ سائینی اور کئی اور
سردار انکے ساتہہ کئے گئے اور انہون نے جاکر بخوبی انتظام کرلیا اور چونکہ قرب
جوار کے علاقون مین جابجا فساد اور غدر پہیل رہا تہا اسواسطے انکا کچہہ عرصہ وہان
ہی ٹہرنا ضرور ہوا چنانچہ زیادہ عرصہ نگذرا تہا کہ دوسری جون ۱۸۵۸ء کو باغیون
نے گوالیار پر پہر حملہ کیا اور مہاراج جیاجی راؤ صاحب بہادر سیندہیا
اپنے وزیر دنکر راؤ اور تین چار اور سردارون کے ساتہہ بہاگ کر نہایت
بے سروسامانی کے ساتہہ دہولپور آئے اور لالہ نہال چند صاحب نے ہمراہ
ہوکر انکو آگرہ پہنچایا اور جب سپاہ انگریزی آگرہ سے گوالیار کو گئی دریائے چمبل کے
ناکون کی حفاظت ہماری فوج نے کی اور رسد کا بہی انتظام کیا اور جب باغی
شکست کہاکر بہاگے انیسوین جون کو ہمارے پانسو سپاہی علی پور کے مقام
جنرل نیپیر صاحب (لارڈ نیپیر آف مگڈالا) کے ماتحت خوب جان توڑ کر لڑے
اور انکو شکست دی۔ اور اس سے ایک مہینہ بعد سر رابرٹ ہملٹن صاحب

ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا اور رزیڈنٹ اندور کے ایما سے چہہ سو پیادہ سپاہی اور تین سو سوار گوالیار بہیجے گئے اور جب تک بخوبی انتظام ہو گیا ریاست مذکور کے مختلف مقامات علیگڈہ وغیرہ مین جو اجین کے قریب ایک مقام ہے متعین رہے۔

صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب اور اودہ کی درخواست سے فوج کا جہجر اور لکہنو کو بہیجا جانا

اب اگرچہ ہماری تواعد دان فوج جہان تہان رکی ہوئی تہی مگر حکام انگریزی کی طرف سے برابر مانگ چلی آتی تہی چنانچہ فروری ۱۸۵۸ء مین صاحب چیف کمشنر بہادر کے فرمانے سے چہہ سو سپاہی کی ایک پلٹن اور دو سو سوار اور بعد ازان اسیقدر اور سپاہ علاقہ جہجر کے انتظام کے واسطے جو نواب عبدالرحمن خان کی بغاوت کی وجہہ سے ابہی ضبط کیا گیا تہا روانہ کی گئی اور یہان یہہ فوج سال بہر تک سول افسرون کے زیر حکم و انتظام مین مصروف رہی اور اس سے دو مہینے بعد صاحب چیف کمشنر بہادر اودہ نے کسیقدر فوج کی درخواست کی اور آٹہہ سو پیادے اور دو سو سوار نئے بہرتی کر کے فوراً لکہنو کو روانہ کئے گئے۔

گورنمنٹ کی عطیات اور مہاراج کی قدرشناسی کا ذکر

مفسدہ کے فرو ہونے کے بعد گورنمنٹ نے ازراہ قدرشناسی اور اعتراف ہماری خدمات کے نارنول کا پرگنہ جمعی دو لاکہہ روپیہ جو رئیس جہجر سے ضبط کیا گیا تہا اور بہدوڑ[۵] کا علاقہ مع کل اُن حقوق اور اختیارات کے جو گورنمنٹ کو حاصل تہے اور نواب زینت محل بادشاہ دہلی کی بیگم کے

۵ بہدوڑ والے مہاراج آلا سنگہہ بہادر کے بہائی دُونا کی اولاد مین۔ انکی جاگیر کے اٹھاون دیہات تہے جنمین سے تیرہ ہمارے اور اُنکے اور آٹہہ اُنکے اور رئیس لاڈوہ کے مشترکہ تہے اور پنجاب کے ضبط ہونے تک ہمکو اس علاقہ پر ویساہی اختیار اور اقتدار حاصل تہا جیسا کہ اپنی اور قلمرو پر تہا مگر اسکے بعد جب گورنمنٹ نے اپنے اور این روے ستلج کے رئیسون کے باہمی تعلقات اور نیز خود اُنکے باہمی ارتباط کی نسبت اپنی اینکسیشن پالیسی کے موافق غور اور تجویز کرنی شروع کی تو کرنل میسن صاحب کمشنر ممالک این روے ستلج نے اس جاگیر کی نسبت یہہ راے لکہی کہ گورنمنٹ انگریزی کو اُسکے لاوارث حصون کے ضبط کر لینے کا استحقاق حاصل ہے مگر ریاست اور جاگیرداروں کے تعلق کی نسبت کچہہ نہین لکہا اور اُسوقت سے سنہ ۱۸۵۲ء کے شروع تک یہہ معاملہ بدستور ملتوی رہا اور آخر کار مسٹر بارنس صاحب نے فروری سنہ مذکور مین اسکی بابت گورنمنٹ کو یہہ رپورٹ کی کہ جیند۔ نابہہ اور ملود کی طرح بہدوڑ کو بہی یہہ استحقاق حاصل ہے کہ وہ ایک علحدہ ریاست مانی جاوے اور پٹیالہ سے الگ کیجائے اور اکتالیس گانون جو فقط جاگیرداروں ہی کے قبضہ مین ہین سرکار انگریزی کے تحت حکومت ہو جائین اور تیرہ جنمین پٹیالہ اور بہدوڑ دونون حصہ دار ہین اُنکی تقسیم اسی قاعدہ

رہنے کا مکان جو اہی ضبط ہوا تہا عطا فرمایا اور خطاب مین الفاظ **فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا سری** بڑہائے گئے یعنی مہاراجہ دہراج راجیشر مہاراجہ راجگان ہند بہادر کی جگہہ فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان ہند بہادر قرار پایا اور خلعت کی کشتیان جو بموقع دربار پیش کیجاتی تہین وہ اکتالیس سے اکنچاس کی گئین اور چند اور بڑے بڑے حقوق جنکی درخواست کی گئی تہی عطا ہوئے جنمین سے متبنے[1] بنا لینے کا اختیار سب سے بڑہ کا تہا کیونکہ

کے موافق کیجای جو بموجب حکم گورنمنٹ مورخہ تیئسوین فروری ۱۸۵۵ء مشترکہ جاگیرون کی تقسیم کے باب مین مقرر ہو چکا ہے اسپر ہمارے اور گورنمنٹ کے باہم بڑا مباحثہ ہوا مگر آخر کار گورنمنٹ نے اپنے اسی حکم کی پیچ کی جو ستائیسوین مارچ ۱۸۵۶ کو صاحب موصوف کی رپورٹ پر صادر کیا تہا اور جاگیر مذکور ریاست کے تحت سے نکال کر اپنے زیر فرمان کر لی۔ چونکہ یہہ فیصلہ مہاراجہ کو سخت ناگوار ہوا تہا خدمات مندرجہ متن کے صلہ مین گورنمنٹ نے یہہ علاقہ مع کل اُن حقوق اور اختیارات کے جو گورنمنٹ کو حاصل تہے دوام کیواسطے ہمکو دیدیا۔

اس علاقہ کی آمدنی بالفعل قریب اسّی ہزار روپیہ کے ہے اور چند جاگیردار اپنے اپنے حصون کے موافق اُسپر قابض ہین اور بعوض خدمت اُس قدر سوار اور سپاہیون کے جنکا حاضر رکہنا اُنپر واجب تہا فی روپیہ دو آنے جنکو کہ سرکار انگریزی اُنسے لیتی تہی اب ہم لیتے ہین۔ ۱۲ — مؤلف

ابتک اِس ملک کی ریاستون مین سرکار انگریزی نے کسی متبنے شخص کے
حق جانشینی کو تسلیم نہین کیا تہا اور اس سبب سے کئی ریاستین ضبط ہوگئی
تہین اور رئیسون کو اسکا بڑا خیال تہا اور ۱۸۵۷ء کی خدمات کے شکریہ مین نواب
ویسرائے گورنر جنرل بہادر نے یہہ خریطہ بہیجا "حسن خدمات ہائیکہ آنمشفق
در ۱۸۵۷ء نسبت سرکار باوقار شہنشاہ انگلستان متعلقہ کشور ہند بظہور آوردہ
کیفیت آن پیش صاحب کمشنر اینروے ستلج گذرانیدہ بودند الحال ہمگی این کیفیت
بذریعہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نزد مخلص رسیدہ مراتب عقیدت و خیرخواہی
و سرگرمی و دلدہی کہ بحیثیت رضیہ آنمہربان در ۱۸۵۷ء بابتدای فساد و بلوہ بظہور رسیدہ
ادراک پیوستہ جاری ماندن ہمان مراتب عقیدت موجب شادمانیہای
بے پایان گردید۔ عساکر آنمشفق در ملک دہولپور باز امن و امان حاصل ساختہ
و ہمدران ہنگام با مہاراجہ صاحب بہادر سیندہیا کہ متعہد وفادار سرکار
ذوالاقتدار ملکہ رفیع الدرجہ انگلستان اند رعایت و امداد نمایان ساختہ
ضلع جہجر نیز از تائید فوج آنمہربان در ۱۸۵۸ء مامون و محفوظ ماندہ و ہم تمامتر اعانت
و تائید از طرف آنمشفق بہ تعیین نگہداشت پولیس جنگی در مہمات صوبہ اودہ
بظہور آمدہ ۔ ازین چنین خدمتہا مستقل و ثابت قدم بودن آنمہربان در خیرخواہی

و ملحوظ داشتن عہود و قوانین منضبط و مقررہ فیمابین سرکار ہند و ریاست
آنمشفق در تمام عالم پیش عالمیان ظاہر و ہویدا گشتہ یقین خاطر آنمہربان باشد کہ
دوستدار مراتب دوستی و وفاداری آنمشفق را فراموش نخواہد ساخت بخصوص
حسن خدمتہاے نمایان آنمہربان کہ نسبت باین سرکار بتقدیم رسانیدہ اند اصلا
از طرف سرکار ممدوح بدل سپاس گذاشت ،،

مہاراج نے بھی اپنے نوکرون کی خدمات کی کم قدر شناسی نہین کی
اور ایک بڑا دربار کرکے تمام اہلکارون اور سردارون کو جنہون نے اس مشکل
موقع مین عمدہ خدمات کی تھین ہر ایک کی خدمت کے لحاظ سے تینتیس ۳۳ ہزار
روپیہ کے سونیکے کڑے اور دوشالے اور خلعت عطا فرمائے اور سردار
پرتاب سنگھہ صاحب اور راقم اور لالہ کلونت راے صاحب سید مدد علی
صاحب حکیم عبد الغنی خان صاحب لالہ جہانگیری مل صاحب سردار بساوا
صاحب ہی کا ۔ سردار نجیت سنگھہ صاحب نائب بخشی سردار بیر سنگھہ
صاحب کلان ۔ لالہ نہال چند صاحب اور سردار گہنڈ سنگھہ صاحب گروان بخشی
کو علاوہ خلعتون کے پرگنہ نارنول مین قریب نو ہزار ۹۰۰۰ روپیہ کی آمدنی کے
گیارہ گانون بطور جاگیر عنایت فرماے ۔

نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند کا انبالہ مین دربار کرنا اور مہاراج کا اُسمین شریک ہونا

بہت عرصہ سے یہہ دستور چلا آتا تہا کہ نواب گورنر جنرل بہادر ہند سے مہاراج کی ملاقات اکثر اپنی ہی قلمرو مین ہوتی تہی اور اسکو ایک موجب فخر خیال کیا جاتا تہا مگر آغاز سنہ ۱۸۶۰ء مین جب لارڈ کیننگ صاحب بہادر نے تجویز فرمایا کہ انبالہ مین ایک عام دربار کیا جاوے اور اینروے ستلج کے تمام روسا اسمین شریک ہون مہاراج اس شرط سے اُسمین شامل ہوے کہ دستور کے موافق ایک دوسری ملاقات خاص ہمارے علاقہ کے اندر ہی ہووے چنانچہ اسکے بعد سرہند کے مقام دوسری ملاقات ہوئی اور گورنمنٹ گزٹ مین یہہ امر چہاپا گیا اِسملک مین یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے رئیسونسے عام دربار مین ملاقات فرمائی ورنہ پہلے اکیلے اکیلے ملاقات ہوا کرتی تہی جیسے اب بہی ہوتی ہے اور اُسکو پرائیوٹ مُلاقات کہا جاتا ہے چنانچہ اِس موقع پر بہی اٹہارہوین جنوری کو معمولی رسوم کے ساتہہ خاص ملاقاتین ہوئین اور پہر انیسوین کو عام دربار ہوا جسمین تمام اہل دربار اپنے اپنے رتبہ کے موافق اوّل آکر بیٹہہ گئے اور نواب ویسرائے بہادر سب کے بعد تشریف لائے

جب دربار کی ابتدائی رسمین ختم ہوگئین اور مہاراج کیواسطے خلعت کی
کی کشتیان آئین نواب ویسرائے بہادر نے کھڑے ہوکر اپنے ہاتھہ سے
موتیون کی مالا مہاراج کے گلے مین ڈالی اور یہہ فرمایا ،، مہاراجہ صاحب بہادر
پٹیالہ مین اس بات سے بہت خوش ہون کہ مجکو یہہ موقع ملا کہ بذات خاص اور
علانیۃً اُن عمدہ خدمات کا شکریہ ادا کرون جو آپ سے بوجہ خیرخواہی ظہور مین
آئین نہ صرف اس وجہ سے کہ آپنے سرکار کی افواج کو خاطرخواہ مدد دی بلکہ بالاتمام
اس سبب سے بھی کہ آپ فوراً بلا دریغ اعانت کو مستعد ہوے اور آپکی خیرخواہی
صادق اور واثق سے کہ ابتداے غدر سے ظہور مین آئی باقی رعایا ملکہ معظمہ
سکنہ ممالک مغربی کو عبرت ہوئی اسجگہہ ضرورت اعادہ خدمات مذکور کی
نہین ہے کیونکہ وہ فرداً فرداً جمیع حاضرین پر واضح ہین اور حال مشرح اُنکا اُن کاغذات
سرکاری مین مندرج ہے جنمین تمام کار اور جانفشانی افواج ملکہ معظمہ جنہون نے
اس قلمرو ہند مین حکومت انگلستان قایم رکھی مرقوم ہے پس ممکن نہین کہ وہ خدمات
کبھی فراموش ہوجائین اور حاضرین دربار کے روبرو مجکو یہہ زیادہ تر ظاہر کرنا منظور
ہے کہ آپکی مقدرت اور اعزاز کے بڑہانے مین گورنمنٹ ملکہ معظمہ کو کمال خوشی
ہے اور ہر طرح سے گورنمنٹ موصوف کو اُمید ہے کہ یہہ مقدرت اور اعزاز آپکی

اولاد کے عہد حکومت مین قایم اور برقرار رہے اور وہ بہی ایسے ہی شجاع اور خیرخواہ ہون جیسے آپ ہین۔ مینے یہہ تجویز کی ہے کہ ایک سند تیار کیجاے جسکی رو سے آپکے تمام ملک اور اُسکے تمام حق و مرافق پر آپکا حق مستقل سمجہا جاے اور حکم دیا ہے کہ یہہ بات بہی اُسمین درج کیجاے کہ اگر خدانخواستہ آپکے کوئی اولاد صلبی نرہے تو آپکو پہول کے خاندان مین سے جسکی ایک شاخ آپکا خاندان بہی ہے کسی شخص کو اپنا جانشین ہونیکے واسطے متبنےٰ کر لینے کا اختیار ہوگا اور وہ متبنےٰ تسلیم ہوکر اُسکی قدر قرار واقعی کیجایگی"

مہاراج کا امرتسر کے اشنان کو تشریف لیجانا اور انندپور مین مہاراج مہندر سنگہہ بہادر ولیعہد کو پاہُل دلانا اور نینا دیوی کا درشن کرنا

اس دربار سے تہوڑے ہی دنون پہلے مہاراج کی سب سے چہوٹی صاحبزادی بی بی بختاور کنور صاحبہ کی شادی مہاراج جسونت سنگہہ صاحب بہادر رئیس بہرت پور کے ساتہہ ہوئی تہی جسمین ساڑہے دس لاکہہ روپیہ خرچ ہوا تہا اسلیے مہاراج کا ارادہ ہوا کہ جسطرح بڑی صاحبزادی کی شادی کے بعد گنگا کا اشنان کیا تہا امرتسر کا اشنان کرین۔ پس آغاز فروری مین پٹیالہ سے کوچ کیا اور آنندپور

مین سوڈہی برجیند سنگہہ صاحب مہاراج مہندر سنگہہ بہادر ولیعہد
کو پاہل دلائی اور نینا دیوی کا درشن کیا جو یہان سے قریب سات میل
کے راجہ صاحب بلاسپور کی عملداری مین دریاے ستلج کے باین
کنارہ ایک چہوٹے سے پہاڑ پر جو قریب تین ہزار فٹ کے اونچا ہے دیوی
کا ایک مشہور مندر ہے اور سکہون مین یہہ روایت مشہور چلی آتی ہے کہ گرو
گوبند سنگہہ صاحب نے نئے پنتہہ (مذہب) کے جاری کرنے اور اپنے والد
گرو تیغ بہادر صاحب کے انتقام لینے کو جو ماہ مگسر سمت ۱۷۳۲ مین و ملی مین
اورنگزیب کے حکم سے بیگناہ قتل کئے گئے تہے سمت ۱۷۴۹ کے شروع
سے اسوج سمت ۱۷۵۱ تک یہان ہزار ہا روپیہ لگا کر دیوی کی پوجا اور ہوم کیا تہا جسکے
ختم ہونے پر دیوی نے آگ سے پرگہٹ ہو کر انکو نئے پنتہہ کے جاری کرنے
اور بادشاہ کے مقابلہ مین ہتہیار اٹہانیکے واسطے ارشاد کیا اور انہون نے
انندپور مین آکر نیا مذہب جاری کیا اور اب سے سکہہ سنگہہ (شیر) کہلانے
لگے اور چرن کی پاہل موقوف ہو کر کرد (کارد) کی پاہل لینے لگے اور
ذات کی قید جسکے باعث سے اکثر ہندو دوسری ذات کے شخص کے ہاتہہ سے
کہا پی نہین سکتے تہے اٹہا دی گئی۔

یہہ مقام نہایت پرفضا ہے اور سندر ہے سے اوہر اُدہر کے ملک کو دیکھو تو عجب کیفیت نظر آتی ہے ایکطرف دریا کے کنارہ کا زرخیز اور سرسبز ملک دکہائی دیتا ہے دوسری جانب ہمالہ کا سلسلہ اور اُسکی بلند چوٹیاں نظر آتی ہین۔ دریائے ستلج نے جو اس پہاڑ کے پاس ہوکر نکلا ہے کنارہ کے میدانون کو کچہہ اور ہی رونق دے رکہی ہے اور اُسکا سپید سپید چمکتا اور لہراتا ہوا پانی سرسبز اور لہلہاتے میدانون مین سے گذرتا ہوا نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے اور یہہ کیفیت اُسوقت اور بہی بڑہجاتی ہے جب آفتاب غروب ہونے لگتا ہے اور اُسکی شعاعین ترچہی ہوکر پانی اور سبزہ پر پڑتی ہین اور کہین سبز کہین سُرخ اور کہین نیلگون دکہائی دیتی ہین۔

یہان سے مہاراج مہندر سنگہہ بہادر ولیعہد پٹیالہ کو بہیجے گئے اور مہاراج آگے کو تشریف لیگئے اور امرتسر پہونچکر خیمہ گاہ سے جو شہر کے باہر تہی پاپیادہ دربار صاحب کے درشن اور اشنان کو گئے یہہ شہر جو پنجاب مین بالفعل ایک بڑی تجارت گاہ ہے اور قریب ڈیڑہہ لاکہہ آدمی کے اسمین آباد ہین اب سے تین سو برس پہلے ایک چہوٹا سا گانون تہا جو گرو کے چک کے نام سے مشہور تہا جب کہون کے چوتہے گرو

رامداس صاحب نے سمت ۱۶۳۴ مین یہان تالاب بنوایا اور امرت سر (عین الحیات) اسکا نام رکہا تو شہر کا نام ہی امرت سر مشہور ہوگیا۔

یہہ تالاب شہر کے وسط مین ایکسو پینتیس ۱۳۵ پینتیس قدم کا لمبا چوڑا پختہ بنا ہوا ہے اور راوی مین سے ایک چہوٹی سی نہر کاٹ کر اسمین ڈالی گئی ہے اور چارون طرف بڑے بڑے پختہ مکان خوش اعتقاد سکہہ رئیسون کے بنوائے ہوئے ہین جنکو بنگا (بنگاہ) کہتے ہین اور اپنے اپنے بانیون کے نام سے مشہور ہین چنانچہ ایک بنگا ہمارے اس ملک کے رئیسون کا ہی بنوایا ہوا ہے جسکو ملوی بنگا کہتے ہین۔

تالاب کے عین وسط مین سنگ مرمر کا ایک چہوٹا سا مگر بہت خوبصورت سنہری مکان بنا ہوا ہے اور اسی کو دربار صاحب کہتے ہین اور اگرچہ یون تو ہر روز ہی یہان میلہ لگا رہتا ہے مگر نومبر اور اپریل کے شروع مین بڑا ہجوم ہوتا ہے اور دور دور سے لوگ اشنان اور درشن کو آتے ہین

مہاراج کا نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کی ملاقات کیواسطے لاہور جانا

چونکہ لاہور یہان سے بہت قریب تہا اور سر رابرٹ منٹگمری صاحب

بہادر کے سی بی لفٹنٹ گورنر پنجاب ابھی وہان ہی تھے پہاڑ کو تشریف نہ لیگئے تھے اسواسطے مہاراج نے لاہور تشریف لیجانا اور اُنسے ملاقات کرنا مناسب سمجھا پس یہان سے فارغ ہوکر چودھوین اپریل کو وہان تشریف لیگئے اور گورنمنٹ کیطرف سے موافق پروگرام مندرجہ ذیل کے تواضع و تکریم عمل مین آئی۔

پروگرام

دفعہ اول باغ شالامار مین جہانسے سری مہاراجہ صاحب مہندر بہادر لاہور کو تشریف لائینگے صاحب ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر لاہور اور ایک ملٹری افسر ازطرف جنرل صاحب بہادر کیمپ میان میر استقبال کیواسطے جائینگے۔

دفعہ دویم۔ جب مہاراجہ صاحب بہادر ہمراہی صاحبان موصوف ریلوے سٹیشن لاہور کے قریب پہنچینگے صاحب سکرٹری بہادر گورنمنٹ اور ایک افسر فوجی اور صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر پنجاب اور صاحب کمشنر بہادر لاہور اور صاحب مصاحب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ہاتھیون پر مع ایک گارد تعظیمی کے ملینگے اور یہان سے اسطرح پر پروسیشن (جلوس) باندہا جائیگا

کہ انگریزی رسالہ کے بیس سوارونکا ایک گارد آگے آگے ہوگا اور اُسکے پیچھے مہاراجہ صاحب بہادر کا ہاتھی اور دائین بائین ایک افسر فوجی اور صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر پنجاب ہونگے اور پہر اسیطرح ریاست کے دو اہلکارونکا ہاتھی اور اُسکی داہنی طرف صاحب کمشنر لاہور اور صاحب مصاحب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اور بائین طرف صاحب سکرٹری بہادر گورنمنٹ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور اسیطرح پہر ریاست کے دو اہلکار اور اُنکی داہنی طرف صاحب اسسٹنٹ کمشنر بہادر لاہور اور ایک ملٹری افسر اور بائین طرف دو اہلکار ریاست ہونگے۔

دفعہ سوم۔ جب مہاراجہ صاحب بہادر فرودگاہ پر پہنچینگے قلعہ لاہور سے سترہ ضرب توپ کی سلامی ہوگی اور گارد سواران پولیس جو اپنے افسر کپتان میکنڈرو صاحب کے ساتھہ پہلے سے موجود ہوگا سلامی لیگا اور سب صاحبان بہادر رخصت ہوکر چلے آئینگے۔

دفعہ چہارم۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور گورنمنٹ کی جانب سے تیرہ سو روپیہ نقد اور اکیسو ستر ظروف شیرینی اور اکیس کشتیان میوہ کی بطور ضیافت پہنچائینگے اور نیز لشکر ہمراہی کو ایک دن کی رسد دینگے۔

اور چونکہ اگلے روز اتوار تہا اسواسطے پیر کے دن صاحب سول سکریٹری
و ملیٹری سکریٹری گورنمنٹ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی طرف سے مزاج پرسی
کے واسطے آئے جنکی پیشوائی اور مشایعت آدہی دور تک ہمارے
دو اہلکارون نے کی اور اسی دن اوّل درجہ کے دو اہلکار مہاراج کیطرف
سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی مزاج پرسی کیواسطے گئے اور اگلے دن مہاراج
نواب ممدوح کی ملاقات کیواسطے بہمراہی صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور اور نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر کے مصاحب کے جو فرودگاہ پر لینے کو آئے تہے
تشریف لیگئے اور گورنمنٹ ہوس کے احاطہ کے باہر صاحب جوڈیشیل کمشنر
پنجاب اور صاحب سکریٹری گورنمنٹ نے استقبال کیا اور سواری سے
اُترنے کیوقت معمولی سلامی ہوئی اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے گورنمنٹ
ہوس کے اوپر کے زینہ تک پیشوائی کی اور دونون صاحبون نے
ساتھ ہوکر ملاقات کرائی۔ تہوڑی دیر کے بعد اہلکارون نے نواب ممدوح
کو نذرین دکہلائین اور مہاراج اور سات اہلکاران ہمراہی کیواسطے تحائف
اور خلعت پیش ہوئے اور برخاست کیوقت عطر و پان پیش کیا گیا اور نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر نے نیچے کے زینہ تک مشایعت کی باقی صاحبون نے

اسیطرح مشایعت کی اور سوار ہونیکے وقت معمولی سلامی ہوئی۔ اگلے دن نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بہمراہی صاحب جوڈیشل کمشنر اور صاحبان سول و ملٹری پرائیوٹ سکرٹری اور صاحب اور کپتان پولیس اور ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر لاہور بازدید کیواسطے تشریف لاے۔ اور مہاراج نے خیمہ گاہ کی حد تک بہمراہی صاحب کمشنر لاہور استقبال کیا اور نواب ممدوح کو اپنے ساتھہ لیجاکر خیمہ مین لاے اور سب اہلکارون اور سردارون نے نذرین دکہلائین اور اکتالیس کشتیان تحایف کی اور دو گہوڑے پیش کیے گئے اور عطر و پان دیا گیا اور ڈیوڑہی کے خیمہ تک مہاراج نے مشایعت کی اور آنے جانیکے وقت سترہ سترہ توپ کی سلامی ہوئی اور اول درجہ کے چار اہلکار تہوڑی دور کیمپ سے باہر پہنچا کر چلے آئے۔

پرگنہ کانوڈ کے انتقال کے معاملہ کے تصفیہ کیواسطے راقم اور سردار جگدیس سنگہہ صاحب دیوان کا بہیجا جانا

جب پرگنہ نارنول ہمکو دیا گیا تہا تو اُسکی آمدنی دو لاکہہ دس ہزار روپیہ بیان کی گئی تہی مگر محاصل اور متفرق آمدنی ملاکر بہی ایک لاکہہ ستر ہزار روپیہ سے زیادہ وصول نہوا اسلئے یہہ درخواست کی گئی تہی کہ رقم مذکورہ بالا

مین جو کسر ہی ہے وہ پوری ہونی چاہیئے چنانچہ مسٹر بارنس صاحب نے
اسکی تحقیقات کی اور اگرچہ اُنکے نزدیک ہی کمی کا ہونا ثابت ہوا مگر انہون
نے یہہ رائے دی کہ ،، گورنمنٹ نے کچہہ یہہ اقرار نہین کیا تہا کہ اس پرگنہ کی
آمدنی دو لاکہہ روپیہ سال ہی ہوگی اور نوابی کے دفتر کے سوا اسکی آمدنی
کا حال دریافت کرنیکا اور کچہہ ذریعہ نتہا اور اُسکی رو سے دو لاکہہ روپیہ سے بہی
زیادہ معلوم ہوتا تہا اور گورنمنٹ عقلیہ یہہ جانتی تہی کہ ایک ہندوستانی رئیس کے
قبضہ مین جانیسے اسکے محاصل مین کچہہ کمی نہوگی اور یہہ پرگنہ آمدنی کی کوئی خاص
تعداد بطور شرط مقرر کرکے نہین دیا گیا تہا بلکہ جسقدر آمدنی کی یہہ چیز تہی جون کی
تون دیدی گئی تہی اور ریاست کو اسکے محاصل کے تخمینہ سے واقف
کردیا گیا تہا پس گورنمنٹ کے ذمہ خسارہ کا پورا کرنا فرض نہین ہے ،، مگر
انہون نے یہہ بہی لکہا کہ بلحاظ انکی عمدہ خدمات کے پرگنہ کانوڈ اور بدہوانہ
علاقہ جہجر جسکی آمدنی قریب ایک لاکہہ روپیہ سال کے ہے انکو دیدینا چاہیئے
اور اسکی تین برس کی آمدنی کے برابر نذرانہ لیا جاوے اور نذرانہ کا روپیہ
اُس قرضہ مین محسوب کیا جاوے جو بابت سنہ ۱۸۴۹ اور سنہ ۱۸۵۰ع کے انکا گورنمنٹ
کے ذمہ ہے کہ اسصورتمین قرضہ بہی ادا ہو جائیگا اور ان پرگنون کے جہجر سے

فاصلہ پر ہونیکے سبب سے جو پولیس وغیرہ کا ایک علحدہ بندوبست کرنا پڑیگا۔
سرکار اُس خرچ سے بچ جائیگی۔ چنانچہ یہہ تجویز منظور ہوگئی اور صاحب موصوف
کے نام حکم آگیا کہ موافق اپنی راے کے اس معاملہ کا تصفیہ کردین۔
پس راقم کو جو صاحب موصوف کے پاس سے ابہی آکر شامل لشکر
ہوا تہا پہر جانیکا حکم ہوا اور میری درخواست سے سردار جگدیس سنگہہ صاحب
دیوان میرے ساتہہ شامل کئے گئے اور بعد گفتگو اور حساب وکتاب کے
چہیانوے[96] ہزار نو[9] سو چالیس روپیہ کی آمدنی کے ایکسو دس[110] گانون مع
شہر اور قلعہ **کانوڈ** انیس[19] لاکہہ اٹہتیس[38] ہزار آٹہہ سو روپیہ کے عوض اُنہین حقوق
اور اختیارات کے ساتہہ جو ہمکو اپنے ملک مین حاصل تہے ملگئے مگر اب
بہی تین[3] لاکہہ دس ہزار روپیہ باقی رہتا تہا اسلئے اگرچہ اسوقت خاص اجازت
نہین ہوئی تہی مگر چونکہ مہاراج کا منشا معلوم تہا مینے صاحب موصوف
کی خدمت مین یہہ تجویز پیش کی کہ علاقہ **کہمانون** مین جو گورنمنٹ کو ضبطی جاگیرات
لاوارث کا حق حاصل ہے اور چار ہزار روپیہ سے کچہہ زیادہ بطور کموٹیشن حاصل
ہوتا ہے اسی حساب سے اگر اسکے عوض بہی نذرانہ لیا جا کر یہہ علاقہ بہی ہمارے
نام منتقل کیا جاوے تو مناسب ہے۔ صاحب موصوف نے براہ مہربانی

اسکو بہی منظور فرمایا مگر چونکہ یہہ امر گورنمنٹ سے امتزاج طلب تہا اور معاملہ بہی بہت بڑا تہا اسوقت اسکا تصفیہ قطعی نہو سکا لیکن تہوڑے عرصہ بعد ایک لاکہہ چہتر ہزار تین سو ساٹہہ روپیہ کے عوض یہہ بہی ملگیا اور جو روپیہ باقی رہتا تہا وہ نقد لیلیا گیا

یہہ علاقہ جسمین اٹہلون دیہات شامل تہے ہمارا مفتوحہ تہا سنہ ۱۸۱۰ء مین بسبب شورہ پشتی اور ترکیب دنگہ و فساد ہوتے رہنے یہان کے جاگیر دارون کے سر ڈیوڈ آکٹر لونی صاحب نے انتظاماً ہمکو سپرد کر دیا تہا اور اُسوقت سے ابتک ہمارے قبضہ مین تہا اسلئے مہم ستلج کے بعد جب گورنمنٹ نے اینرو سے ستلج کے چہوٹے چہوٹے رئیسون سے اختیارات حکومت لیلئے اور جنگی خدمات کے عوض جو اُنپر ازروے اشتہار محریہ سوم مئی سنہ ۱۸۰۹ء کے واجب تہین فی روپیہ دو آنہ نقد لینا تجویز کیا کرنل سکیس صاحب کمشنر ممالک اینرو سے ستلج نے اسکی نسبت بہی یہہ رپوٹ کی کہ جاگیر دارون کو اجازت ہونی چاہیئے کہ وہ خواہ ریاست کے ماتحت رہین خواہ گورنمنٹ کے مگر گورنمنٹ سے بلحاظ خدمات مہاراج نرندر سنگہہ صاحب بہادر کے یہہ حکم آیا کہ بالفعل تغیر تبدل مناسب نہین بعد اُنکی وفات کے دیکہا جاویگا بس اِس حکم کی روسے حکومت تو ہماری بدستور قایم رہی لیکن گورنمنٹ نے

جنگی خدمات کے عوض مین بنسبے بہی دو آنہ فی روپیہ لینا تجویز کیا اور چونکہ ایسے تمام جاگیرداروںکی وراثت کے باب مین ۱۸۵۱ء مین یہہ قاعدہ جاری ہوچکا تہا کہ قبل از تاریخ سوم مئی ۱۸۰۹ء اگر جاگیردار کا مورث اپنی جاگیر پر مستقل قابض ہوا اور اُسکی اولاد ذکور مین سے کوئی باقی نرہے تو جاگیر ضبط سرکار کیجاے ورنہ اُسکے وارثان شرعی کو دیدی جاسے ہماری معرفت ایک ایسا کاغذ مرتب کرایا گیا جسمین اس علاقہ کے ہرایک جاگیردار کا شجرہ اور اُسکے حصہ کی مقدار اور مورث کے جاگیر پر قابض ہونیکی تاریخ وسال درج تہا تاکہ وقتاً فوقتاً جو جاگیر لاوارث قرار پاے وہ ضبط کیجاسے غرض یہی دونون حق تہے جوہمنے روپیہ دیکر دوام کیواسطے خرید لئے اور یہہ علاقہ بہی ہمارے اور ملک کے موافق خالص ہمارا ہوگیا۔

مہاراج کا شرائط سند کے تصفیہ کیواسطے شملہ تشریف لیجانا

مفسدہ کے موقوف ہونیکے بعد ہمنے باتفاق راجہ صاحب بہادر جیند ونابہہ بشمول اور چند سوالون کے جنکو ہم آیندہ ایک موقع پر بیان کرینگے ایک یہہ بہی درخواست کی تہی کہ حضرت ملکہ معظمہ ہند و انگلنڈ کی مُہر اور دستخط مبارک سے ہمکو سند عطا ہو اگرچہ صاحب سکرٹری آف سٹیٹ

نے برخلاف راے گورنمنٹ ہند اِسکو منظور کر لیا تہا مگر لارڈ کیننگ صاحب بہادر نے اسپر کرر غور ہونیکے واسطے لکہا اور تحریر کیا کہ ایسا کرنیسے گورنمنٹ ہند کی وقعت رئیسونکی نظر مین کم ہو جائیگی اور اگر صرف انکو ہی ایسی سندین دیجائین اور دیگر رئیسونکو نہ دیجائین تو وہ ناخوش ہونگے اور انکو اپنی سندونکی نسبت بے اعتباری پیدا ہو جائیگی اور صرف سندین ہی نہین بلکہ تمام ہندوستان کے عہدنامے بدلنے پڑینگے اور یہہ امر نہایت درجہ باعث تکلیف گورنمنٹ اور ذات خاص حضرت ملکہ معظمہ کا ہوگا اور جبکہ نواب گورنر جنرل بہادر ہند کو ویسراے کا لقب اور اختیارات کامل دیئے گئے ہین تو یہہ تمیز لفظ ویسرائے کے معنی کے خلاف ہوگی پس مناسب یہی ہے کہ نواب ویسراے وگورنر جنرل بہادر ہند کی مہر ودستخط سے انکو سندین دیجائین۔ چنانچہ آخرکار صاحب موصوف نے بہی انکی اس راے سے اتفاق کیا اور لکہا کہ آپ اپنی مہر اور دستخط سے سندین دیدین۔

اب چونکہ نواب ویسراے وگورنر جنرل بہادر دورہ سے فارغ ہوکر شملہ آگئے تہے مہاراج نے لاہور سے واپس آکر بمشورہ راجہ صاحب بہادر جیند ونابہہ سند کا ایک مسودہ تیار کرایا اور خود شملہ تشریف لیگئے

تاکہ شرائط مجوزہ کے تصفیہ مین دیر اور دقت نہو۔ چنانچہ بعد کسیقدر بحث اور گفتگو کے جو زیادہ تر نسبت جزو اخیر فقرہ سوم سند کے تہی جو مسودہ پیش کیا گیا تہا تہوڑے سے تغیر کے ساتہ وہی منظور ہوگیا اور پانچوین مئی سنہ ۱۸۶۰ع کو سند مرتب ہوکر ملگئی اور مہاراج نے پٹیالہ آکر دربار کیا اور سب حاضرین کو راقم سے جو اسوقت حاکم عدالت صدر کے عہدہ سے تبدیل ہوکر میر منشی کے عہدہ پر مقرر ہوگیا تہا پڑہوا کر سنایا اور بطور اعزاز مرصع کڑون کی ایک جوڑی عنایت فرمائی اور وہ سند یہ ہے۔

سند تملیک مُلک بنام فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہراج راجیشر سر مہاراجہ راجگان نرندر سنگہہ مہندر بہادر از طرف بندگان نواب مستطاب معلےٰ القاب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ

از انجا کہ از یوم طلوع نیّر دولت و اقبال سرکار ابد پائدار انگلشیہ برین مُلک ہندوستان مراتب خیرسگالی و دولت خواہی از سرکار فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہراج راجیشر سر مہاراجہ راجگان نراندر سنگہہ مہندر بہادر و بزرگان اسلاف مہاراجہ صاحب موصوف بموقع حرب و پیکار

وغیرہ بخوبی بروئے ظہور رسیدہ۔ چنانچہ بجلدوئے ہمین حسن خدمتہا و اعانت و امداد

از فوج و رسد رسانی وغیرہ از پیشگاہ سرکار ذوالاقتدار انگریزی بعطائے ملک و

خطاب و ارتفاع مدارج عزو وقار پیوستہ معزز و ممتاز شدہ اند و خاصتاً در ۱۸۵۷ء

در ایام مفسدہ و شورش شور بختان مہاراجہ صاحب مہندر بہادر چنان خدمات

شائستہ و نمایان بمنصہ ظہور و عیان در آوردہ اند کہ بر خدمات سابقہ تفوق جستہ

اند لہذا بازائے چنین خدمتہائے پسندیدہ از سرکار با وقار انگریزی بر بگذر

عنایت و مکرمت خسروانہ قدرے ملک و افزایش خطاب بمہاراجہ صاحب

مہندر بہادر نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ مرحمت شدہ و مہاراجہ صاحب بہادر

درخواست سند مجدداً بابت ملک موروثی و عطیہ سابقہ و حال سرکار فلک اقتدار

کردند نظر بر آن بندگان نواب مستطاب معلے القاب وائسرائے و گورنر جنرل بہادر را

منظور گردید کہ سند ہذا بطور عہد نامہ با شرائط مندرجہ ذیل برائے یادگار عنایت

گردد۔

دفعہ اوّل بموجب فہرست مشمولہ سند ہذا در زمان حال و استقبال

مہاراجہ صاحب بہادر و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر باطمینان خاطر و

تسلی تمام بر ملک مقبوضہ موروثی خود و عطیہ سرکار انگلشیہ حسب دستور قدیم

حکمران باشند و ملک عطیہ سرکار کہ بجلدوے نیکو خدمتہا است بجمیع اختیارات وحقوق داخلہ وخارجہ مثل ملک موروثی خود تصور سازند و جزو و کل اختیارات وابواب حکومت وفوجداری وپیداواری معاملہ وغیرہ بدستور در حیطہ اختیار واقتدار مہاراجہ صاحب مہندر بہادر وجانشینان مہاراجہ صاحب نسلاً بعد نسلٍ وبطناً بعد بطنٍ بحال ولایزال دایماً وخالداً برقرار وبالاستقلال مانند وبرادران وذیلداران وچہارمیان ومتوسلان وجاگیرداران وتوابعان بقاعدہ قدیمہ مطیع امر وفرمان بردار مہاراجہ صاحب بہادر وجانشینان مہاراجہ صاحب مہندر بہادر باشند۔

دفعہ دوم۔ از طرف سرکار ذوالاقتدار انگلشیہ در وجہ نذرانہ ومعاملہ ابواب حکومت وفوجداری ومعاوضہ افواج وغیرہ بوجہ من الوجوہ چہ درحال وچہ در استقبال ہیچگونہ مطالبہ ومواخذہ از مہاراجہ صاحب مہندر بہادر وجانشینان مہاراجہ صاحب بہادر وتابعان وبرادران وذیلداران وجاگیرداران وچہارمیان باستثنای حالت مندرجہ دفعہ سویم نخواہد گردید۔

دفعہ سویم۔ بمزید مرحمت سلطانی ومعاینہ حال دولت خواہی وجانفشانی مہاراجہ صاحب مہندر بہادر سرکار گردون وقار چنان منظور است کہ این ملک ہمیشہ

بہ تخت حکومت این خاندان باشد لہذا برائے دوام اختیار متبنے کردن بمہاراجہ
صاحب موصوف و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر دادہ شدہ کہ
در صورت نبودن اولاد صلبی بنابر قیام دوام سلسلہ ریاست حسب
مرضی خود از اولاد پہول کیان متبنے سازند اینمعنی سرکار دولتمدار را بدل منظور
و قبول است و نیز از طرف سرکار دولتمدار اجازت اینمعنی حاصل ست کہ اگر
خدانخواستہ در حالت نبودن اولاد صلبی و متبنے امسند نشین را امر ناگہانی
پیش آید راجہ صاحب جیند و راجہ صاحب نابہہ باتفاق صاحب کمشنر بہادر از
خاندان پہول کیان احدے را متبنے ساختہ مسند نشین سازند و درین حالت
نذرانہ بقدر ثلث حصہ آمدنی یکسالہ مال واجب ریاست از طرف ریاست پٹیالہ
بخزانہ عامرہ سرکار انگریزی داخل خواہد شد۔

دفعہ چہارم - در ۱۸۴۷ء اقرار نامہ کہ در بارۂ تجویز سزائے قصاص مجرم
باطلاع صاحب کمشنر بہادر و انسداد ابواب صبیہ کشی و ستی شدن و بردہ فروشی
وغیرہ از مہاراجہ صاحب گرفتہ شدہ بود حالا آنرا موقوف داشتہ برائے دوام اختیار
تام من کل الوجوہ نسبت سزائے قصاص وغیرہ در قلمرو خود حسب سررشتہ قدیم
بمہاراجہ صاحب و جانشینان مہاراجہ صاحب مہندر بہادر دادہ شد ہمچنان

بخصوص سزا رسانی بہ رعایاے علاقہ سرکار با وقار انگریزی کہ در عملداری ریاست پٹیالہ مرتکب جرم شدہ در ہمان عملداری گرفتار شوند حسب منشار چٹھی نمبر (۳) مورخہ یکم جون ۱۸۶۰ء از طرف صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس دار السلطنت لندن بہ مہاراجہ صاحب بہادر و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر اختیار حاصل است۔ مہاراجہ صاحب ہند بہادر در آبادی رعایا و رفاہ حال برایا کوشیدہ بدادرسی مظلومان و ملہوفان از راہ واجبی دقیقہ از دقایق فرو گذاشت نسازند و بمقدمہ صبیہ کشی و ستی شدن و بردہ فروشی کہ خلاف مقتضاے دادرہی و انصاف پژوہی نسبت برعایاست در قلمرو خود بموجب فحواے سند سابق الابواب آن سند دارند اگر احیاناً احدے بعدم اطلاع اہلکاران مہاراجہ صاحب موصوف مرتکب حرکات ممنوعہ مرقومۃ الصدر گردد اہلکاران مہاراجہ صاحب در بارہ اش تجویز سزا نمایند کہ موجب عبرت دیگران باشد۔

دفعہ پنجم مہاراجہ صاحب و جانشینان مہاراجہ صاحب از رہگذر عقیدت و ارادت بمتابعت شاہنشاہ و ملکہ معظمہ انگلستان و جانشینان حضرت الیشان ہرگز گاہے دریغ نخواہند کرد۔

دفعہ ششم۔ اگر وقتے از اوقات افواج غنیم از اطراف و جوانب

بارادۂ فاسد باین نواح رو نماید از روے مصادقت و دولتخواہی مہاراجہ
صاحب بہادر مع جمعیت موجودہ باتفاق صاحبان عالیشان حسب سررشتہ
ماضی بمرافقت آن سعی نمایند و سرانجام رسد اجناس وغیرہ باربرداری بقدر
وسعت خود حسب الطلب صاحبان عالیشان میکردہ باشند۔

دفعہ ہفتم سماعت نالش از رعایا و معافیداران و جاگیرداران و تابعان و
برادران و ملازمان وغیرہ بہ نسبت مہاراجہ صاحب بکدامی حالت در سرکار باوقار
انگریزی نخواہد گردید۔

دفعہ ہشتم دربارہ انتظام اندرونی و امور برادران و محلات و قرابتیان
بہ ہیچگیہ مہاراجہ صاحب مہندر بہادر قاعدہ و سررشتہ جاری سازند سرکار
ذوالاقتدار پیوستہ بلحاظ آن داشتہ مداخلت نخواہد فرمود۔

دفعہ نہم۔ مہاراجہ صاحب بہادر در علاقہ خود بموقع تعمیر و ترمیم سڑک ہا
حسب تحریر صاحب کمشنر بہادر بمعرفت کارپردازان و مامورگان پرگنہ جات
بروفق دستور سابق تہیۂ اسباب مطلوبہ بقیمت از علاقجات خود میکنانیدہ باشند
وہم بروقت رسیدن سڑک ریلگاڑی یا دیگر سڑک ہا بہ ہیچگیہ در شاہ سڑک مہاراجہ
صاحب بہادر اراضی بلا محصول زیر سڑک واگذاشتہ اند ہمچنان برای دیگر سڑک ہا

خواہند گذاشت۔

دفعہ دہم۔ از طرف مہاراجہ صاحب بہادر پیوستہ مراتب اطاعت وخیر خواہی نسبت سرکار دولتمدار بعمل خواہد آمد وہمچنان مدارج تعظیم وتکریم وقدر واعزاز مہاراجہ صاحب مہندر بہادر از طرف این سرکار باوقار بہمگی الحال مرعیست ملحوظ خواہد ماند۔"

مضمون فقرہ ہفتم سند کی نسبت ایک اعتراض کا پیدا ہونا اور بعد ایک کامل بحث کے اُسکا بدستور قایم رہنا

غدر ۱۸۵۷ء کے صلہ مین علاقہ جھجھر مین سے جو پرگنے ہمکو اور ریاست جیند اور نابہہ کو دیئے گئے تھے اُنمین بہت سی معافیان بہی تہین جنکی نسبت ۱۸۶۰ء اور ۱۸۶۱ء مین جب یہہ علاقہ خاندان نواب جھجھر کو دیا گیا سندوں مین یہہ شرط درج کی گئی تہی کہ انکو اسکے ضبط کر لینے کا اختیار نہین لیکن اسکے ہمکو دیئے جانیکے وقت اس قسم کی کوی شرط نہین لگائی گئی تہی پس دادری کے پرگنہ کا بندوبست جو راجہ سروپ سنگھہ صاحب بہادر والی جیند نے شروع کیا اور اُسکے ضمن مین معافیات کی بہی تحقیقات

کی اور شرح پرگنہ کے موافق حکیم قاسم علیخان نامے ایک جاگیردار کی جاگیر کی بہی جمع نقد تجویز کی اور قریب ایک چوتہائی کے بابت تمانہ اور کموٹیشن وغیرہ حق سرکار قرار دیکر تاحیات قاسم علیخان اُسکا بحال رہنا تجویز کیا۔ قاسم علیخان نے ناراض ہوکر اسکا استغاثہ مسٹر پراندر تہہ صاحب کمشنر حصار کے پاس کیا جنسے اُسوقت ہمارے ان علاقون کا پولیٹیکل تعلق تہا اور صاحب موصوف نے اُس شرط کی بنیاد پر جو نوابون کی اسناد مین درج تہی گورنمنٹ کو یہہ رپوٹ کی کہ روساے خاندان پہول بہی وہی اختیارات اور حقوق رکہنے کے مجاز تصوّر کیے جاسکتے ہین جو ان سے پہلے قابضونکو حاصل تہے اور اپنے ذاتی تجربہ کی رو سے مثالاً لکہا کہ مہم ستلج کے بعد جب کوٹ کپورہ کا علاقہ راجہ صاحب فریدکوٹ کو دیا گیا تہا تو معافی دارون کے حقوق کی کفالت گورنمنٹ نے کرلی تہی" مگر ہماری اور جہجر کے نوابون کی حالت مین بہت بڑا فرق تہا۔ ہمکو اپنے علاقہ مین ہر ایک طرح کا کامل اختیار تہا۔ معافیات کی ضبطی کا بہی حق حاصل تہا اور جب یہہ پرگنے ہمکو دیئے گئے تہے اُسوقت اس باب مین کوئی اشارہ ہی نہین کیا گیا تہا کہ علاقجات قدیم کی نسبت ان جدید علاقون مین ہمارے اختیارات

کسیقدر محدود ہونگے اور نہ یہہ بات خیال کی گئی تہی کہ ہمکو صرف وہی حقوق دئیے
گئے ہین جو ہمسے پہلے قابضونکو دئے گئے تہے جنکی روسے انکو معافیات
کے ضبط کر لینے کا اختیار نہ تہا بلکہ بغیر اس قسم کی کسی شرط کے یہہ پرگنے دیئے گئے
تہے اسلئے گورنمنٹ پنجاب نے اِن وجوہات اور نیز اس بات پر خیال کر کے کہ "اگر
تمام ریزہ اور سالم معافیات سرکار انگریزی کے ماتحت کر لی جاینگی اور ہر ایک
اونے معافیدار حکام انگریزی کے روبرو اپنا استغاثہ پیش کرنیکا مجاز گردانا جائیگا
تو رئیسونکو سخت ناگوار ہوگا اور جو احسانمندی اور ہوا خواہی کا خیال انکے دلوںمین
پیدا ہوا ہے وہ نقش برآب ہو جائیگا اور معافیات کے معاملہ مین بہ نسبت
گورنمنٹ انگریزی کے ہندوستانی ریاستین زیادہ فیاض ہوتی ہین
اور اس بات کے یقین کرنیکی کوئی وجہہ نہین ہے کہ ریاستون کے ماتحت
رہنے سے معافیدارون کو کچہہ نقصان پہنچیگا" ہمارے اختیارات کو کامل
تسلیم فرمایا اور حکام ذی تعلق کو ہدایت فرمائی کہ بجز اشد ضرورت کے کسی ایسے
مقدمہ مین مداخلت نکرین اور ایسی حالت مین بہی صرف تحریک اور زبانی صلاح
دینے پر اکتفا کرین اور نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند نے بہی اس
فیصلہ کو منظور فرمایا۔

اب اگرچہ اسقدر مداخلت بہی ہمکو گوارا نہ تہی اور گورنمنٹ کے اِس فیصلہ
کی نسبت عذر اور انکار تہا لیکن معمولی طور پر جب یہہ معاملہ صاحب سکرٹری
آف سٹیٹ کے روبرو پیش ہوا تو انہون نے اِس سے ہی بڑہکر اپنے ۲۴ ہندوستانی
نومبر سنہ ۱۸۶۰ء کے مراسلہ مین نواب گورنر جنرل بہادر ہند کو یہہ لکہہ بہیجا کہ ،، خاندان
ہجبر کو جب یہہ ملک دیا گیا تہا تو معافیدارونکی کفالت سرکار نے کرلی تہی
اور نوابون کو اختیار نہ تہا کہ معافیات مذکورہ پر باختیار خود دست اندازی کرسکین
پس اگرچہ یہہ علاقے روسا ہجبر سے ضبط کئے جاکر راجگان سکہہ کو دیئے گئے
ہین مگر اس ضبطی کے سبب سے معافیدارون کے حقوق مین کچہہ فرق واقع
نہین ہوا اور اُنکو وہی استحقاق محافظت حاصل ہے جو پہلے تہا البتہ ان راجگان
پر یہہ بات عاید نہین کیجا سکتی کہ بابت ضبطی کسی ایسی معافی کے معافیدار
لوگ اِنپر محکمات انگریزی مین نالش رجوع کیا کرین اسلئے یہہ مناسب ہے کہ راجگان
موصوف پیش از بیدخل کرنے کسی ایسے لاخراجدار کے جسکا حق حسب مندرجہ
بالا تسلیم ہوچکا ہو وجوہات بیدخلی سے صاحب پولیٹکل ایجنٹ کا اطمینان کرتے رہین
کیونکہ یہی ایک طریق ہے کہ جس سے کفالت حق لاخراجداران پوری
ہوسکتی ہے ،، چونکہ اس ڈسپاچ کے آنیسے پہلے ہمکو سندات حکمی

تہی اور اُسکی دفعہ ہفتم کی روسے کسی حالت مین بہی اختیار سماعت نالش جاگیرداران
و معافیداران وغیرہ سرکار انگریزی کو حاصل نرہا تہا اسلئے ہمنے باتفاق
راجہ صاحب بہادر جیند و نابہ جنکی اسناد کی نسبت بہی یہہ حکم ویسا ہی موثر
تہا جیسا کہ ہماری سند کی نسبت تہا اس باب مین مکرر غور کئے جانے کی
درخواست کی اور یہہ لکہا کہ " یہہ حکم سند کی دفعہ ہفتم کے منشا کے برخلاف
ہے جو حضرت ملکہ معظمہ کے قایم مقام کے دستخط سے پہلی ہی بہل دی گئی
ہے اور جبکہ بروقت تحریر سند اسکا کچہ ذکر نہین ہوا تو گورنمنٹ کو اب یہہ اختیار
نہین ہے کہ واسطے ایفاے کفالت حق ان معافیدارون کے کوئی
شرط لگائے کیونکہ ہمکو بہی ازروے سند ایفاے عہد کرانیکا ایسا ہی استحقاق
حاصل ہے جیسا کہ انکو تہا اور کوئی وجہ ترجیح شرط کفالت معافیداران مذکور کی
ہماری شرایط پر نہین ہے اور بروقت تجویز شرایط سند کفالت حق ان
معافیداران کا جو لحاظ نہین ہوا تو اسکی جوابدہ گورنمنٹ ہند ہے ہم
نہین ہین " اور اس معاملہ کی پیروی کے واسطے ستمبر ۱۸۶۲ء مین مہاراج
نے راقم کے چہوٹے بہائی خلیفہ سید محمد حسین صاحب کو جو
اس مقدمہ کے نشیب و فراز سے واقف تہے اور جنکی پولیٹکل لیاقت تعریف

کے لایق ہے کلکتہ بھیجا اور آخرکار صاحب سکرٹری آف سٹیٹ نے اگرچہ
انکو اس بات کا افسوس رہا کہ بروقت دیئے جانے اسناد کے ان معاہدات
کی کفالت کی نسبت کیون کچھ شرط درج نہ کی گئی نوین فروری ۱۸۶۳ء کو اپنا
حکم منسوخ کرلیا اور شرط مندرجہ دفعہ ہفتم سند بدستور بحال رہی۔

مہاراج کو ستارہ ہند کا خطاب ملنا

چونکہ یکم نومبر ۱۸۵۸ء سے سلطنت ہند کا تعلق سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی سے
موقوف ہوکر ذات خاص حضرت ملکہ معظمہ ہند و انگلنڈ سے ہوگیا تھا حضرت
ملکہ ممدوحہ نے ۱۸۶۱ء مین واسطے بڑہانے رونق اور شان سلطنت ہند کے
ایک نیا خطاب موسوم بہ ستارہ ہند ایجاد فرمایا جسکا اپنے تین بہادرن
یعنی سلطان اور ہندوستان کے نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر کو گرینڈ
ماسٹر یعنی رئیس اعظم اور صاحبان خطاب کو نایٹ یعنی صاحب منصب قرار دیا
اور خطاب کے یہ الفاظ تجویز فرمائے **دی موسٹ اگزالٹڈ آرڈر**
آف دی سٹار آف انڈیا یعنی بلند ترین خطاب ستارہ ہند
اور بطور نشان اس خطاب کے پانچ گوشہ کا ہیرون سے جڑا ہوا ستارہ جسکے
بیچ مین سلیمانی پتھر پر حضرت سلطان کے چہرہ مبارک کی شبیہ اور گرداگرد

ایک حلقہ مین ہیرے کے حرفون مین عبارت "ہیونس لائیٹ اور گائیڈ"

یعنی نور سماوی ہمارا ہادی ہے بنی ہوئی ہو تجویز فرمائی اور سب سے پہلے

یہہ خطاب مفصلہ ذیل انگریزون اور ہندوستانی رئیسون کو عطا فرمایا۔

(۱) لارڈ کیننگ صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل کشور ہند۔

(۲) لارڈ ایلن برا صاحب بہادر سابق گورنر جنرل کشور ہند۔

(۳) لارڈ ہیرس صاحب بہادر گورنر مدراس۔

(۴) لارڈ گف صاحب بہادر سابق کمانڈر انچیف افواج ہند۔

(۵) لارڈ کلائیڈ صاحب بہادر سابق سپہ سالار افواج ہند۔

(۶) سر جان لارنس صاحب بہادر سابق لفٹننٹ گورنر پنجاب۔

(۷) سر جان اوٹرم صاحب بہادر سابق چیف کمشنر اودہ۔

(۸) سر ہیو روز صاحب بہادر کمانڈر انچیف افواج ہند۔

(۹) مہاراجہ جیاجی راؤ صاحب بہادر والی گوالیار۔

(۱۰) مہاراجہ تکوجی راو صاحب بہادر ہلکر والی اندور۔

(۱۱) مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب بہادر والی جموں و کشمیر

(۱۲) مہاراجہ نرندر سنگھ صاحب بہادر والی پٹیالہ

(۱۳) نواب افضل الدولہ نظام الملک آصف جاہ والی حیدر آباد دکن۔

(۱۴) مہاراجہ کہانڈے راؤ صاحب بہادر گیکواڑ والی بڑودہ۔

(۱۵) مہاراجہ دلیپ سنگھ صاحب بہادر والی سابق لاہور۔

(۱۶) نواب یوسف علیخان صاحب بہادر والی رامپور۔

(۱۷) نواب سکندر بیگم صاحبہ والیہ بہوپال

یہہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ ہندوستانی خود مختار والیان ملک کو انگریزی طور کا خطاب دیا گیا اور یکم نومبر ۱۸۶۱ء کو الہ آباد کے مقام لارڈ کیننگ صاحب بہادر ویسرائے وگورنر جنرل ہند نے بحیثیت گرینڈ ماسٹر ایک عظیم الشان دربار کر کے جسمین داہنی طرف اول سر ہیو روز صاحب بہادر کمانڈر انچیف افواج ہند پہر مہاراجہ جیاجی راؤ صاحب بہادر سیندہیا والی گوالیار۔ پہر ہمارے سر مہاراجہ صاحب مہندر بہادر۔ پہر نواب سکندر بیگم صاحبہ والیہ بہوپال۔ پہر نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر والی رام پور۔ بہ ترتیب بٹہائے گئے تہے۔ چاروں رئیسوں کو ایک مناسب اور مختصر تقریر کے بعد حضرت سلطان کی طرف سے خطاب مذکور کے تمغے عنایت فرمائے اور انتظام رسوم کے بعد ہر ایک نائیٹ کی کرسی کے پاس آکر بطور تہنیت ہاتہہ ملایا اور دربار سے تشریف لیگئے اور پہر ایک

رئیس کے اہلکارون سے صاحبان کونسل اور سکرٹری گورنمنٹ نے ہاتھ ملائے
اور مبارکباد دی۔ اور دس دس منٹ کے فاصلہ سے جو سلامی کی ضرورت
سے تجویز ہوا تہا صاحب کمانڈر انچیف اور روسا اُسی ترتیب سے دربار سے
رخصت ہوے اور آخر تک اہل دربار اُسیطرح اپنی اپنی جگہہ بیٹہے رہے اور رات کو
واسطے اظہار مسرت اور خوشی کے ایک بڑی اور نہایت عمدہ آتشبازی چہوڑی
گئی۔

واضح ہو کہ اس دربار مین ان چارون ریاستون کے صاحبان پولیٹکل
ایجنٹ بہادر اور آٹہہ آٹہہ اہلکار اپنے اپنے رئیس کے ساتہہ آئے تہے اور
اُسی ترتیب سے بٹہائے گئے تہے جسطرح اُنکے رئیسون کے نمبر تہے مثلاً
اوّل گوالیار کے صاحب پولیٹکل ایجنٹ اور آٹہہ اہلکار۔ پہر صاحب ایجنٹ
ریاستہائے این روئے ستلج اور ہمارے آٹہہ اہلکار اور علی ہذا۔ مگر
معلوم نہین تاریخ بہوپال سے یہ تاج الاقبال مین یہہ کسطرح لکہا گیا
ہے کہ نواب سکندر بیگم صاحبہ والیہ بہوپال مہاراج سے اوّل بٹہائی
گئی تہین کیونکہ مین خود اُس دربار مین موجود تہا اور اس سبب سے کہ مین اُسوقت
میر منشی کے عہدہ پر مقرر تہا سب کارروائی میری ہی موفت ہوئی تہی۔

مہاراج کا کونسل قانونی گورنمنٹ کا ممبر مقرر ہونا اور گورنمنٹ کی اس تدبیر مملکت کی نسبت مولف کی راے

چونکہ غدر سنہ ۱۸۵۷ع کے اسباب اور نتایج پر غور ہوکر بموجب منشاے باب ۶۷ سنہ ۱۸۶۱ع ایکٹ پارلیمنٹ مصدرہ سنہ ۲۴ و ۲۵ جلوس حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریا دام حشمتہا نواب گورنر جنرل بہادر ہند کی کونسل واضع آئین و قوانین طریق سابق تبدیل ہوکر ایک نئی شکل پر قایم ہوئی اور معتقد اور ذی اثر ہندوستانیونکا اسمین شریک کیا جانا ضروری سمجھا گیا اور نواب گورنر جنرل بہادر کو اختیار دیا گیا کہ شرفاے ہندوستانی کے سوا خود مختار والیان ملک کو بھی جو باعتبار اپنی دانائی اور عمدہ طرز حکومت اور مستقل خیرخواہی اور دوستی کے گورنمنٹ کے معتمد علیہ ہون انکی استرضا سے کونسل مذکور کا ممبر مقرر کرین تاکہ ہندوستان کی عام رعایا کو یقین ہو کہ گورنمنٹ جو قانون جاری کرتی ہے وہ ہمارے ہموطن اور ہمقوم لوگون کے مشورہ بغیر نہین کرتی اور اس سبب سے انکو سرکار کے قوانین کی نسبت اعتماد ہو اور وہ انکو بطوع خاطر قبول کرین اور انگریزی ممبرون کو (جو خواہ کیسے ہی لایق اور تجربہ کار اور ملک کی رسم و رواج سے واقف کیون نہون مگر ایک لایق ہندوستانی شخص کو جو واقفیت اپنے ملک کے رسم و رواج اور رعایا

کی طبیعت و مزاج سے ہوتی ہے کسیطرح اُسکی برابری نہین کر سکتے رعایا
کے دلی خیالات اور ملک کے رسم و رواج سے واقف ہونیکے واسطے
لارڈ کیننگ صاحب بہادر وَیسرائے و گورنر جنرل ہند نے منجملہ رؤسا خوشمار
پہلے پہل مہاراج کو اس نازک اور مشکل کام کیواسطے منتخب فرمایا اور اٹھارہوین
جنوری ۱۸۶۲ء کو وہ اس کونسل کے پہلے جلاس مین شریک ہوئے اور انکی
عزت اور احترام کیواسطے حضور ویسرائے بہادر نے یہہ تجویز فرمایا کہ انکی کرسی نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ کی کرسی کے ہمشکل ہو اور جسطرح نواب ویسرائے و گورنر جنرل
بہادر کا ایک مصاحب کونسل کے کمرہ مین اُنکے ساتھ آتا ہے اور اجلاس کے
ختم ہونے تک حاضر رہتا ہے اسیطرح مہاراج کا بھی ایک اہلکار مہاراج کے ساتھ
آیا کرے چنانچہ راقم کو جو اسوقت میر منشی ریاست کے عہدہ پر مامور تہا حضور ممدوح
کے ساتھ اکثر کونسل مین جانیکا اتفاق ہوا اور اُس معزز اور محترم مجلس کے مدبرانہ
اور حکیمانہ مباحثات کے دیکھنے کا موقع ملا جسکی رائے اور تجاویز پر ہندوستان
کی بیس کروڑ انگریزی رعایا کی فلاح اور رفاہ منحصر ہے۔ لیکن جہانتک مجھکو
معلوم ہے اُسکی رو سے لکھا جاتا ہے کہ یہہ خصوصیت صرف اُنہین کے واسطے
تہی اور اُنکے بعد جو اور خود مختار رئیس کونسل مذکور کے ممبر مقرر ہوئے اُنکے واسطے

کوئی امر مابہ الامتیاز عمل مین نہین آیا۔

گورنمنٹ کا ہندوستانی شرفا اور روسا خود مختار کو کونسل واضع آئین و قوانین مین شریک کرنا اگرچہ باعتبار اصول کے نہایت ہی عمدہ اور ضروری تہا لیکن عمل کے لحاظ سے یہہ تدبیر ابتک کچہہ زیادہ نافع نہین ہوئی اور مدبران سلطنت کا یہہ خیال کرنا کہ ہندوستان کی رعایا کسی اپنے ہموطن رئیس کو کونسل کی میز پر بیٹہا دیکہکر مطمئن ہوگی اور وہ اُن فرائض کو بخوبی ادا کرسکیگا جنکی کسی قوم کے ریپریزنٹیٹیو (قائم مقام) شخص سے مُلک یورپ مین توقع کیجاتی ہے ہندوستان کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ابتک ایک خیالی بات سے زیادہ وقعت نہین رکہتا کیونکہ ہمارے کروڑون ہندوستانی بہائی بسبب بےعلم اور ناتربیت یافتہ ہونیکے ابتک یہہ ہی نہین جانتے کہ گورنمنٹ کس سے عبارت ہے اور کونسل واضع آئین و قوانین کسکو کہتے ہین مگر اُمید ہے کہ ایک وقت آئیگا جبکہ یہہ تخم جو نہایت نیک نیتی اور مُلک کی خیرخواہی کے خیال سے بویا گیا ہے نکلکر ایک بڑا درخت ہوگا اور اسکی سرسبز شاخین اور ہری بہری ڈالیان تمام مُلک پر اپنا سایہ کرینگی اور لوگ غیر معتدل حکومت کی تیز دہوپ اور شخصی رایون کی گرم ہوا کے مختلف جہونکون سے اُنکے نیچے آرام پاینگے

اور اُسکے خوشبودار پہول اور نہایت خوشگوار پہل جو اس تدبیر عملی کے نتیجہ مین لوگون کے دل و دماغ کی تقویت اور اُنکے جسم و جان کے آرام و آسایش کے باعث ہونگے یعنی تعلیم و تربیت پاکر جب عموماً لوگ شایستہ اور روشنضمیر ہوجاینگے اور اُنکو گورنمنٹ کے معنی سمجہنے اور اپنے اور گورنمنٹ کے حقوق مین تمیز کرنے اور اپنے پر آپ حکومت کرنے کی لیاقت آجاینگی اور سڑک آہنی کے سلسلے رگون کی طرح تمام مُلک مین پہیلکر ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سری تک سفر کرنا زیادہ آسان ہوجایگا تب یہہ تدبیر ہی جو بالفعل درخت کے ایک چہوٹے سے بیج کے مشابہ ہے خود بخود وسعت اختیار کریگی اور ایک بڑی مجلس پارلیمنٹ ہند کے نام سے ہندوستان کی دار السلطنت مین اور مُلک کی وسعت کے لحاظ سے اُسکے ماتحت چہوٹی چہوٹی مجلسین لوکل کونسلون کے لقب سے ملک کے مختلف صوبون مین قایم ہونگی جنمین ہمارے ملک کے خود مختار رئیس ہی ستارہ ہند کے تمغے لگائے ہوے بیٹہے دکہائی دینگے اور اپنی بیش بہا کوششون اور قابل قدر محنتون کے باعث سے تمام قوم کی مشکوری کے مستحق ہونگے اور اب تو یا اُس رئیس کیواسطے جو اس کونسل مین بیٹہنے کے لئے بلایا جائے اسکو ایک عزت کا ذریعہ سمجہنا چاہیئے یا یہہ

ایک فائدہ ہے کہ انگریزی ممبرون کی صحبت اور مجالست کے اثر اور منصفانہ
اور غیر متعصب مباحثات اور ناطرفدار رایون سکے دیکہنے اور سُننے سے
صاحب مُلک رئیسون کی طبیعت اور رائے مین جو خودمختارانہ حکومت کے
عادی ہین کسیقدر مفید تغیر پیدا ہوجانیکی امید ہے اور جن باتون کو گورنمنٹ عہدو
پیمان کی پابندی کے لحاظ سے کسی خودمختار ریاست کی رعایا کی بہتری کے
واسطے حکومتاً نہین کراسکتی اُنکے کرنیکی رئیس کو خودبخود ایک ترغیب ہوتی
ہے اور اُسکو یہہ خیال ہوسکتا ہے کہ جب مین اس معزز مجلس مین اس
مقصد کیواسطے بلایا گیا ہون کہ ایک عظیم الشان سلطنت کے انتظام کے
واسطے جسکا مین مطیع اور ماتحت ہون منصفانہ اور مضبوط اور ناقابل الانحراف
قوانین بنانے مین مدد دون تو شرم کی بات ہے کہ خاص اپنی رعایا
کیواسطے جو میری مطیع و محکوم ہے ویسے ہی قاعدے اور قانون
تجویز نکرون جنکے تجویز اور جاری ہونے کی صلاح دے آیا ہون
چنانچہ تجربہ ہوچکا ہے کہ اس کونسل مین شریک ہونیسے مہاراج کی رائے
اور خیالات مین کچھہ اور ہی صفائی آگئی تہی اور انہون نے ضروری اور
مناسب سمجھکر خودبخود اکثر ان باتون کو عمل مین لانا شروع کردیا تہا جنکی

وجہ سے انگریزی سلطنت دنیا مین عدل و انصاف اور دلداری رعایا کے لئے نامور ہے اور بیشک اگر انکی زندگی وفا کرتی تو ریاست کے انتظام مین بڑی بڑی موثر اور مفید اصلاحین عمل مین آتین جنکا اثر پایدار اور ملک کے لئے غایت درجہ کا نافع ہوتا -

اس موقع پر اُس کانسٹیٹیوشن یعنی ضابطہ انتظام سلطنت کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے جو چند سال سے سلطنت پروشیہ اور اُسکی اُن ماتحت ریاستون کے اتفاق رائے سے قایم ہوا ہے جنکے تعلقات کی صورت گورنمنٹ انگریزی اور ریاستہاے ہندوستانی کے تعلقات سے بہت کچھہ مشابہ ہے تاکہ ناظرین کو گورنمنٹ کی مذکورہ بالا تدبیر مملکت پر غور کرنیکے لئے ایک عمدہ موقع ملے -

واضح ہو کہ ۱۸۶۶ع مین جب سلطنت پروشیہ نے اسٹریا پر فتح پائی تو ملک جرمنی کی چھوٹی بڑی بائیس ریاستین جو بالفعل کانفیڈریٹ جرمن سٹیٹس یعنی جرمنی کی متحدہ ریاستین کہلاتی ہین ازروے ایک خاص معاہدہ کے اُسکے ساتھہ متحد ہو گئین اور باتفاق سلطنت پروشیہ اور ریاستہاے مذکور کے ایک نیا کانسٹیٹیوشن قایم ہوا جسکا مقصد یہہ تہا کہ اُن ممالک کے حقوق

کی حمایت کیجائے جو اس معاہدہ مین داخل ہین اور اُنکے قوانین خاص
بحال خود باقی رہین اور رعایاے قوم جرمن کی حالت ہر طرح پر اچھی ہو جائے
اور جو ریاستین اس معاہدہ مین داخل ہین اُنپر صرف بادشاہ پروشیہ کو
سرداری کا حق ہو اور جو قوانین ایسے ہون کہ سلطنت پروشیہ اور ان
متحدہ ریاستون سے برابر علاقہ رکھتے ہون وہ ایک ایسی مشترک
مجلس کے ذریعہ سے تجویز ہون جسمین سلطنت پروشیہ اور ریاستہاے مذکور
کی طرف سے ایک ایک نائب اور رعایا کیطرف سے لوگ بطور وکیل
موجود ہون جنکو خود رعایا ہی نے انتخاب کیا ہو چنانچہ اس غرض کیواسطے
بلحاظ قوت ہر ایک ریاست کے اُسکے نائب کی راے کا درجہ قرار پایا۔
مثلاً نائب پروشیہ کے نائب کی راے کے سترہ اور سیکسنی میکلن برگ
برن زوک کے دو اور باقی سب کا ایک ایک درجہ مقرر ہوا اور
پارلیمنٹ جرمنی اس مجلس کا نام رکھا گیا اور ہر ایک ریاست کے نایب
پارلیمنٹ مین آنے اور اپنی طرف سے اُن اُمور مین جنکو وہ منظور کرنا
نہ چاہین گفتگو کرنیکا استحقاق ہوا اور یہہ قاعدہ قرار پایا کہ جب کسی ایسے
قانون کے تغیر و تبدل کی بابت ممبران پارلیمنٹ کے باہم اختلاف راے

ہو جو سلطنت کی قوت بری یا بحری سے تعلق رکہتا ہو تو جس جانب مین
سلطنت پروشیہ کا نائب ہو اُس طرف کی راے کو ترجیح دیجاے بشرطیکہ
اُسمین حالت موجودہ کا برقرار و بحال رکہنا تجویز ہوا ہو ۔ اور قرار پایا کہ لڑائی
کے وقت بادشاہ پروشیہ ان سب ریاستون کی فوج کا سردار ہو اور
اسی لئے یہہ ہی قرار پایا کہ جو قوانین سپاہ پروشیہ کیواسطے ہون وہی متحدہ
ریاستون کی فوج کے واسطے ہون تاکہ سپاہ کی حالت یکسان رہے
اور یہہ ہی قرار پایا کہ صلح کے زمانہ مین مُلک کی آبادی کے لحاظ سی فوج
کی تعداد فیصدی ایک آدمی کے حساب سے رہے اور جو معاملات
غیر سلطنتون یا خود ان ریاستون کے باہم پیش ہون جو معاہدہ مین داخل
ہین اُنکا تصفیہ صرف سلطنت پروشیہ کی راے سے عمل مین آئے چنانچہ
جنگ و جدال اور صلح اور معاہدہ وغیرہ اُسی کی راے پر منحصر ہوا اور ان سب
ریاستونکی طرف سے غیر ملکونمین سفیرونکا بہیجنا اور ہر سال پارلیمنٹ کا کہولنا
اور بند کرنا اور جن امور پر نائبون کی مجلس کا اتفاق ہو اُسکا پارلیمنٹ مین پیش
کرنا اُسکے اختیار مین دیا گیا اور نائبونکی مجلس کو اختیار دیا گیا کہ اُن احکامات
کی تردید کے واسطے جو مجلس مذکور کی راے پر کئے جائین خاص اپنے

ممبرون مین سے یا کسی اور شخص کو جسکو مناسب سمجھین پارلیمنٹ مین بھیجین اور قوانین منظور شدہ کا اعلان اور نفاذ بہی اُسیکے اختیار مین دیا گیا جو جگہ اِسملک مین اُن اُمور کا تصفیہ " جو سلطنت پروشیہ اور ان متحدہ ریاستون کے مقاصد عام سے علاقہ رکہتے ہون مجلس نایبان ریاست اور مجلس وکلاے عام کے تعلق ہے اور جو وہ تجویز کرتے ہین اُسپر ان سب مین یکسان عمل ہوتا ہے اور معاملات خاص مین ہر ایک ریاست کو اپنے اپنے ملک کی حالت کے لحاظ سے انتظام کا اختیار ہے او سلطنت پروشیہ کو صرف بطور سرداری وہ حق حاصل ہین جنکا ہم اوپر ذکر کر آے ہین خلاصہ یہہ کہ عام قوانین ان سب مین یکسان اور ضابطہ کارروائی اور قوانین مختص المقام اپنے اپنے ملک کی خصوصیت کے لحاظ سے علحدہ علحدہ مین جس سے یہہ فایدہ ہوا ہے کہ سلطنت اعلے اور ماتحت ریاستون کے اختلاف قانون کے سبب سے جو دقتین پیش آیا کرتی ہین (جیساکہ ہندوستان مین ہمیشہ دیکہا جاتا ہے) وہ موقوف ہوگئین ہین اور سب ریاستون کو اپنی اپنی حدود کے اندر وہی حق خود مختاری حاصل ہے جو پہلے تہا اور ایک طرح سے سلطنت اعلی اور ریاستہاے متحدہ مین

باوصف اختلاف قوّت کے ایک صورت مساوات کی سی پیدا ہوگئی
ہے کیونکہ قوانین عام سلطنت اعلیٰ اور ریاستہاے متحدہ کے ائیون اور
ریاستہاے مذکور کی رعایا کے وکلا کی مشترک تجویز سے نافذ ہوتے ہین اور
یہہ اعتراض نہایت عمدگی سے رفع ہوگیا ہے کہ سلطنت اعلیٰ کے قوانین
کو اپنے ملک مین جاری کرنیسے چہوٹی چہوٹی ریاستونکی خودمختاری مین فرق آجاتا ہے
جن ریاستون کا اوپر تذکرہ ہوا انمین سے تین[2] جمہوری اور سترہ[1] موروثی
مگر مقیّد بقوانین ہین جنمین اعیان اور ارکان ریاست کی چہوٹی چہوٹی مجلسین
واسطے تجویز اور غور اُمور کُلّی کے مقرر ہین اور دو شخصی ہین جو مقید بقوانین
نہین ہین اور وہان کے رئیس خودمختار ہین جو دونون اپنی ہمسایہ قانونی
ریاستون کے مقابلہ مین تمدّن کے لحاظ سے بہت پیچہے ہین جسکا سبب
وہی ہے جو تمام ایشیائی اور بعض یورپین ملکون مین موجود ہے اور جسنے تمام
ایشیائی ملکون کو ممالک یورپ کے مقابلہ مین نہایت کمزور اور مفلس اور
غیر مہذب بنا رکہا ہے یعنی راے کی آزادی اور لوگون کا حفاظت قانون
مین نہونا جو تمام برکتون کی جڑ اور ترقی تہذیب اور تمدّن کا اصل اُصول ہے
اور جہان لوگون کو راے کی آزادی حاصل نہین ہے اور جان اور مال

حفاظت قانون مین نہین ہے وہان ترقی کے سب راستے بند ہین اور وہان
انسان کی عقل اور طبیعت کی شگفتگی کی امید کرنا فضول ہے۔

مہاراج کا نواب گورنر جنرل بہادر سے رخصت ہو کر پٹیالہ آنا اور اُنکی وفات

مارچ ۱۸۶۲ء کے شروع مین ہندوستان کے خیر خواہ اور ہر دل عزیز
ویسرائے لارڈ کیننگ صاحب کام سے تہک کر اپنے عہدہ سے مستعفی ہوے
اور لارڈ ایلگن صاحب اُنکی جگہہ مقرر ہو کر آئے اسلئے مہاراج اگرچہ انکے آنے
سے پہلے اجازت لیچکے تہے مگر چندے اور کلکتہ مین ٹہرنا مناسب سمجہا اور
پہر اخیر مارچ مین پٹیالہ کو تشریف لے آئے اور چونکہ مہاراج مہندر سنگہہ بہادر
ولیعہد کی شادی کرنے اور سہرا دیکہنے کی بڑی آرزو تہی یہان پہنچتے ہی
جلد جلد شادی کی تیاری کرنے لگے اور ارادہ تہا کہ سردی کے آغاز مین
شادی کرین لیکن زمانہ نے کچہہ اَور ہی پلٹا کہایا اور سب آرزوئین خاک
مین ملادین یعنی یکم نومبر سنہ مذکور کو دربار مین بیٹہے ہوے (جو ستارۂ ہند کے
خطاب کی سالگرہ کی تقریب سے کیا گیا تہا) انکو بخار چڑہ آیا اور تیرہوین کو اس
جہان سے رحلت کر گئے اور یہہ آرزو دل کی دل ہی مین لیگئے کیسے

سچ کہاہے مصرع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔
انتقال سے قریب ایک گہنٹہ پہلے تک اُنکو ہوش رہا اور زبان مین
بہی کچہہ طاقت رہی چنانچہ مینے دیکہا کہ جب مصر تاراچند صاحب
سرہانے کہڑا ہوکر عطر سنگہانے لگا تو آنکہین کہولدین اور پوچہا کہ کون عطر
سنگہاتاہے تاراچند جو چند روز سے بیمار تہا اور مہاراج کی سخت علالت سُنکر
ابہی گہر سے آیا تہا سامنے آکہڑا ہوا اور اُنکو اس حالت مین دیکہکر رونے
لگا۔ لیکن اللہ رے استقلال اور خوش خلقی کہ اُنکو اپنا مرنا تو بہول گیا
اور بڑے پیار اور محبت سے تاراچند کا مزاج پوچہا اور تشفی کی اور پہر اُسیطرح
آنکہین بند کرلین۔
مہاراج کی وفات کی خبر جب ہم لوگون نے سر رابرٹ منٹگمری صاحب
لفٹننٹ گورنر پنجاب کو دی تو اُنہون نے تار کے ذریعہ سے تمام پنجاب
کے رئیسونکو اس حادثہ کی اطلاع کی اور غیر معمولی گورنمنٹ گزٹ مین بڑے
افسوس کے ساتہہ اُسکو مشتہر کیا اور اپنی سالانہ رپوٹ مین یہہ لکہا قولہ
،، مہاراجہ نرانندر سنگہہ کے ۔ ایس۔ آئی۔ [1] یعنی نائیٹ نہایت اعلیٰ درجہ

[1] اب اس درجہ کے خطاب والون کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ لکہا جاتا ہے۔ ۱۲ مولف

سٹار آف انڈیا اور رکن کونسل قانونی گورنمنٹ ہند نے تیرہویں نومبر ۱۸۶۲ء کو اس جہان سے رحلت کی۔ انکی خدمات عالی جو ایام مفسدہ ۱۸۵۷ء مین سرکار انگریزی کی نسبت ظہور مین آئین مشہور و معروف ہین اور جیسا واجب تہا سرکار کیطرف سے تسلیم کی گئی ہین اُنکے ملک کا انتظام ایسا تہا جسکی نہایت درجہ کی دانشمندی اور عقل مقتضی ہے۔ انکی رعایا خوشحال اور راضی تہی اور انکی ریاست اور حکمرانی کا طریق ایسا تہا کہ جو ریاستین گرد نواح کی تہین انکی تقلید کے قابل تہا۔ انکی وفات کے سبب سے سرکار انگریزیکا یہہ نقصان ہوا کہ ایک دانا اور بڑا اور ایسا رئیس ذیلدار جاتا رہا جسکے اوپر اعتبار تہا

مہاراج کی عادت اور خصلت

مہاراج اگرچہ اپنے مذہب کے بڑے پابند تہے مگر غیر مذہب والون سے تعصب کرنے کو سخت معیوب جانتے تہے۔ چنانچہ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سر جارج فریڈرک ایڈمنسٹن صاحب کمشنر انبالہ جو دورہ کرتے ہوے بہادرگڈہ آے اور مہاراج کے ساتہہ ہاتہی پر سوار ہوکر قلعہ مین گئے اور نواب سیف خان مرحوم کی بنائی ہوئی مسجد کو (جو عین محل کی ڈیوڑہی کے آگے ہے) دیکہکر ہنسی کے طور پر کہا کہ ،، اورنگ زیب تو ہندؤن کے

مندر ڈہوا دیتا تہا آپنے مسجد کو اپنے محل کے سامنے کسطرح قایم رہنے دیا،، تو مہاراجہ نے یہہ عمدہ اور سنجیدہ جواب اُنکو دیا کہ،، جس ڈہنگ سے اسوقت آپنے اورنگ زیب کا ذکر کیا مین نہین چاہتا کہ میرے بعد میرا ذکر بہی لوگ اسیطرح کرین،،

اُنکو اپنی عزّت اور نیکنامی کا نہایت خیال رہتا تہا اور اس امر کے جویا رہتے تہے کہ لوگ اُنکی نسبت کیا راے رکہتے ہین اور جب کوئی اُنکو کہتا کہ فلان امر مین آپکی بدنامی ہے فوراً اُسکو ترک کر دیتے اور کہنے والے کے نہایت شکرگزار ہوتے۔ اسلئے ہر شخص خواہ وہ کسی رتبہ کا ہو خلوت مین اُنکو اُنکے عیوب پر آگاہ کر دینے کی جرات رکہتا تہا۔

مجلس شورہ مین ہر کسیکی راے کو وہ نہایت ٹہنڈے دل سے سُنتے تہے اور شاذونادر ہی کوئی کام ہوگا جسکے کرنیسے پہلے کسی ذی عقل اور معتمد علیہ شخص سے وہ مشورہ نکر لیتے ہون۔

عدالت کے اجلاس مین اہل مُعاملہ نہایت جُرات اور آزادی کے ساتہہ اُنسے مباحثہ کر سکتے تہے اور اُنکو اجازت تہی کہ اپنے ثبوت حق کے واسطے جسقدر چاہین گفتگو کرین۔

وہ اگرچہ نہایت درجہ خلیق اور خندہ پیشانی تھے لیکن تمکنت او وقار کو کبھی ہاتھہ سے نہ دیتے تھے۔

غیر ریاستون سے اتحاد اور دوستی پیدا کرنیکا انکو بڑا شوق تہا اور انگریز قوم کے آدمی کے ساتہہ تو خواہ وہ کیسے ہی کم مرتبہ کا کیون نہو نہایت مدارات اور خلق سے پیش آنیکو وہ اپنا دستور العمل سمجھتے تھے۔

رعایا کے لوگون سے اکثر بے واسطہ باتین کیا کرتے تہے اور رعایا خصوصاً ملازمون کی تہذیب اخلاق کا بڑا خیال رہتا تہا۔

اکثر لوگون کے خاندان کی خدمات اور قدامت وغیرہ سے واقف تہے اور اکثر بہت چہوٹے مرتبہ تک کے نوکرون کے نام جانتے تہے اور اپنی ان عادات اور اخلاق کے سبب سے نہایت ہردلعزیز ہوگئے تہے۔

عین شباب مین ہی اگرچہ انکے سب شوق اعتدال کے ساتہہ تہے مگر خشک مزاج اور محض بے شوق ہی نتھے۔ رات کو آٹہہ بجے تک اکثر راج گانا ہوتا تہا اور سردی کے موسم مین کبہی کبہی دو چار گہنٹہ کے واسطے ناچ بہی ہوتا تہا مہینہ مین دو دفعہ ایکادشی کی رات کو شعر و شاعری کا بہی چرچا

ہوجاتا تہا اور شاعر اور ہمیشہ غزلین یا کبت دوہرے بنایا کرتے تہے چنانچہ اسی وجہ سے اُنکے اخیر زمانہ مین سلطان الشعرا میرزا محمد اکبر خان صاحب جناب خاور کو اس سرکار سے تعلق ہوگیا تہا جو نہایت خوشگو اور نازک خیال شخص ہین اور اگرچہ فارسی مین کچہ کہنا اُنکے لئے کچہ زیادہ خوبی کی بات نہین ہے کیونکہ وہ تو اُنکی زبان ہی ہے مگر یہہ اُردو مین بہی بہت اچّہا کہتے ہین اور روزمرّہ ایسا صاف کیا ہے کہ بغیر بتائے کے کوئی اُنکو ولایتی نہین کہہ سکتا۔

عمارت

مہاراج کو عمارت کا بہت شوق تہا اسواسطے دو عمارتین اُنکے عہد مین بہت خوبصورت اور عمدہ تیار ہوئین یعنی **موتی باغ** اور **دیوان خانہ** موتی باغ سمت ۱۹۰۴ مین بنا تہا اور پانچ لاکہہ روپیہ اسپر صرف ہوا تہا۔ یہہ شہر سے جنوب کیطرف شالامار لاہور کیطرح پست و بلند دو درجہ کا ہے جنمین سے پہلا تختہ تینسو اسّی فٹ لمبا اور تین سو اکسٹہہ فٹ چوڑا اور دوسرا تختہ سو اسّی فٹ طویل اور چہہ سو اسّی فٹ عریض ہے۔ چارون طرف قد آدم سے زیادہ پختہ چہار دیواری بنی ہوئی ہے اور اندر متعدد خوبصورت مکان اور نہرین اور فوّارے اور آبشارین اور بڑے بڑے حوض ہین اور بلحاظ خوبصورتی اور تر و تازگی کے پٹیالہ

کا شالا مار اسکو کہنا مبالغہ نہین ہے اسکے محاذی ایک گوردوارہ ہے
جو موتی باغ کا گوردوارہ کہلاتا ہے اور یہہ بہی اسکے ساتہہ بناتہا اور ایک
لاکہہ روپیہ اسپر صرف ہواتہا اور اسکے اخراجات کے واسطے سوالاکہہ روپیہ
وقف کیا گیا تہا ۔

دیوانخانہ کی بنیاد مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کے عہد مین
رکہی گئی تہی مگر تیار انکے عہد مین ہوا اور چار لاکہہ سے کچہہ زیادہ اسپر خرچ ہوا اسمین
اگرچہ نیچے اوپر بہت کمرے ہین مگر درباری کمرے بہت بڑے ہین یعنی
ایک ایکسو پینتیس فٹ لمبا اور ساڑہے بائیس فٹ چوڑا ہے جو لداو کا ہے
اور دوسرا اگرچہ لمبا تو اسیقدر ہے مگر چوڑان مین زیادہ ہے یعنی چہتیس
فٹ کا ہے اور لوہے کے شہتیر اسپر چڑہائے گئے ہین ۔ یہہ طول و
عرض کلکتہ کے ٹون ہال کے قریب قریب ہے مگر چشم بددور جب دربار عام
ہوتا ہے تو اس وسعت پر بہی مکان تنگی کرجاتا ہے اور لوگ سایبانون کے
تلے صحن مین بیٹہتے ہین اسکی تعمیر ستمبر ۱۸۵۹ء مین شروع ہوئی تہی اور ۱۸۶۲ء
کے شروع ہونے کے تہوڑے عرصہ بعد ختم ہوئی ۔

قحط

سنہ ۱۸۶۰ء اور ۱۸۶۱ء مین جمنا اور ستلج کے دوآبہ مین بہت سخت قحط پڑا تہا اور یہہ حالت ہوئی تہی کہ بہوک اور فاقہ کی شدت سے ہزارون شخص اپنا اپنا وطن چہوڑکر دیس بدیس نکل گئے۔ عورتین اور معصوم بچّے جنگلی درختون کے پہل چن چنکر کہانے پر مجبور ہوئے۔ بیزبان چوپائے جو انبار کے انبار بہوسہ اور چارہ کے اپنی محنت سے تیّار کرتے تہے گہانس کے ایک ایک تنکے کو ترس کر مر گئے۔ جن اضلاع مین کنوؤن کا پانی بہت دور ہے اور لوگ ڈہاب یعنی بڑے بڑے کچے تالابون کا پانی پیتے ہین وہانکے لوگون کو اور بہی زیادہ تکلیف ہوی کیونکہ بارش کے نہونیسے تالاب خشک ہوگئے اور بیل جو کنوؤن مین سے پانی نکال سکتے تہے گہانس اور چارہ کے نملنے سے کنوؤن اور کہیتون کے کنارہ جہوم جہوم کر مر گئے اور اِس سببسے بناچاری لوگون کو اپنے جانورون کو کسی دوسری جگہہ لیجانا پڑا۔

اِسوقت ہرطرف بہوکے اور محتاج لوگ پہرتے نظر آتے تہے اور قریب تہا کہ تمام ملک مین تباہی پہیل جائے اور ہزارہا غریب الوطن اور محتاج شخص بہوکے پیاسے مرجائین۔ مگر سر رابرٹ منٹگمری صاحب

لفٹنٹ گورنر پنجاب نے فوراً حاکمان اضلاع کو حکم دیا کہ ایسے کام نکالین جنمیں ایسے مزدور لگائی جائین جو کچہہ ہنر نہ جانتے ہون اور قحط زدہ لوگون کی امداد امداد اس کام کی نگرانی کے واسطے ایک صدر کمیٹی لاہور مین قایم ہوا اور اُسکے ماتحت سب ضلعون میں ایک ایک بڑی کمیٹی اور شہرون اور قصبون مین چہوٹی چہوٹی کمیٹیان مقرر کیجائین اور یہہ کمیٹیان خیراتی چندہ جمع کرنے اور جابجا مفید اور آسان کامون کے جاری کرنے مین کوشش کرین جنسے بے ہنر اور محتاج لوگون کو روزی ملے اور جابجا خیرات خانے جاری کرین اور نہایت کمزور اور اپاہج لوگون کو پکّا ہوا کہانا دین اور حکم دیا کہ جسقدر خیرات کا روپیہ جمع ہوگا اسیقدر سرکار اپنے خزانہ سے دیگی۔ چنانچہ جابجا خیرات خانے جاری ہوگئے اور کچّے تالاب اور سڑکین بننی شروع ہوگئین اور ہزارون روپیہ چندہ کا جمع ہوگیا اور اُسیقدر سرکار نے اپنے خزانہ سے دیا جس سے دہلی مین تیس ہزار آدمیونکو روزمرّہ پکا ہوا کہانا ملتا تہا اور گوڑ گانوہ کے ضلع مین جہان قحط بہت سخت تہا پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ ماہوار تک اور اس سے کچہہ کم رہتک حصار کرنال تہانیسر اور انبالہ کے ضلعون کے واسطے دیا گیا۔

مہاراج نے اپنی رعایا کے اس آفت سے بچانیکے لئے یہہ تدبیر کی کہ سرکاری ذخیرون مین سے آٹھہ لاکھہ چالیس ہزار روپیہ کی قیمت کا تین لاکھہ اکتیس ہزار من غلہ انگریزی وزن سے اس شرط سے رعایا کو دیا کہ جب فصل کامل اور غلہ کافی اور وافر پیدا ہوا اُسوقت اسمین سے ایک ثلث معاف سمجھکر باقی بجنسہ سرکار مین داخل کردین اور جن جن پرگنون مین فصل نہوئی تہی اس رعایت کے علاوہ انکو تین لاکھہ چہتیر ہزار روپیہ معاملہ کا معاف کردیا اور ملازمون کے ساتہہ یہہ سلوک کیا کہ غلہ کے نرخ مین ایک مناسب رعایت کردی اور حکم دیا کہ قیمت قحط کے رفع ہونیکے بعد تنخواہ سے بتدریج وضع کیجائے۔

اکثر قصبون اور شہرون مین لنگر جاری کئے جنسے سب قوم کے محتاج لوگون کو پکا ہوا کہانا ملتا تہا اور مناسب مناسب جگہہ پر تعمیر کے کام جاری کئے اور خاص شہر پٹیالہ مین اُس بڑے دیوان خانہ کا کام زیادہ شروع کرادیا جسکا ذکر ہم ابہی لکہہ چکے ہین

دہرم دُہجا

گنگا وغیرہ تیرتہون پر جب میلہ ہوتا ہے تو دستور ہے کہ بیراگی سنیاسی

وغیرہ ہندو فقیر اپنے گروہ کے لوگون کی عام دعوت کرتے ہین جسکو
انکی اصطلاح مین بہنڈارہ کہتے ہین مگر سکہہ مذہب کے متعلق فقرا کے دونون
فرقون مین سے جو ایک اوداسی اور دوسرا نرملہ کہلاتا ہے صرف
اوداسی جو بابا نانک صاحب اور اُنکے پچھلے گورو صاحبون سے منسوب
ہین بہنڈارہ کرتے تہے اور نرملہ[1] فرقہ کے لوگون مین جو سکہون کے آخری
گورو گورو گوبند سنگہہ صاحب کے سکہہ ہین بہنڈارہ کرنیکا طریق رایج نہ تہا اور
نہ وہ ایسے ذیمقدور تہے کہ ایسے موقعونمین بہنڈارہ دے سکین اور
اس باعث سے اور فرقون خصوصاً اوداسیون کے سامنے انکی حقارت
ہوتی تہی۔ اسلئے مہاراج نے سمت ۱۹۱۸ مین بہنڈارے اور دایمی خیراتی
لنگر کیواسطے بیاسی ہزار روپیہ نقد اور اکتالیس سو روپیہ سالانہ کی جاگیر
وقف کی اور راجہ صاحب بہادر جہنید اور نابہہ کو بہی اسمین شریک کرلیا

---

[1] انمین اور اوداسی فرقہ کے لوگون مین یہہ فرق ہے کہ اوداسی چرن کی پاہل لیتے ہین اور انکے نام مین سنگہہ کا لفظ شامل نہین کیا جاتا اور نرملے گرو کی پاہل لیتے ہین اور سنگہہ کا لفظ انکے نام مین لازمی طور پر شامل ہوتا ہے اور انمین اور عام سکہون مین صرف اسیقدر تفاوت ہے کہ یہہ لوگ بطور علامت فقر کے گیروے کپڑے پہنتے یا کوئی گیروا کپڑا رومال وغیرہ اپنے پاس رکہتے ہین اور عام سکہہ ایسا نہین کرتے۔ ۱۲ مولف

اور انہون نے بہی روپیے اور جاگیرین دین جسکے باعث سے ابتدا ہی
مین ایک معقول سرمایہ جمع ہوگیا اور ان لوگون کو بہی ایسی مقدرت ہوگئی
کہ میلے کے موقعون پر اپنے گروہ کے فقرا کو بہنڈارہ اور روز مرّہ آے گئے
لوگون کو روٹی دے سکین اور چونکہ یہہ ایک بڑے ثواب کا کام تہا اسلئے
دہرم دہجا اسکا نام رکہا گیا یعنی دہرم کا نشان - اور کاروای کیواسطے ایک
دستور العمل بنایا گیا اور اُسی گروہ مین سے چند شخص کارپرداز مقرر کئے گئے -

ڈاک

مہاراج کے عہد سے پہلے اور خود اُنکے وقت مین بہی یہہ دستور تہا کہ
عموماً سرکاری کاغذات ہرکارون اور سوارون وغیرہ کی معرفت (جنکی تنخواہ
کا خرچ قریب تیئس ۲۳ ہزار روپیہ سال کے تہا) ادہر ادہر بہیجے جاتے تہے
اور یہہ طریقہ تہا کہ ایک شخص کو مختلف مقامات کے کاغذ دیئے جاتے
تہے جنکو وہ دس بارہ ۱۲ کوس روز چلکر نوبت بہ نوبت جاۓ مقصود پر پہنچاتا
تہا - اور یہہ بات اکثر اُسکی مرضی پر موقوف تہی کہ جے روز مین جس کاغذ
کو چاہے پہنچاۓ اور یہہ حالت تہی کہ جہان مثلاً اب چار گہنٹے مین کاغذ
پہنچ جاتا ہے وہان چار دنمین بہی نہ پہنچتا تہا اور غیر سرکاری کاغذات کیواسطے

بجز اسکے کوئی ذریعہ نہتا کہ ایک غیر ملازم شخص جسکو سرکار سے کسیطرح کا
تعلق نہتا بطور خود انبالہ کے ڈاکخانہ سے محصول دیکر لوگون کے نام کے
خطوط لے آتا تہا اور اُن سے یہانتک کی اُجرت بحساب آدہ آنہ فی خط
علاوہ اُس محصول کے جو ڈاکخانہ مین اُسنے داخل کیا ہوے لیتا تہا اور
اسی طرح یہان سے کاغذات انبالہ کے ڈاکخانہ مین پہنچا دیتا تہا جس سے
شہر کے لوگون کا تو کام چل جاتا تہا لیکن مفصلات کے رہنے والون
کو سخت تکلیف تہی اور کاغذات کے بہیجنے منگوانیکے واسطے کوئی
معمولی ذریعہ نہتا ۔ اسلئے سمت ۱۹ مین جب راقم میر منشی ریاست کے عہدہ
پر مامور تہا یہہ طریق موقوف کیا گیا اور بموجب ایک تحریری دستور العمل کے
دفتر منشی خانہ کے اہتمام سے تمام ملک مین ہرکارون کی ڈاک کی
لینین جنکا مجموعی طول قریب چہہ سو میل کے ہے قایم کی گئین آمد
او ر روانگی ڈاک کے اوقات معین کئے گئے اور ایک خاص دفتر
اور عملہ اسکے واسطے مقرر ہوا اور غیر سرکاری کاغذات کا انبالہ سے
منگوانا اور وہانتک پہنچانا سرکار نے اپنے ذمہ لے لیا اور یہہ عام قاعدہ
ہوگئی کہ فی خط ایک ٹکا نقد محصول دیکر جو شخص چاہے سرکاری ڈاک

کے ذریعہ سے اپنا خط ریاست کی قلمرو مین جہان چاہے بہیجدے جس سے سرعت کارروائی کے علاوہ رعایا کو بہی بڑا آرام ملا اور سرکار کو قریب دو ثلث کے خرچ مین تخفیف ہوگئی - ۵۱

پہاڑ کے ملک کے انتظام کی اصطلاح

جب سے پہاڑ کا ملک ہمارے قبضہ مین آیا تہا موافق اُس طریقہ کے جو

---

۵۱ اب چونکہ چند سال سے سرہند اور راجپورہ کے ریل کے سٹیشنون مین انگریزی ڈاکخانے مقرر ہوگئے ہین ڈاک کا تعلق انبالہ سے رکہنا باعث حرج کار سمجہا جاکر یہہ بندوبست ہوگیا ہے کہ ہر قسم کے بیرونی کاغذات راجپورہ پہنچا دئے جاتے ہین جو بہ نسبت کسی اور ایسے مقام کے پٹیالہ سے قریب تر ہے اور پختہ سڑک بنجانیکے سبب سے آمدورفت مین بہت آسانی ہے اور ہمارا منصرم ڈاک انکو انگریزی ڈاکخانہ کے حوالہ کردیتا ہے اور جو کاغذ باہر سے آتے ہین انکو اپنی ڈاک کے ذریعہ سے جہان بہیجنے ہون بہیجدیتا ہے اور اسطرح سے راجپورہ بیرونی کاغذات کی آمدورفت کیواسطے گویا مرکز بنگیا ہے - پانچ برس کے سالانہ نقشون کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سال بسال غیر سرکاری کاغذات کی آمد و روانگی مین نمایان ترقی ہے مگر نقد محصول لینے کا طریقہ جو ابتک جاری ہے یہہ اصلاح طلب اور ترقی کا بہت محتاج ہے اور یہہ بات بہی ترمیم کے قابل ہے کہ تہانجات سے ڈاک کا اہتمام نکالکر مختلف مقامات مین ڈاکخانے مقرر کئے جائین اور ایک ایک عہدہ دار خاص اسی کام کے لئے وہان متعین کیا جائے - ۱۲ مولف

اُس مُلک کے پہلے حاکمون کے وقت مین رایج تہا ہر ایک پرگنہ مین ایک
ایک عہدہ دار (مہتہ) کے نام سے مقرر چلا آتا تہا اور معاملہ وصُول
کرکے سرکار مین داخل کرنا اور ضرورت کیوقت بیگاریون کو حاضر کرنا اُنکے
ذمہ تہا اور اس خدمت کے عوض پچاس سے سوتک خزانہ سے اور
دسوان حصّہ جرمانہ مین سے جو تحصیلدار یا تہانہ دار کسی شخص پر کرے اُنکو دیا جاتا
تہا اور چونکہ یہہ عہدہ موروثی تہا اور بہت عرصہ سے قایم چلا آتا تہا اسواسطے
رعایا پر اُنکو بڑا اختیار حاصل تہا اور وہ بالکل اُنکے ہاتہہ مین تہی چنانچہ اکثر ایسا
ہوتا تہا کہ جب کبہی سرکار کسی وجہ سے کسی مہتہ کو تنبیہہ کرتی تو وہ سرکار
کے دہمکانے کو رعایا کے لوگون کو جو بہ نسبت دیس کے لوگون سے نہایت
سیدہے سادے تہے بہکاکر پرگنہ کو اُجاڑ دیتا تہا اور وہ لوگ گہربار چہوڑ
کر غیر علداریون مین چلے جاتے تہے اور بغیر مہتہ کے واپس لانیکے ہرگز
نہ آتے تہے اور ناچار سرکار کو مہتہ کی چاپلوسی کرنی پڑتی تہی - اِن لوگون
کے زیادہ قابو یافتہ ہونیکی ایک وجہ یہہ بہی تہی کہ مہاراج کرم سنگہہ
صاحب بہادر کو کبہی اس مُلک مین جانیکا اتفاق نہین ہوا تہا اور تحصیلدار
وغیرہ بہی بسبب دُشوار گذار ہونے راستون کے اور زیادہ تر اس وجہہ سے

کہ دیس کے رہنے والے بالطبع پہاڑ کے جانیکو باعث تکلیف جانتے ہین اوپر کے ملک مین بہت کم جاتے تہے اور اکثر پنجور وغیرہ نیچے ہی مقامات مین رہتے تہے اور رعایا کے لوگ گرمی کے سبب سے نیچے کے ملک مین بہت کم آتے تہے پس مہتون کے سوا وہ کسی حاکم کے روشناس نتھے اور اسلئے صرف اُنہین کو اپنا مالک اور حاکم خیال کرتے تہے۔

یہہ خرابیان دیکہکر مہاراجہ نے اُس ملک مین متواتر دورے کئے اور سب پرگنون کو اپنی آنکہہ سے دیکہا اور جابجا دربار کرکے رعیت کو اپنا روشناس بنایا اور تحصیلدار وغیرہ عہدہ دارون کو اکثر اوپر کے ملک مین رہنے کا پابند کیا اور جب ہر طرح سے اطمینان ہوگیا تو سمت ۱۹۱۵ مین مہتہ کے عہدہ کو موقوف کردیا اور اُسکی جگہہ ایک نیا عہدہ پٹواری[۱] کے نام سے مقرر کیا مگر سیانہ

---

[۱] - پٹواری کُل پرگنہ کا معاملہ وصول کرنے اور اسکا حساب درست رکہنے اور کچہری تحصیل کے متفرق احکام کی تعمیل کا ذمہ دار ہے - سیانہ قسط کے وقت پرگنہ سے روپیہ وصول کرکے پٹواری کے پاس پہنچاتا ہے مگر حساب اپنے پاس نہین رکہتا - مہر گانون کا زمیندار اور پنچ ہے - کراوک سرکاری کام کیواسطے قُلی جمع کرنیکا ذمہ دار ہے جسکے عوض معلّیہ سے فیصدی پانچ روپیہ اُنکو دیا جاتا ہے جسمین سے دو روپیہ پٹواری اور ڈیڑہ روپیہ سیانہ

اور مہر اور کراوک کے قدیمی عہدون کو بحال رکہا اور تمام پرگنون کی پیمایش قسم وار کرا کر محاصل کا ازسر نو انتظام کیا اور ہر ایک زمیندار کو تحصیلدار کے مہر اور دستخط سے ایسا کاغذ دیا گیا جسمین اُسکی مقبوضہ زمین اور زرمحاصل کی تعداد اور اور امور ضروری درج تہے اور جسکو وہانکی زبان مین پٹہ زمی کہتے ہین اور دیہات کی حدبندی کی گئی اور جنگلون کی بہی حدود مقرر کی گئین اور حفاظت کیواسطے بقدر ضرورت عملہ متعین کیا گیا اور لکڑی کاٹنے اور بیچے جانیکے لیئے قواعد قرار دیئے گئے اور شملہ کو جو گاڑیکی سڑک گئی ہے اُسکے بائین طرف کرول پہاڑ کے ڈہال پر ایک مناسب مقام تحصیل اور تہانہ کیواسطے تجویز ہوا اور ضرورت کے موافق مکانات بنائے گئے اور ایک چہوٹا سا باغ لگایا گیا اور خفیف میعاد کے قیدیون کے لیئے وہان ہی ایک مختصر سا جیلخانہ بنایا گیا تاکہ گرم ملک مین بہیجے جانیکے سبب سے اُنکی صحت مین خلل نہ آجائے اور اس مقام کا پہلا نام سری بدل کر سری نگر رکہا گیا اور معزول شدہ مہتونکی پرورش کے واسطے یہہ انتظام کیا گیا کہ پٹواری وغیرہ بنا دیئے گئے جس سے سرکار کی آمدنی مین بہی معقول ترقی ہوگئی اور رعایا بہی

ایک روپیہ مہر اور آٹہ آنے کراوک کو ملتا ہے ۔ مولف

مہتون اور اور سرکاری عہدہ دارون کے ظلم سے بچگئی۔
اس مضمون کے شروع مین یہہ لکھا گیا ہے کہ ضرورت کیوقت بیگاریون کا حاضر کرنا مہتون کے ذمہ تہا لیکن یہہ بیان نہین کیا گیا کہ بیگار سے یہان کیا مُراد ہے اور بیگاری کسکو کہتے ہین لہذا دلچسپ اور ضروری سمجھکر ہم اُسکی تشریح کرتے ہین۔
واضح ہو کہ یہہ کوہستان اپنی طبعی حالت کے لحاظ سے نہایت دشوار گذار ہے اور جبتک سرکار انگریزی نے یہان سڑکین نہبنوائی تہین اور کسولی۔ سپاٹو۔ ڈگسائی وغیرہ مین گورہ فوج کا رہنا شروع ہوا تہا اونٹ گاڑی کا تو کیا ذکر ہے ٹٹو اور خچر تک کا یہان گذر قریب محال کے تہا پس کچھہ تو اس سبب سے اور کچھہ وہان کے قدیم رئیسون کی قلت آمدنی اور ناشایستہ طریق حکومت کیوجہہ سے یہہ دستور چلا آتا تہا کہ سواری اور باربرداری کا کام جو اور جگہہ اکثر چارپایون سے لیا جاتا ہے یہان انسانون سے لیا جاتا تہا اور اس پر طرّہ یہہ تہا کہ یہہ سب کام اُنکو بیگار مین یعنی مفت کرنے پڑتے تہے اور دس برس کے لڑکے سے لیکر ساٹھہ برس کے بوڑھے تک کوئی ہر صورت اس سے مستثنےٰ نہتہا اور بجز اُس شخص کے کہ جسنے کسیوجہ

خاص سے سند معافی حاصل کی ہو (جسکو بڑی جد و جہد سے خاص خاص
لوگ بطور ایک نعمت کے حاصل کرتے تہے) رعیت کے ہر ایک شخص کو
اپنی اپنی باری سے بیگار مین جانا پڑتا تہا اور جبتک کسی کام پر نہ لگایا جاوے
اُسکو اپنے گہر کے مکّی کے آٹے سے جسکو وہ بمجبوری ساتہہ لاتا تہا گذارہ کرنا
پڑتا تہا اور کام پر لگائے جانیکے وقت صرف خوراک کے موافق اسی اناج
کا آٹا (کیونکہ پہاڑ مین اکثر یہی اناج زیادہ ہوتا ہے) بطور مزدوری اُسکو دیا جاتا
تہا جسکو اُنکی زبان مین برو کہتے تہے اور یہہ بیچارے بیزبان جانورونکی
طرح ان مصیبتون کو نہایت بے عذری کے ساتہہ جہیلتے تہے اور اگرچہ
مختلف سڑکون کے بننے اور چہاونیون مین انگریزی فوج اور حکام سول کے
رہنے اور دیس کے لوگون کی صحبت او میل جول اور پہاڑی چیزون کے
اُنکے پاس فروخت کرنے او نقد مزدوری او مختلف چہوٹی چہوٹی نوکریون کے ملنے کی سبب سے اکثر
پہاڑیونکی حالت مین بہت کچہہ ترقی ہوگئی اور بار برداری کے جانورونکے سبب سے جو اب جابجا
بہم پہنچ سکتے مین بہت سے مصائب کم ہوگئے خصوصاً جب سے کہ تمام کو گاڑی کی سڑک بنائی گئی
اور جہکڑے اور اونٹ اُسپر چلنے لگے پہاڑی بہت ہی سبکدوش ہوگئے مگر شروع
مین سڑکون اور چہاونیون کے بننے اور فوج کے اوپر نیچے آنے جانے

کی وجہہ سے بیگار کی رسم کو بہت ترقی ہوئی اور اگرچہ اور روسائے کوہستان کیطرح (جنکی ملکی اسناد مین گورکہون سے نکال لینے اور انکو پہر ان کے علاقون پر بحال کرنیکے وقت سرکار انگریزی سے یہہ شرط لگادی ہے کہ علی قدر حیثیت بیگاریون کے بہم پہنچانیکے وہ ذمہ دار ہین) ہم اوقات جنگ کے سوا اسکے ذمہ دار نہین ہین مگر کچہہ تو ملک کی طبعی حالت کے باعث اور کچہہ غلط فہمی اور خرابی طریق عمل کے سبب سے حسب منشائے حکّام انگریزی ہمکو زیادہ تر بمقام شملہ اور کسولی اور اپنے کم ہری پور اور سایری مین واسطے کاروبار حکام انگریزی اور اپنے اُن عہدہ دارون کی ضروریات کے جنکو حکام انگریزی کی خدمت مین حاضر رہنے یا آمد و رفت کا تعلق تہا بیگاری (قلی) بطریق دایمی ایک تعداد معین کے موافق حاضر رکہنے پڑتے تہے جنکو انکی زبان مین ٹہاڈوا اور اُنکے رہنے کی جگہہ کو ٹہاڈا کہتے تہے اور کسی ضرورت خاص کیوقت مثلاً جب نوّاب گورنر جنرل یا کمانڈر انچیف بہادر اوپر جاتے یا نیچے آتے تہے صدہا بلکہ ہزارہا قلی باوجودیکہ ہمارے اِس مُلک مین پچاس ہزار سے زیادہ آدمی آباد نہین ہین حسب الطلب حکام بطور غیر معمولی حاضر کرنے پڑتے تہے اور اِس غیر معمولی آفت کا اصطلاحی نام ہیلا

تہا۔ علاوہ برین چونکہ گورنمنٹ انگریزی سنے جملہ ریاستہاے کوہستانی کو ذمہ وار کیا ہوا ہے کہ اپنے اپنے علاقہ مین خاص خاص مقامات پر سڑک جسکی وسعت چہہ فٹ سے کم نہو تیار رکہین یہہ کام بہی رعایا ہی کو کرنا پڑتا تہا اور ان وجوہات سے سال بہر مین چند ہفتہ کے سوا اُنکو اپنے گہر پر رہنے اور کہیتی وغیرہ کرنیکا موقع ملتا تہا۔

چونکہ ان بیچارے آفت زدہ لوگون کی ان مصائبت مہاراج کو اپنے مختلف دورون مین بخوبی واقفیت ہوگئی تہی اور اُنہون نے ساٹہہ برس کے کمزور بوڑہون اور دس گیارہ برس کے پہول سے لڑکون کو اُن سرِ بفلک پہاڑون مین جانورونکی طرح بنیں بنیں سیر بوجہہ پیٹہہ پر اُٹہاتے اور سر سے پانون تک پسینے مین ڈوبے ہوے دیکہا تہا اسلئے مناسب مناسب طور سے اسمین بہی تخفیف کی اور رگتی کے آٹے کی جگہہ اوّل آدہ آنہ اور پہر دو آنے یومیہ نقد مقرر کردیئے

ریاست کے کارخانون اور دیوانی کے دفتر کی اصلاح

مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کے عہد مین یہہ دستور تہا کہ اگرچہ کُل کارخانے دیوان کے ماتحت سمجہے جاتے تہے مگر مزید تر نگرانی کے

واسطے ایک دوسرے عہدہ دار کیطرف سے بہی جسکو کروڑا کہتے تہے اکثر کارخانون مین مقابلہ کا کاغذ تیار کرنیکے واسطے محرر مامور رہتے تہے علیٰ ہذا آمدنی کا حساب بہی دیوان اور کروڑے کے آدمی بالمقابلہ تیار کرتے تہے اور اُسکی نگرانی کیواسطے علحدہ علحدہ دو معزز عہدہ دار جو **دفتری** کہلاتے تہے مقرر تہے مگر باوجود اسکے کچہہ ایسا ڈہنگ پڑا ہوا تہا کہ ریاست کے سالانہ خرچ کا کوئی مجموعی کاغذ مرتب نہوتا تہا اور اگر کسی سال کا خرچ معلوم کرنا چاہتے تو سخت محنت اور وقت کے بغیر اُسکا دریافت ہونا مشکل تہا اسلیے مہاراج نے سمت ۱۹۱۳ مین کروڑے کا عہدہ موقوف کردیا اور اس طریقہ کو بدل کر دیوان کے ماتحت دو عہدہ دار بنام **دفتری جمع و دفتری خرچ** مقرر کیے۔ آمدنی کا حساب اور اُسکی جانچ پڑتال دفتری جمع کے متعلق ہوئی اور تمام کارخانون۔ خزانون اور توشخانون کے ہر ایک قسم کے خرچ کی نگرانی اور محاسبہ دفتری خرچ کے ذمہ ہوا اور یہہ قاعدہ مقرر ہوا کہ جبتک دفتری کا دستخط بطور تصدیق اور دیوان کا دستخط بطور حکم دیئے جانے روپیہ کے اُسپر ثبت نہو کسی قسم کا بل خزانہ سے لائق الوصول نہوگا اور حکم ہوا کہ ہر ایک کارخانہ کے جمع و خرچ کے روزنامچہ کی نقل

کارخانہ کے مہتمم کی مُہر اور دستخط سے دفتری خرچ کے پاس آتی رہے اور
ماہوار جمع و خرچ کا گوشوارہ آیا کرے اور جانچ پڑتال کے بعد دفتری کا دستخط
بطور تصدیق اُسپر ثبت ہو کر دفتر مین بہ ترتیب رکہا جایا کرے اور انکی روسے
سال تمام کے خرچ کا کاغذ مرتب ہو کر دیوان کی رپوٹ کے ذریعہ سے
مہاراج کے حضور مین پیش ہوا کرے پہر سمت ۱۹۱۶ مین ایک کمیٹی کے ذریعہ سے
سب کارخانون کے ضروریات کی پڑتال کرائی گئی اور خوب غور ہو کر ایک
کے واسطے روپیہ کی ایک تعداد مقرر کی گئی اور حکم دیا گیا کہ بلا حصول منظوری
ایک روپیہ بہی کسی کارخانہ کے خرچ مین اضافہ نکیا جائے اور نہ کوئی چیز
گہٹائی بڑہائی جائے مثلاً فیلخانہ کے واسطے یہ قاعدہ مقرر ہوا کہ ہاتہیون
کی تعداد چالیس سے متجاوز نہو اور اُنکی خوراک اور سب ضروری اسباب
کے واسطے ایک مفصّل قاعدہ اور کارروائی کا طریقہ بطور دستور العمل تب
ہو کر دیوان کے دستخط سے سب کارخانہ والون کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ وقتاً
فوقتاً تجربہ کی روسے جو مناسب معلوم ہو اُسمین اصلاح اور ترمیم کیواسطے
رپوٹ کیجایا کرے اور جب مارچ سنہ ۱۸۶۰ء مین کلکتہ سے واپس تشریف
لائے گورنمنٹ انگریزی کی تقلید سے یہ قاعدہ جاری کیا کہ سال ہندی کے

شروع مین ریاست کی تخمینی آمدنی کے لحاظ سے ہر ایک کارخانہ کے تخمینی خرچ کا نقشہ (بجٹ) مرتب ہو کر غور اور منظوری کے واسطے پیش ہوا کرے جسمین ہر ایک کارخانہ کا نام اور گذشتہ سال کا خرچ اور رقم منظور شدہ سے کمی و بیشی کی کیفیت اور اُسکا سبب اور سال آئندہ کے خرچ کی مقدار درج ہوا کرے اور جب وہ منظور ہو جائے دفتری خرچ کو دیا جائے اور ہر ایک کارخانہ کے مہتمم کو تاکید اُسکی پابندی کا حکم دیا جائے تاکہ خرچ تخمینہ سے زیادہ نہونے پائے اور اگر کسی خاص وجہہ سے کسی کارخانہ مین حد مقررہ سے زیادہ روپیہ کی ضرورت ہو تو مہاراج کے حضور مین رپوٹ ہو کر اسکی بابت تحریری حکم حاصل کیا جائے۔

جمہوری[۵۱] اور نوعی سلطنتون کا قاعدہ ہے کہ ہمیشہ نئے برس کے

---

۵۱ دنیا مین سلطنت کے تین طریقے ہین جو باعتبار اپنے اصول کے ایک دوسرے سے مختلف ہین۔ اوّل طریقہ شخصی سلطنت کا ہے جو اس سے عبارت ہے کہ سلطنت کسی شخص کی نسل مین پشت بہ پشت چلی آئے اور بادشاہ کو خزانہ اور رعیت کی جان و مال پر قطعی اختیار ہو اور اُسکی مرضی اور ارادہ کسی قانون کا پابند نہو۔ سلطنت کا یہ طریقہ بہت قدیم اور پُرانا ہے اور ایسی سلطنتین ایشیا مین اور یورپ کے بعض ملکون مین اگرچہ بہت عرصہ سے ہوتی آئی ہین مگر تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو قیام بہت ہی کم ہوا ہے

شروع ہونیسے پہلے خرچ کی کمی بیشی پر غور کرکے وکلائے رعایا کے مشورہ سے
(جنکا انتخاب خود رعایا ہی کی مرضی اور اختیار سے ہوتا ہے اور وہ ایک قسم کے معین

اور حکومت کی حرص اور لالچ سے ہمیشہ بادشاہون کو لوگون نے قتل کر ڈالا ہے اور انکی
جگہہ خود بادشاہ ہوگئے ہین اور بادشاہون نے ہی سلطنت چھن جانیکے وہم سے
سے قتل اور بے رحمیان کی ہین حتے کہ خاص اپنی اولاد کو بلا قصور قتل کروا دیا ہے یا
مقید جیلخانہ مین کیا ہے اور ایسے بادشاہ بہت کم گذرے ہین جنکی طبیعت مین اعتدال
اور انکو اپنی رعایا کے آرام اور ملک کی ترقی کا خیال ہو یہی سبب ہے کہ ایشیائی ملکون
نے جہان اسلام کے چند سالہ ابتدائی زمانہ کے سوا ابتدا سے نیابت سلطنت کا شخصی
طریقہ جاری رہا ہے ممالک یورپ کی نسبت جہان کچھ عرصہ سے نوعی اور جمہوری سلطنت
کے طریقہ کا بڑی پختگی سے رواج ہوگیا ہے علم و ہنر دولت اور ثروت مین بہت کم ترقی
کی ہے کیونکہ اگر ایک بادشاہ کے عہد مین رعیت کو جان و مال کیطرف سے اطمینان ملا
اور وہ علم و ہنر کے حصول اور ترقی مین مصروف ہوئی اور اپنے ملک کی پیداوار اور دستکاری
کے نتیجون سے تجارت کرکے کسیقدر آسودہ اور مرفہ الحال ہوگئی تو دوسرے ظالم یا غافل بادشاہ
کے وقت مین وہ سب باتین خاک مین ملگئین یا ترقی کے اسباب کم یا مفقود ہوگئے
خلاف نوعی اور جمہوری سلطنتون کے جہان انقلاب سلطنت سے رعایا پر بہت کم
اثر ہوتا ہے بلکہ نہین ہوتا اور وہ بے کھٹکے علم و ہنر دولت اور ثروت کے حصول
اور ترقی مین دن رات کوشش کئے چلی جاتی ہے جس سے رفتہ رفتہ لوگون مین
غایت درجہ کی شایستگی آجاتی ہے اور وہ علم و ہنر کی ترقی سے ایسی مفید ایجادون
پر قادر ہوجاتے ہین جو ناواقف اور نادان لوگون کی نظر مین اعجاز اور کرامات سے کم

تک دار السلطنت مین حاضر رہکر معاملات سلطنت مین گفتگو اور بحث کرتے ہین) محصول جو رعایا سے لیا جاتا ہے کم و بیش کر دیتی ہین اور اتفاقیہ ضرورتون کیواسطے (بشرطیکہ اُنکا ضروری ہونا ثابت کر دیا جاوے) قرض لے لیتی ہین اور بقدر اُسکے سود کے آیندہ سال کے تخمینہ مین رقم بڑہا کر منظور کرا لیتے ہین اور اس عمدہ تجویز کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ رعایا کو بہی سخت محصول دینا نہین پڑتا بلکہ اگر کسی نے کسیقدر روپیہ سرکار کو قرض دیا ہو اُسکو اُسکے سود کا فایدہ ہوتا ہے اور سلطنت کی ضرورت بہی آسانی کے ساتہہ رفع ہو جاتی ہے اسیوجہہ سے ان سلطنتون کو

نہین ہوتے مثلاً دخانی جہاز دخانی کلین وتار برقی وغیرہ — دوسرا طریقہ نوعی سلطنت کا ہے جسمین بادشاہ اور امرا اور رعایا سب ملکر حکومت کرتے ہین جیسے آجکل انگلستان کی سلطنت ہے اور اگرچہ یہہ سلطنت بہی شخصی سلطنت کی طرح موروثی ہوتی ہے مگر اسمین اور اُسمین یہہ فرق ہے کہ یہہ مقید بقوانین ہوتی ہے اور بادشاہ رعایا کی مرضی اور رای کا پابند ہوتا ہے اور اُسکو یہہ اختیار نہین ہوتا کہ صرف اپنی مرضی سے جو چاہے حکم دے۔
تیسرا طریقہ جمہوری سلطنت کا ہے جیسا کہ صوبجات متفقہ امریکا کی سلطنت ہے یا چند سال سے فرانس مین قایم ہوئی ہے اسمین اور نوعی سلطنت مین صرف اتنا فرق ہے کہ یہہ سلطنت موروثی نہین ہوتی بلکہ رعایا کی کثرت رای سے ایک شخص مدت معین کیواسطے فرمان روا منتخب کر لیا جاتا ہے اور جب مدت ختم ہو جاتی ہے اسیطرح ایک اور شخص مقرر ہو جاتا ہے — ۱۲ مولف

اتفاقیہ ضرورتون کے واسطے خزانہ مین پیچ جمع رکہنے کی حاجت نہین ہوتی بلکہ رعیت کے ہر شخص کی جیب ہی گویا اُنکا خزانہ ہے برخلاف شخصی سلطنتون کے کہ اُنکی آمدنی ہمیشہ تقریباً ایک ہی حالت پر رہتی ہے اور کسی ضرورت خاص کے واسطے وہ کوئی نیا محصول رعیت پر نہین لگا تین اور نہ ضرورت کے رفع ہوجانیکے بعد اُسمین کچہہ تخفیف کرتی ہین اور قرض بہی نہین لے سکتین کیونکہ آمدنی کے محدود ہونیکے سبب سے اُسکا ادا کرنا مشکل ہوتا ہے اسلئے واجب ہے کہ مُلک کی آمدنی مین سے ایک مناسب حصّہ پس انداز کرتی رہین تاکہ اتفاقیہ مصارف کیواسطے کام آئے پس ہماری ریاست مین جو ایک شخصی ریاست ہے ٹہیک ٹہیک اُن قواعد کا استعمال نہین کیا جا سکتا جو جمہوری یا نوعی حکومتون کے مناسب حال ہین مگر تاہم حتی الامکان اُس طریقہ کی تقلید کیجاتی ہے اور اسکے ساتہہ ہمیشہ یہہ بات مدنظر رہتی ہے کہ خرچ بہ نسبت آمدنی کے کم ہو تاکہ جو روپیہ سال کے اختتام پر خرچ سے باقی رہے وہ آیندہ ضروری اور اتفاقی خرچون کے واسطے کام آئے۔

فوطہ دارونکی موقوفی اور تقسیم تنخواہ کے طریقہ کی اصلاح

مہاراج کرم سنگہہ بہادر کے عہد سے سپاہ کو چہہ مہینے اور اہل قلم اور معزز اشخاص کو تین مہینے کے بعد تنخواہ ملنے کا دستور تہا اس سبب سے لوگ قرض لینے پر

مجبور ہوتے تہے اور برابر یہہ طریق جاری تہا کہ سپاہی اُن مہاجنون سے جو فوطہ دار کہلاتے تہے قرض لیتے رہتے تہے اور چہہ مہینے بعد جب تنخواہ بٹتی اُنکی تنخواہ کا کُل روپیہ فوطہ دارون کو ملجاتا تہا اور اس طرح سے تمام فوج گویا اُنکے ہاتہہ بکی ہوئی تہی اور جب کبہی سپاہ کو باہر بہیجنے کی ضرورت پڑتی تو بڑی دقت ہوتی تہی یعنی اودہر کمان پر جانیکی تاکید ہوتی اُدہر مہاجن روپیہ کے دینے مین ایت و لعل کرتے اور بیچارے سپاہی چار ناچار خوشامد کے مارے اُنکو بہاری بہاری سود دینے پر مجبور ہوتے اور کپڑے وغیرہ اجناس کے نرخ مین بہی جو بمجبوری اُن سے یا اُنکی معرفت خریدتے تہے نقصان اُٹہاتے تہے مہاراج نے اپنی زندگی کے اخیر سال مین عموماً دو مہینے بعد تنخواہ بانٹے جانیکا حکم دیا اور فوطہ دارون کا روپیہ جسقدر فوج کے ذمہ تہا ایک بحث خزانہ سے دلا دیا اور حکم دیا کہ اگر آیندہ کوی مہاجن کسی سپاہی کو قرض دیگا تو دستور سابق کے موافق سرکار اُسکے وصول کی ذمہ دار نہو گی اور قرض خواہ کو عدالت دیوانی مین نالش کرنا ہوگا "

ملک کے محاصل کا نیا انتظام

اس ریاست مین قدیم سے ملک کا محاصل نقد وصول نہین کیا جاتا تہا بلکہ یہہ دستور تہا کہ سرکار رواج پرگنہ کے موافق کل پیداوار مین سے تہاڑہ یعنی تہائی

اور چوہانٹہ یعنی چوتہائی اور پانچ دو کے حساب سے اپنا حصہ لیتی تہی مگر اُس پیداوار کی بابت جو غلہ کی تعریف مین داخل نہین ہے - مثلاً پیاز - تنباکو اکہہ تیل وغیرہ فی بگیہہ کے حساب سے کچہہ نقد لیا جاتا تہا جسکو اصطلاح مین ضبطی کہتے تہے -

محاصل کی تشخیص اور تعین کے دو طریقے تہے جنمین سے ایک کا نام بٹائی یا بہاولی اور دوسرے کا کنکوت یا کن یا کچہہ تہا - بٹائی اس سے عبارت تہی کہ غلہ وزن کرکے سرکار اور رعایا کا حصّہ معیّن کر دیا جاتا تہا اور کچہہ اسکو کہتے تہے کہ کہڑے کہیت ناپ لئے جاتے تہے اور غلّہ کا نظری اندازہ کرکے سرکار اور رعایا کا حصّہ تجویز کر دیا جاتا تہا - ربیع مین کسی شاذ حالت کے سوا ہمیشہ بٹائی کیجاتی تہی اور خریف مین کچہہ - بٹائی کے عمل کرنیوالے کو بٹاوا اور کچہہ کرنیوالے کو کاچہو کہتے تہے اور یہہ قاعدہ تہا کہ پرگنہ کی حیثیت کے موافق تحصیلدار چند حلقے مقرر کرتا تہا اور فی حلقہ دو کاچہو جنمین سے ایک اوّل نمبر کا اور دوسرا دویم نمبر کا ہوتا تہا مقرر کئے جاتے تہے اور انکے ساتہہ سرکار اور تحصیلدار کیطرف سے دو محرر جو لکہاری کہلاتے تہے متعین کئے جاتے تہے اور اگرچہ یہہ دونون محرر حقیقت مین سرکار ہی کے

نوکر ہوتے تھے گر جو دیوان کے محکمہ سے مقرر ہو کر آتا تھا اُسکو سرکاری اور جو تحصیلدار کی رائے سے مقرر ہوتا تھا اُسکو تحصیلدار کا آدمی کہا جاتا تھا یہی مصطلح تفاوت بٹاودون مین بہی تہا۔

نمبر اوّل کے کاچہو کی تنخواہ یا فصلانہ اجرت ساٹھہ اور نمبر دویم کی پچاس روپیہ تہی اور بٹاودون کے پہلے پچاس تہے پہر چالیس ہوئے پہر تیس ہی رہگئے اور جو بٹاوا تحصیلدار کیطرف سے مقرر ہوتا تہا اسکو اسمین سے ہی بقدر ایک ثلث کے کم ملتا تہا اور سرکار اور تحصیلدار دونون کیطرف سے علحدہ علحدہ لکہاری اور بٹاودون کے مقرر کرنیکا یہہ مطلب تہا کہ خیانت کا انسداد رہے مگر ایسی تہوڑی تنخواہ کے لوگون سے دیانت اور نمکحلالی کی امید کیجانی بیفایدہ تہی۔

ان کے سواجب کہیتی پکنے کے قریب ہوتی تو سرکار کی جانب سے گانون کی حیثیت کے موافق ایک یا دو آدمی حفاظت کے واسطے مامور ہوتے تہے جنکو محصل کہتے تہے مگر محصّل کے لغوی معنی کے لحاظ سے اُنکو تحصیل مال مین دخل نہ تہا بلکہ اُنکا کام صرف یہہ تہا کہ زراعت اور غلہ کی حفاظت کرین جسکا یہہ طریقہ تہا کہ جب زراعت کنگ کہلیانون مین آتی یا غلہ تیار

ہوتا تو محصل غلہ یا بہوسے کے ڈہیر مین مناسب مناسب جگہہ پر تہوڑی سی مٹی ڈالکر چہاپہ[1] سے جسکو چانگا بہی کہتے تہے اُسپر نشان کردیتا تہا۔ انکو ڈیڑہ آنہ یومیّہ بطور تنخواہ ملتا تہا جسمین سے دو ثلث گانون اور ایک ثلث سرکار دیتی تہی۔

کاچہو جب اپنے کام پر مامور ہوتے خیانت اور ظلم کی گویا تصویر بنکر گہر سے چلتے تہے مثلاً جب گانون مین پہنچتے تو سب سے اچہا مکان جو وہان ہوتا اکثر اُسمین اُترتے اور گانون کے کمین لوگ فوراً اُنکے پاس حاضر ہوتے اور وہ اُن سے اسطرح پر خدمت لیتے کہ گویا اُنکے غلام ہین اور زمینداروں سے پیتل کے عمدہ برتن اور اوڑہنے بچہانیکے لئے لحاف اور توشکین اور دودہ اور مٹہائی اور روزمرہ کی خوراک اور گہوڑے کا دانہ گہانس مع نہاری کے حکماً لیتے اور کہیتون کی پیمایش اور تشخیص پیداوار مین ایسی بے اعتدالیان کرتے کہ جنکی کہاوتین جُڑی ہوئی ہین۔ انکا قاعدہ تہا کہ جب صبح کو کہا پیکر فارغ ہوتے تو گہوڑون پر چڑہکر کچہہ کرنیکے واسطے یہہ اور لکہاری باہر جاتے لکہاری تو کسی اچہی جگہہ چارپائیان بچہواکر بیٹہہ جاتے

[1] یہہ گنگیر لہیرت کی ایک لکڑی ہوتی تہی جسکے جزو دو پر کچہہ حروف کندہ ہوتے تہے ۔ منہ

اور یہہ جڑہے جڑائے گہوڑون کے قدم سے کہیتونکی پیمایش کرتے
اور جب بٹین یا بچیس کہیت ناپ لیتے تو محررون کے پاس آکر زبانی ایکدیگر
کا خسرہ لکہوا دیتے اور جب کسی گانوکی کچہہ سے فارغ ہوجاتے تو دوسرے
گانون کے جانیکے واسطے تیار ہوکر گانون سے باہر ایک جگہہ پر آکر بیٹہہ جاتے
اور زمینداروں کو اُنکے کہیتونکی پیداوار بتاتے اور بعد بحث وتکرار کے فی بیگہہ
دس یا پندرہ من چہوڑکر خسرہ مین نام بنام جنس وار غلہ لکہوا دیتے جسکو
اصطلاح مین نانوین پکانا کہتے تہے یعنی نام بنام سرکاری مطالبہ جو ابتک
گویا خام تہا اُسکو پختہ کرنا۔ اسوقت خوب رشوتین چلتی تہین کیونکہ اسوقت
تک اُنکو غلہ کی تعداد مشخصہ مین کمی بیشی کر دینے کا اختیار تہا مگر نانوین پکجانے
کے بعد کمی بیشی اور کاغذ مین ترمیم کرنا سخت جرم گنا جاتا تہا جسکو خسرہ کاٹنا
بولتے تہے۔ اسیطرح بٹاوے کہلیانون مین جاکر گانون کے ایک مہاجن
سے جو دھڑوائی کہلاتا تہا غلہ وزن کرلتے اور سومن مین سے پندرہ من
گانون کے کمینون کا حق علحدہ کرکے باقی پرگنہ کے رواج کے موافق
تہائی یا چوتہائی یا پانچ دو کے حساب سے بانٹ کر نام بنام اُسکا حساب لکہہ لیتے
اور سرکاری لکہاری اور بٹاوا اپنا کاغذ دیوان کی کچہری مین اور تحصیلدار

کا محرر تحصیلدار کو دیدیتا تہا اور اگرچہ کبہی کبہی نئے آدمی بہی مقرر ہوتے تہے
مگر مستقل صورت یہی تہی کہ کاچہو بٹاوے اور لکہاری ایک ایسا گروہ فصلی
ملازمون کا تہا کہ فصل کے شروع مین اُنہین مین سے انتخاب کرکے بہیجے
جاتے تہے اور دیوان جاتے وقت اُنکا سلام مہاراج کو کرادیتا تہا جسکا
رواج پہلے نہتا اور صرف مہاراج نراندر سنگہہ بہادر کے عہد مین جاری ہوگیا
تہا - اکثر ایسا ہوتا تہا کہ بٹاوون کی غفلت اور سستی سے جب بٹائی مین دیر
ہوجاتی یہہ چیزین بارش وغیرہ سے خراب ہوجاتین اور رعایا کے ہاتہہ غلہ
اُسوقت آتا جبکہ خرید فروخت کا وقت نکل جاتا -
ربیع کے غلہ کی بابت یہہ قاعدہ تہا کہ اگر پیداوار کم ہوئی یا غلہ بارش وغیرہ
سے کچہہ خراب ہوگیا تو سرکار کے حصہ کا غلہ بہی زمیندارون ہی کے حوالہ
کردیا جاتا - اور نرخ مروجہ کی رو سے جسکو اصطلاح مین ہاتہہ کہتے تہے
اور وہ دیوان کے محکمہ سے کچہہ عرصہ بعد مقرر ہوکر آتا تہا تحصیلدار سیاہہ
مین نقد روپیہ زمیندارون کے نام لکہہ لیتا ورنہ وزن ہوکر کوٹہون اور
کہاتون مین بہر دیا جاتا - اور نرخ کی گرانی کے وقت فروخت کیا جاتا
اور ایک یہہ بہی دستور تہا کہ جب کسی کوٹہے کا غلہ فروخت کیواسطے نکالا جاتا

اگر وہ وزن معینہ سے کم نکلتا (جسکا ایک باعث زمینداروں اور عملہ تحصیل کی خیانت اور بدیانتی بھی تھی) اُس کمی کا نصف زمینداروں کے سر ڈالا جاتا جسکو چار و ناچار اُنکو ادا کرنا پڑتا۔

وصول محاصل کے اس طریقہ اور غلہ کے جمع رکھنے سے اگرچہ کبھی کبھی فایدہ بھی ہو جاتا تھا مگر ہمیشہ کی بے انتظامی اور ظلم اسکے لازمی نتیجے تھے ایک طرف سرکار کے مال واجب میں حد سے زیادہ نقصان ہوتا تھا اور دوسری جانب محصل اور کاچھو ٹاوے رعایا پر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے اور وہ رشوت دیکر اُنکے ظلم سے بچنے کی حالت میں اوّل تو بہت سے زیر بار ہوتے تھے پھر اگر بدقسمتی سے ملبہ خانہ[1] میں کسیطرح اسکی خبر پہنچ گئی تو اُس کچہری کا حاکم سخت جرمانوں سے اُنکو نچوڑتا تھا اور ان مقدمات کی تحقیقات میں جو بلا قصد ظلم لوگوں پر ہوتا تھا وہ علاوہ رہا مثلاً بیچارے وہ تھا تھا جنکے جنکو دہڑوای کہتے تھے کاغذات چھین لیے جاتے تھے جنمین عموماً ملبہ کا حساب مندرج ہونا ضروری

[1] یہہ محکمہ مہاراجہ کرم سنگھ بہادر کے عہد میں اُن جرایم کی تحقیقات کیواسطے مقرر ہوا تھا جو کاچھو ٹاؤن وغیرہ عملہ تحصیل سے معاملات مال میں سرزد ہوں اور چونکہ زمیندار لوگ رشوت کا روپیہ اخفا کی غرض سے گانون کے ملبہ سے دیتے تھے اس مناسبت سے اس محکمہ کا یہہ نام مقرر ہو گیا تھا مگر جب سے کچھہ بٹای موقوف ہو گئی یہہ محکمہ بھی موقوف ہو گیا۔ ۱۲ مولف

امر تہا اور وہ مہینون بلکہ برسون تک کچہری مین پڑے رہتے تہے اور پڑے
پڑے اکثر تلف ہو جاتے تہے جس سے اُنکے لین دین کا بڑا نقصان ہوتا
تہا۔ پس ان قباحتون پر نظر کر کے مہاراج نے نقد جمع مقرر کرنیکا ارادہ کیا اور چونکہ
پُرانے فیشن کے اہلکار اس تدبیر کے بہت برخلاف تہے اور اُسی پُرانی لکیر
کے پیٹے جانیکو پسند کرتے تہے خصوصاً دیوان کے اختلاف راے کے
سبب سے اس تدبیر کی کامیابی کی کم اُمید تہی اسلئے براے چندے دیوان
کے عہدہ کی موقوفی مناسب سمجہی گئی اور اُسکی جگہہ ایک عہدہ دار منصرم دیوان
کے لقب سے تہوڑے اختیارات کے ساتہہ مقرر کیا گیا اور ملک کی چار قسمتین قرار
دیکر ہر ایک مین ایک ایک عہدہ دار بنام منصرم حد بست مقرر ہوا جسکا لقب تہوڑے
عرصہ کے بعد اول مہتمم بندوبست اور پہر ناظم ہو گیا جنہون نے پیمایش کی رو سے
دیہات کی حد بست کرا کر حیثیت حالیہ اور بائیس برس کی آمدنی کی اوسط کے
لحاظ سے جو تیس ۳۰ لاکہہ روپیہ سے کچہہ زیادہ تہی ابتدا خریف سمت ۱۹۱۸ سے لغایت
ربیع سمت ۱۹۱۹ اول یکسالہ ٹہیکہ کیا جسکی مقدار تیس ۳۰ لاکہہ اٹہاسی ہزار سے کچہہ زیادہ
تہی پہر اسکے پورا ہونے پر ترمیم و اصلاح کے بعد سہ سالہ تشخیص مقرر کر دیا
جسکی رو سے قریب اُنتیس ۲۹ لاکہہ اونتالیس ۳۹ ہزار روپیہ کے جمع سالانہ قرار پائی جسکو

رعایا نے بخوشی قبول کیا اور اشتہار عام کے ذریعہ سے سب لوگون کو یقین دلایا گیا کہ میعاد مقررہ کے اندر جمع مجوزہ مین کمی بیشی نکیجائیگی۔

واضح ہو کہ یہہ انتظام پُرانے ملک کا تہا اور نارنول کا نیا علاقہ اِس سے مستثنےٰ تہا کیونکہ وہان شروع ہی سے ٹہیکہ مقرر کیا گیا تہا جسکا رواج نوابون کے عہد سے چلا آتا تہا۔

عدالت کے قاعدے اور قانون

مہاراج کرم سنگہہ بہادر کے وقت مین اور اُس سے پہلے عدالت کا جو طریقہ تہا وہ ہم مفصّل لکہہ آئے ہین لیکن مہاراج نرآندر سنگہہ بہادر جب مسندنشین ہوئے تو اُنہون نے مسندنشینی سے تہوڑے ہی دنون بعد عدالت کا یہہ ڈہنگ اختیار کیا کہ ہفتہ مین ایک دن عام مستغیثون کا حال سُنّنے اور عرضیان لینے کے واسطے تجویز کیا اور اس غرض کے لئے پہلے پہل ساون سُدی دسمی سمت ۱۹۰۲ مطابق دویم اگست ۱۸۴۶ع کو عام اجلاس کیا جسمین تراسی [۸۳] عرضیان گذرین اور قریب دو سال تک یہی طریقہ جاری رہا مگر اسکے بعد ہجوم کار کے باعث سے یہہ حکم ہو گیا کہ مقدمات خفیف کی نالش ابتدائً تہانہ مین کیجایا کرے اور تہانہ دار اپنے فیصلہ کی نقل فریقین کو دیدیا کرین اور جو کوئی اُس سے

ناراض ہو تعمیل حکم کے بعد دو مہینے کے اندر عدالتی اور مہاراج کے اجلاس مین نوبت بنوبت اپیل کر سکتا ہے۔

یہہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ اپیل کرنیکا قاعدہ اس ریاست مین جاری ہوا اور اسی ضمن مین محکمہ عدالت مین تہانہ جات سے مقدمات کے ماہواری نقشون کے آنیکا حکم ہوا اور مختصر سا ایک قانون جاری ہوا جسمین مویشی کی چوری کے باب مین حکم تہا کہ مجرم کو ایک برس کی قید اور حسب حیثیت جرمانہ کی سزا دیجاوے ورنہ تین برس کو قید کیا جائے اور بہینس کی بابت فی ماہ آٹہہ آنے اور گائے کی بابت چار آنے اور بیل کی بابت بارہ آنے بعوض دودہ اور کرایہ کے قیمت کے علاوہ مدعی کو دلایا جاوے اور اُنکی قیمت کی چوتہائی کے برابر مہر کہائی (خرچہ مخبری) اور بقدر دسوین حصہ کے ہرجانہ مدعی کو ملے اور چوری بانقب کی بابت حکم تہا کہ مجرم کو تین برس قید اور جرمانہ کی سزا دیجائے اور حق ہی ہنونے کی حالت مین نو برس قید رہے اور مال برآمد ہنو تو مدعی سے قسم لیکر تعین قیمت کرایا جائے اور قتل عمد کے باب مین حکم تہا کہ مجرم بیڑی اور ہتکڑی اور طوق ڈالکر دایم الحبس کیا جائے اور اُسکا تمام اثاث البیت ضبط کیا

له ستمبر ۱۸۶۰ء کی سند مین چونکہ یہہ شرط لکہی گئی تہی کہ قصاص کی سزا سرکار انگریزی کے توسل

جائے لیکن اگر وہ بھی مارا جائے تو اسکا اثاث البیت ضبط نہو اور ارتکاب جرم کی حالت مین مارا جائے تو قاتل سے مواخذہ نکیا جائے اور اگر چور کسیکو زخمی کرے تو زخم کی حیثیت کے موافق پانچ یا دس برس کو قید کیا جائے اور زرخمیانہ اور خوراک حیثیت زخم کے لحاظ سے مجروح کو دلایا جائے۔

گٹہ کٹون اور اچکّون کی نسبت حکم تہا کہ چھ مہینے قید اور جرمانہ ورنہ ایک برس اور حقہ سے نکر سکے تو ڈیرہ برس اور مکرر سہ کرار ارتکاب جرم کی حالت مین دو برس اور تین برس قید کی سزا دیجائے لیکن اگر ملزم عورت پردہ نشین یا دس برس تک کا بچّہ ہو تو مقدمہ کی تجویز عدالتی کی رائے سے ہو۔ اس استثنا کا سبب ہمکو کچھ تحقیق نہین ہوا لیکن غالباً اس سے یہہ غرض ہو گی کہ ماتحت حکام کی بے احتیاطی سے کسی عزت دار عورت یا نابالغ بچہ کو سزا نملجائے۔

رعایائے ملک غیر کیواسطے یہہ لکہا تہا کہ اگر ملزم سرکار انگریزی کی رعیّت ہو اور سرکار کی قلمرو کے اندر گرفتار نہوا ہو (کیونکہ ریاستہائے ہندوستانی سے

ایجنٹ کے استمزاج اور منظوری بغیر ندیجا ہامی تینون ریاستون نے اسکو اپنی آزادی اور اقتدار کے مخالف سمجھکر پھانسی دینا قطعی چھوڑ دیا تہا اور اسکے عوض حبس دوام اور قطع جاید اد کی سزا دینی شروع کر دی تہی لیکن جب سے کہ یہہ شرط منسوخ ہوگئی ہے یہہ طریقہ بھی موقوف ہوگیا ہے اور قتل عمد کے مجرمونکو بعد ادا مقدمہ کی موافق پھانسی یا حبس دوام کی سزا دیجاتی ہے
مولف

جب ہی سزا ہو سکتی ہے جبکہ کوئی انگریزی رعیت ارتکاب جُرم کے بعد حدود
ریاست کے اندر گرفتار ہو) تو مقدمہ حاکم انگریزی کی کچہری مین ریاست کے وکیل کی
معرفت پیش کیا جائے اور ریاستون کی رعایا کے معاملہ مین باہمی رواج کے
موافق عمل کیا جائے۔ ملزمان روپوش کے وارثون کو حکم تہا کہ اُنکو حاضر کرین
ورنہ مدعی کی حق رسی اُنسے کرائی جائے اور جرمانہ بہی لیا جاے بشرطیکہ اُنکا کہانا
پینا اور جائداد مشترک ہو ورنہ مدعی کی حق رسی ملزم کی جایداد سے کرائی جائے
اور اس صورت مین ملزم کی جایداد کی نسبت اُنکی عذرداری ناقابل سماعت ہوگی
اور اگر منجملہ مال مسروقہ کوئی چیز اُنکے ہان سے نکل آئے تو مدعی کی حق رسی تمام
وکمال اُنسے کرائی جائے اور جرمانہ بہی لیا جاے لیکن قید نکیا جائے اور مدعی کی
حق رسی نکرنیکی حالت مین اصلی مجرم کے حاضر ہونے تک قید رکہا جائے
ایسے مال مسروقہ کی بابت جو کسیکو کہین پڑا ملجاوے حکم تہا کہ فوراً پولیس مین حاضر
کردے ورنہ حق رسی کے علاوہ جرمانہ بہی لیا جاویگا اور حق رسی نکرسکیگا تو دو
برس قید رہیگا۔ ایسے اشخاص جنکو تنخواہ مین جاگیر ملی ہو حکم تہا کہ چوری کے مجرمون
کو اپنے اختیار سے سزا نددیا کرین اور مجرم کو مدعی کی حق رسی کے بعد اپنی کیفیت کے
ذریعہ سے عدالت مین حاضر کردیا کرین۔ نمبردارون کی نسبت حکم تہا کہ اگر وہ

چورون سے حصہ لین تو گیارہ گنا جرمانہ لیا جا اور اگر خود جرم سرقہ کے مرتکب ہون تو حقوق نمبرداری ضبط کئے جائین اور عملہ پولیس کی نسبت حکم تہا کہ چوری کے جرم مین پانچ مہینے قید اور جرمانہ اور چورون سے حصہ لین تو تین برس قید اور جرمانہ کی سزا دیجائے اور ثبوت ثانی کی علت مین ایک برس کی قید اور گیارہ گنا جرمانہ لیا جاوے -

ایک برس سے کچہہ زیادہ یہہ قانون جاری رہا اور پہر اس سبب سے کہ اسکے احکام بعض صورتون مین سخت اور بے نسبت اور طبعاً دیر تک قایم رہنے کے لایق نتہے اسمین یہہ ترمیم کی گئی کہ یہہ صرف اُس حالت مین واجب العمل سمجہا جاوے جبکہ ملازم مکرر جرم چوری کا مرتکب ہو اور جو لوگ اسکی روسے قید تہے بقدر مناسب جرمانہ اور فعل ضمانت لیکر چہوڑے جانیکا حکم ہوا -

سمت ۱۹۱۶ مین عدالتی کا عہدہ ٹوٹ گیا اور ملک چار ضلعون پر تقسیم ہو کر ایک ایک عہدہ دار نایب عدالت کے لقب سے مقرر ہوا جنکو حکم تہا کہ وارداتِ سنگین کی اطلاع پہنچنے پر خود موقع پر جایا کرین اور مثل کو اپنی راے کے ساتہہ مہاراج کے اجلاس مین بہیجا کرین اور اپنے ضلع مین دورہ اور مقدمات کی سماعت اور تجویز کیا کرین اور محکمہ صدر مین صرف دو شخص محافظ دفتر کے طور پر قایم رہگئے جو نایب عدالتون

کی رپوٹین مہاراج کو سُناتے اور پروانے لکھکر مہاراج کی دستی مُہر کے ثبت ہونیکے لئے (کیونکہ ایسے عہدہ دارون کے نام مُختصر کی مُہر سے پروانہ لکھا جانا خلافِ عزّت سمجھا جاتا تھا) منشیخانہ مین بہیجدیتے تھے مگر یہہ طریقہ تھوڑے ہی عرصہ قایم رہا اور پھر ایک عہدہ دار منصرم عدالت کے نام سے مقرر ہوا جو نایب عدالتون کی رپوٹون اور لوگون کے اپیلون پر اپنی راے لکھکر مہاراج کے حضور مین پیش کرتا تھا اور اُسکے ساتھہ دو پنڈت اور دو مولوی بھی کچہری مین بیٹھتے تھے اور چونکہ بہت عرصہ سے لوگون کو یہہ عادت پڑی ہوئی تھی کہ گستاخی کے خیال سے اپنی راے کے ظاہر کرنے سے بہت بچاتے تھے راے لکھے بغیر کاغذات کے پیش کرنے کی ممانعت ہوئی اور مقدمات قرضہ مین چہارم کا لیا جانا موقوف ہوکر رقم وصولی پر فیصدی[۱] دس روپیہ مدعی سے بطور رسوم لئے جانیکا حکم ہوا اور ہدایت ہوئی کہ مقدمہ دیوانی کا ہو خواہ فوجداری کا تھانہ مین ڈیڑہ روپیہ مہینہ اور بالادست محکمون مین اُنکی ترتیب کے لحاظ سے اِس سے دوگنا اور تگنا بطور خرچہ لیا جاکر نصف فریق مغلوب کو دیا جاے اور نصف سرکار مین رہے اور مہاراج کے اجلاس مین

[۱] یہہ فیس منوسمرتی کے باب ہشتم کے اشلوک اکیسواں انتالیس کی رو سے قدیم زمانہ سے ہندو راجاون کے ملک مین لیجاتی رہی ہے اور اسکا ذکر الفنسٹن صاحب نے بھی اپنی کتاب مین کیا ہے ۱۲ مولف

اپیل کرنیکی میعاد دو مہینے سے تین مہینے کی گئی اور منسوخی اُس حکم کے جو سمت ۱۹
کے اخیر مین جاری ہوا تہا تہانہ دارون کو پہر اختیار دیا گیا کہ سو روپیہ سے کم کی
چوری کے مقدمات مین مدعا علیہ کی حیثیت کے موافق جرمانہ تجویز کر دیا کرین
اور اگر قید کی ضرورت ہو تو مقدمہ نائب عدالت کی کچہری مین منتقل کیا جاے
اور اس سے زیادہ کی چوری کے مقدمات مین نایب عدالت صرف قید کی
سزا دیا کرین اور اوّل ماہواری اور پہر پانزدہ روزہ نقشے بہیجنے کا نائب
عدالتون کو بہی حکم ہوا اور ہدایت ہوئی کہ تہانون سے واردات کے پانزدہ
روزہ دو نقشے عدالت ضلع مین آیا کرین جنمین سے ایک محکمہ صدر مین بہیجا جاے
سمت ۱۹ کے شروع مین بغرض حسن انتظام پولیس شہرون اور قصبون مین
کوچہ بندی کا حکم ہوا اور مقدمات زنا کی تحقیق اور تجویز کے واسطے ایک دستور العمل
جاری ہوا جسکی رو سے بغیر ثبوت کامل یعنی بغیر اسکے کہ ملزم حالت زنا مین
گرفتار ہون یا خود اقرار کرین یا کوئی اور ایسی ہی وجہ کامل پائیجاے سزا دینے
کی ممانعت ہوئی اور یہہ نامناسب رواج جو بہت عرصہ سے چلا آتا تہا کہ عورت
جسکا نام لیتی تہانہ دار اور کوتوال اُسکو پکڑ لیتے بلکہ اُسکو دق کر کے اُسکے نئے
پُرانے دوستون کے نام پوچہتے اور اکثر ایسا ہوتا تہا کہ شریر عورتین جس

کسی سے ذرا شک ہوتی اُسیکا نام لیدیتی تہین اور وہ فوراً گرفتار کرلیا جاتا تہا اور بغیر اسکے کہ کوئی اور وجہ ثبوت پیش کیجائے صرف عورت کا کہدینا ہی کافی سمجہا جاتا تہا اور اُسکی رہائی جرمانہ دیئے بغیر ہرگز نہوتی تہی موقوف ہوا اور یہہ ہدایت ہوئی کہ جب اِس جرم کا وقوع قریب کے رشتہ دارون یا ایسے لوگون مین جنکا گوت ایک ہو ہوا ہو یا مرد نیچ یعنی نہایت ذلیل قوم (مثلاً چوڑہے چمار) کا ہو کر کسی اُونچی ذات کی عورت سے اُسکی رضامندی سے زنا کا مرتکب ہو تو مرد کی کُل اور عورت کی نصف جائداد (جسکو سنسکرت مین استری دہن کہتے ہین) جرمانہ مین لیجائے اور اگر مرد مفلس محض ہو تو ایک برس کی قید کے بعد تشہیر کرکے نکالدیا جائے اور اگر زنا بالجبر ہوا ہو تو اثاث البیت کی ضبطی کے سوا مجرم چہہ مہینے تک قید رکہا جائے اور اگر جبر کے باعث سے عورت مرجائے تو مجرم کو جرم قتل کی سزا دیجائے اور اگر جرم کا وقوع کسی ایسی عورت کے ساتہہ ہوا ہو جسمین مذکورہ بالا شرائط پائی جائین اور ارتکاب بجبر ہوا ہو تو مجرم کی آدہی جائداد جرمانہ مین لیجائے اور مفلسی کی حالت مین چہہ مہینے کیواسطے قید کیا جائے۔ اور رہائی کے وقت اُس سے لکہوالیا جائے کہ دوبارہ ارتکاب جرم کی حالت مین کل جائداد ضبط ہو کر شہر سے نکالدیا جائیگا

اور اگر جرم برضامندی واقع ہوا ہو تو دونون سے حسب حیثیت جرمانہ لیا
جائے۔

واضح ہو کہ ایسے مقدمات مین مالدار لوگون سے پانچ پانچ اور کبھی دس
دس ہزار روپیہ تک ہی جرمانہ لیا جاتا تہا اور جب کبھی کوئی ایسا مقدمہ ہاتہہ آجاتا
تہا تو حاکم اسکو اپنے سوخ کا باعث سمجھتا تہا حالانکہ ایک اور ایسے ہی مقدمہ مین
پانچ یا دس روپیہ پر ہی قناعت کیجاتی تہی اور عورت سے تو ہمیشہ ہی ایسی
رعایت برتی جاتی تہی۔ اس قانون کے رو سے اس جرم کے واسطہ دار
اور دلال اصل مجرم سے چوتہائی سزا کے مستحق تہے اور اسقاط حمل کے
باب مین یہہ حکم تہا کہ اگر ایسے وقت کیا یا کرایا گیا ہو جبکہ جنین مین جان
پڑ چکی ہو تو مجرم کا کل اثاث البیت ضبط کیا جاکر جلاوطن کیا جائے اور اگر اس
سے پہلے ہوا ہو تو حیثیت کے موافق جرمانہ لیا جائے۔

اب پہر عدالتی کا عہدہ قایم ہوا اور کچہہ عرصہ کے بعد اسکا ایک نایب مقرر
ہوا اور بدستور سابق ایک سررشتہ دار مقرر کیا گیا جو مہاراج کی منشی بہی کرتا
کرتا تہا مگر عدالتی اور اسکے نایب کے اختیارات کی کچہہ تصریح نہین کی گئی
اسوقت کچہری عجیب ڈہنگ سے ہوتی تہی۔ عدالتی صاحب علی الصباح کچہری مین

آتے تھے اور ۱۲ بارہ بجے تک بیٹھے رہتے تھے اور پھر دو بجے سے
اکثر تین چار گھڑی رات گذرے تک کچہری کرتے تھے مگر مجھکو خوب یاد ہے
(کیونکہ مین سررشتہ دار تھا) کہ مقدمہ ایک ہی آدھ طے ہوتا تھا اور یہہ تمام وقت
دوستانہ ملاقاتون اور بات چیت اور ایسے ہی اور امور مین صرف ہو جاتا تھا
اور کچہری مین اسقدر ہجوم اور بے ترتیبی رہتی تھی کہ اکثر اوقات عدالتی صاحب
کی مسند کے قریب ہی بہت ہی کم جگہہ خالی رہتی تھی اور اسپر کیا منحصر ہے دیوان
اور بخشی کی کچہری کا بھی یہی حال تھا اور کوئی معاملہ طے ہوتا ہو یا نہو مگر جو عہدہ دار
بہت دیر تک کچہری مین بیٹھتا وہی اپنے کو بڑا کارگذار سمجھتا تھا۔

خیر یہہ جملہ تو معترضہ تھا اب اصل مطلب سُنیے کہ خون بہا کی بابت جو یہہ رواج
چلا آتا تھا کہ ڈہائی سو روپیہ نقد یا قاتل کے کھیتی کرنے کی زمین یا اُسکے خاندان
سے کوئی ناطہ مقتول کے وارثون کو دلایا جاتا تھا اور شبہہ تھا کہ یہہ سب معاوضے
بالاشتمال بھی دلائے جا سکتے ہین یا نہین سمت ۱۹۱۱ مین ایک ضلع کے نائب عدالت
کی تحریک سے اسکی تصریح کی گئی اور لکھا گیا کہ یہہ تینون معاوضے مجموعًا نہین دلائے
جا سکتے بلکہ انمین سے صرف ایک جسپر مدعی رضامند ہو دلایا جاے۔

خون بہا کا یہہ طریقہ معلوم نہین کہ اس ملک مین کب سے جاری ہوا لیکن [illegible]

گمان ہوتا ہے کہ اُس تاریک اور پر آشوب زمانہ مین جبکہ سلطنت مغلیہ کا
زوال شروع ہوا اور بیرونی حملون اور ملک کے اندرونی فتنہ و فساد اور حاکمون
کے جلد جلد انقلاب اور کمزوری کے باعث سے عدالت کے قاعدے اور قانون
برباد ہو گئے اور لوگون کی طبیعتون مین ایک خطرناک آزادی پیدا ہو گئی اور
زمین وغیرہ کے ذرا ذرا سے جہگڑون پر خون خرابے ہونے لگے
اور عداوت اور انتقام کے جوش سے قتل اور خون ریزی کی وارداتون
کو ترقی ہوئی اوّل اوّل سمجھ دار اور دور اندیش لوگون کی پنچایت کے ذریعہ سے
اسکا ایجاد ہوا ہوگا اور پھر رفتہ رفتہ اہل حکومت نے بھی اسکو پسند اور اختیار
کر لیا جو اگرچہ شایستہ اور پُر امن زمانہ کے مناسب حال نہین سمجھا جا سکتا خصوصاً
جبکہ نقد خون بہا کی قلت مقدار پر خیال کیا جائے مگر ایسے وقت مین جیسا کہ
گذشتہ صدی مین اس ملک مین تہا دشمنی اور انتقام کے خیالات کے مٹانے اور
صلح اور محبت کے وسایل کو تقویت دینے کے لئے بے شبہہ مفید تہا۔[1]

---

[1] افسوس ہے کہ ملک راجپوتانہ مین ابتک بھی اُس پر آشوب تاریک زمانہ کا نمونہ باقی ہے اور
اکثر حالتون مین انسان کی جان بہت کم قیمت سمجھی جاتی ہے چنانچہ دستور العمل پنچایت وکلا
جو کرنل جان بروک صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے عہد مین تجویز ہو کر چھپا پا گیا اسکے بہتروین فقرہ
مین لکھا ہے کہ جب گرفتار کرنا اصل مرتکب واردات سنگین کا ناممکن ہو تو خون بہا اتنا دلا سکتے

سمت مذکورہ بالا کے خاتمہ کے قریب عرضہ کے مقدمات کیواسطے ایک
حد سماعت مقرر ہوا اور تہانون اور نائب عدالتون کی کچہری مین بدمعاشون کے
نام کی کتاب رکہنے اور مقدمہ کی تجویز کے وقت اُسپر لحاظ کئے جانیکا حکم ہوا اور چونکہ
اکثر حکام لوگون سے مچلکہ[۵۶] لکہانے مین مچلکہ لکہنے والے اور مقدمہ کی حیثیت
کا لحاظ نکرتے تہے اور اس سبب سے تعمیل مین بڑی دقت پڑتی تہی اسلئے اسکی
قطعی ممانعت ہوئی اور ایک یہہ قاعدہ جاری ہوا کہ جس مقدمہ مین ہندو مذہب کا
لگاؤ ہو اُسکی مثل محکمہ صدر مین بہیجی جایا کرے اور عدالت موصوف پنڈت صاحب
سے جو ہمیشہ اس کام کیواسطے مقرر رہتے ہین اُسمین بیوستہ (فتویٰ) لیکر تعمیل
کے واسطے واپس بہیجدیا کرے۔ ۵۷

ہین کہ جتنا نقصان مریں اُس شخص کے اُسکے متعلقون کا ہو اور سب سے کم درجہ آدمی کے لئے ڈیڑہ سو روپیہ سے کم نہو نچاہئے

۵۶ مچلکہ اقرارنامہ کیطرح کا ایک کاغذ ہوتا تہا جو ملزم سے تحقیقات الزام کی حالت مین لکہایا جاتا تہا اُوسمین یہہ
شرط کے بابت درج ہوتی تہی کہ ثبوت جرم کی حالت مین مقرر تعدد روپیہ ادا کریگا اور اسکو ایک خوف دینے ملزم کے
دہمکانے اور اصل حال کے کہلجانیکا سمجہا جاتا تہا۔ مولف ۱۲

۵۷ یہہ قاعدہ ابتک بہی جاری ہے اور بیوستہ کے احکام ناطق سمجہے جاتے ہین لیکن عدالت شروع ہی
اس بات کی نگہدار رہی ہے کہ اگر بیوستہ خلاف مقتضای وقت ہو تو اُسکو جاری نکرے اور پنڈت صاحب
کو ہدایت کرے کہ کوئی اور ایسی سزا تجویز کرین جو عدالت کے رواج اور عام قوانین کے مخالف نہو اور چونکہ

اسکے بعد قریب دو سال تک کوئی نیا ضابطہ جاری نہین ہوا جسکا بڑا سبب کلکتہ کا طول طویل سفر اور اور ایسے ہی اسباب تھے لیکن سمت ۱۹۱۳ کے وسط مین مہاراج نے اپنے سوتیلے بہائی **کنور دیپ سنگھ صاحب بہادر** کو امین غ کا حاکم اعلی مقرر فرمایا جو شخصی حکومت کے اصول کے لحاظ سے اکثر تجربہ کار لوگون کے نزدیک خلاف مصلحت تہا اور چونکہ وہ صرف تہوڑا سا گورمکہی ہی پڑہے تہے اور کسی ملکی کام کے کرنیکی مہارت ہی تھی اسلئے حکم ہوا کہ عدالتی اور ایک دو اور پرانے اہلکار مقدمات کی تحقیق اور تجویز مین انکو مدد دیا کرین - اور جیلخانہ کے انتظام اور اصلاح کارروائی کے باب مین مفصلہ ذیل قواعد جاری ہوئے -

اوّل یہہ کہ جیلخانہ مین ایک ایسی کتاب مرتب ہے جسمین قیدیونکی قید اور رہائی کی تاریخ وغیرہ درج ہو اور جب کسی شخص کی میعاد ختم ہو دا روغہ بیڑی کاٹ کر رپوٹ کے ذریعہ سے اسکو عدالت مین رہائی کیواسطے بہیجے

دہرم شاستر کی رو سے راجہ کو ایسے روپیہ کا جو مذہبی مقدمات مین بطور ڈنڈ (جرمانہ) لیا جاتا ہے خزانہ مین داخل کرنا مکروہ ہے اسلئے جو روپیہ اس قسم کے مقدمات مین آتا ہے بطور امانت علحدہ رکہا جاتا ہے اور جب معقول تعداد جمع ہو جاتی ہے تو کسی خیراتی کام مین لگا دیا جاتا ہے - ۱۲ - مولف

اور اگر اُس سے کسی قسم کے ضمانت کے لئے جانیکا حکم ہو تو اسکا ذکر بھی رپوٹ مین لکھدے۔

دوسرے یہہ کہ صبح شام قیدیونکی گنتی لیجاے اور خلاف قواعد محبس کوئی چیز اُنکے پاس رہنے نپاے اور روزمرہ عدالت مین مفصل حال سے تحریری اطلاع دیجاے۔

تیسرے۔ صفائی کا بخوبی اہتمام کیا جاے اور ایسا بندوبست کیا جاے کہ جیلخانہ مین کسی قسم کی عفونت پہیلنے نپاے۔

چوتھے۔ قتل عمد اور ڈکیتی وغیرہ جرایم سنگین کے مجرم علحدہ علحدہ مکانونمین رکہے جائین اور بلا ضرورت باہر آنے نپائین لیکن اس بات کی احتیاط کیجاے کہ مکان کے ناقابل ہونیکی وجہ سے موسم کی شدت سے تکلیف نہو۔

پانچوین۔ عورتین مردون سے علحدہ رہین اور اُسکے سوا جسنے خون کیا ہو کسی عورت کے بیڑی نڈالی جاے۔

چھٹے بقدر ضرورت حفاظت کیواسطے سپاہی مقرر کئے جائین اُور اُنکے رہنے کیواسطے جیلخانہ سے باہر مکان بنایا جاے اور اُنکے سلاحات صفائی اور ترتیب کے ساتھہ رکہے جائین اور سیقدر جنگی کارتوس بھی اُنکے پاس رہین

اور وہ مسلح ہوکر پہرہ دیا کرین اور اُنکو قطعاً قیدیون سے ربط و التیام پیدا کرنیکی ممانعت کیجاوے۔

ساتوین داروغہ ہر روز قیدیونکی زنجیرین بچشم خود دیکہا کرے اور رات کو بیڑی کے علاوہ بیل[1] بہی ڈالی جاوے اور جیلخانہ کا پہاٹک سر شام بند کیا جاے مگر پہر رات گذرے تک آمد و رفت کیواسطے کہڑکی کہلی رہے اور قیدیون سے مشقت مقررہ کے سوا اور کچہہ کام نہ لیا جاے اور کوئی قیدی مشقت سے معاف نہ کیا جائے لیکن اگر کوئی قیدی مشقت کرنیسے بسبب کسی امر خاص کے مجبوری ظاہر کرے تو بعد منظوری حاکم عدالت دو آنے یومیہ اُس سے مشقت کی عوض لیا جائے۔

آٹہوین علاج کیواسطے طبیب اور جرّاح مقرر کئے جائین اور دوا سرکار سے دیجائے اور طبیب اگر ضرورت سمجہے تو عدالت کی منظوری کے بعد بیمار کی بیڑی نکلوادے اور سونیکے لئے چارپای دیجائے اور خدمت

---

[1] بیل لوہے کی ایک ایسی زنجیر کو کہتے ہین جو احتیاطاً رات کیوقت قیدیون کے ایک ایک پانون مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک ڈالدی جاتی ہے اور اسکے دونون طرف قفل لگا دیا جاتا ہے یہہ بندوبست خرابی طرز مکان کے باعث تہا اور ابتک بہی قایم ہے جو آیندہ قابل اصلاح ہے۔ ۱۲ مولف

قیدی اُسکی خدمت کیواسطے مقرر کئے جائیں۔

نوین قیدیون سے چہ گہنٹے مشقت لیجائے اور نواڑ۔ شطرنجی ۔کمبل اور قالین وغیرہ بنانا سکہایا جاے۔ اور ہرایک قیدی سے وہ مشقت کرائیجائے جو اُسکی طاقت جسمانی کے موافق ہو۔

دسوین قیدیون کا کہانا ایک علحدہ مکان مین خود قیدی ہی تیار کرین مگر وہ ایسی قوم کے ہونے چاہئین جنکے ہاتہ کا پکا ہوا کہانا ازروے مذہب ہرکوی کہا سکے اور اجازت ہوی کہ اگر کوی اپنا کہانا آپ تیار کرنا چاہے تو تیار کرے۔

گیارہوین۔ میعادی اور زیر تجویز قیدی علحدہ علحدہ رہین اور جب کوی نیا قیدی جیلخانہ مین آئے جیلخانہ کے پہاٹک پر داروغہ کے سامنے اُسکی تلاشی لیجائے اور جو کچہ اُسکے پاس سے برآمد ہو بذریعہ رپوٹ عدالت مین بہیجدیا جائے۔

بارہوین۔ فی قیدی تین سیر خام آٹا اور دال اور نمک بقدر ضرورت کہانیکو دیا جائے اور یہہ سب چیزین اچہی اور صاف اور وزن مین پوری ہون اور احتیاط کیجائے کہ کوی شخص اُسمین بیجا تصرف نکرسکے اور اسبات

کی ممانعت ہوئی کہ قیدی اپنی معمولی خوراک اپنی مرضی سے کسی اور چیز
کے ساتھ بدل لیں یا اپنے گھر سے بغیر حکم عدالت کے کوئی کھانیکی چیز
منگوائیں۔

تیرہوین۔ بیڑیان ہمیشہ صاف رکھی جائین اور اُنکا وزن عموماً ایک
سیر پختہ سے زیادہ نہو مگر جو قیدی شریر یا مقدمہ سنگین کا مجرم ہو یا اُسکے فرار
کا احتمال ہو یا کوئی اور ضرورت خاص ہو تو اُسکی بیڑی بہاری کیجانی جائز ہوگی

چودہوین۔ حاکم عدالت ہر ہفتہ جیلخانہ مین جاکر ہر ایک قیدی کی حالت
کو بچشم غور دیکہا کرے اور اگر کسی قیدی کیطرف سے فرار یا فساد کا شبہ
ہو تو داروغہ فوراً عدالت مین رپوٹ کیا کرے اور وہ فوراً اور قیدیون سے
علحدہ کیا جائے۔

پندرہوین۔ جمعہ کے دن غسل اور حجامت اور کپڑے دہونیکے لئے
چہٹی دیجائے اور یہہ سب کام قیدی خود کرین۔

اس دستور العمل کے اجرا سے پہلے جیلخانہ کا انتظام نہایت خراب تہا اور
قیدیون کی خوراک اور پوشاک کا انتظام سرکار سے بجز اسکے کچہہ نہتہا کہ خیرات
کے صیغہ سے سوا پانچ من خام آٹے کی روٹیان ٹوکریون مین رکہکر روزمرہ جیلخانہ

پہنچائی جاتی تہین اور سردی کے موسم مین چند لحاف ملجاتے تہے جنکو
داروغہ اپنی مرضی سے قیدیون کو تقسیم کردیتا تہا دوا علاج کا بہی کچہہ معقول بندوبست
نتہا مگر خاص خاص قیدیون کیواسطے داروغہ کی مہربانی سے سرکار کے دواخانہ
سے دوا ملجاتی تہی - بیڑیونکی یہہ کیفیت تہی کہ اکثر ڈنڈے دار اور بہت بہاری
ہوتی تہین اور داروغہ جس قیدی سے ذرا ناراض ہوجاتا یا واقعی وہ شریر
ہوتا تو بیڑی کے علاوہ قریب گز بہر کا لوہے کا ایک بہاری ڈنڈا بہی ڈالدیا جاتا
تہا جسکے سبب سے قیدی کی ٹانگین کہلی ہوئی محال تہین اور چلنے پہرنے مین
نہایت تکلیف ہوتی تہی - قیدیون کو داروغہ اور سپاہیون کی خدمتگاری
کرنی پڑتی تہی اور ذرا ذرا سے قصور پر خوب پٹتے تہے اور یہہ ایک عجیب
دستور رایج تہا کہ جب کوئی قیدی چہوٹتا تو اُسکو سپاہیون کو کسیقدر پیسے
قیدرہنے کے دنون کے حساب سے دینے پڑتے تہے جو اکثر بان بٹ کر
اور اُسکو بیچکر اسی دن کیواسطے قیدی اپنے پاس جمع رکہتے تہے اور اگر
اُسکے پاس کچہہ دینے کو نہوتا تو کوئی تانبے یا پیتل کا لوٹا وغیرہ چہوٹا بڑا برتن
جو اُسکے پاس ہوتا یا کوئی نیا کپڑا جو اُسنے اپنی کمائی سے بنایا یا اُسکے وارثون
نے پہنچایا ہوتا وہ دے دیتے تہے مگر اس سبب سے کہ قیدی بہی تہوڑی ہی

ہوتے تہے (کیونکہ اکثر جرمانہ ہی کی سزا دیجاتی تہی) اور اسکی ممانعت تھی کہ اُنکا کوئی وارث یا دوست اُنکے لیئے کہانا پہنچائے اور بعض قیدی جنسے داروغہ کو کسی قسم کی رعایت ہوتی داروغہ کی اجازت سے جیلخانہ کی سپاہی کے ساتہہ جاکر دونون وقت اپنے گھر پر کہانا کہا آتے تہے۔ قیدیون کو خوراک کی طرف سے کچہہ زیادہ دقت نہوتی تھی۔

اب اگرچہ انمین سے اکثر خرابیون کا علاج ہوگیا مگر جیلخانہ کا مکان ایسا تنگ اور ناقابل تہا کہ اُسکے باعث سے اس دستور العمل کے اکثر احکام کی تعمیل قریب ناممکن کے تہی اور چونکہ برخلاف رواج سابق اب قید کی سزا زیادہ دیجاتی تہی اِس سبب سے اور بہی دقت تہی۔ چنانچہ مجکو یاد ہے (کیونکہ اس سے تہوڑے ہی دنون بعد مین نایب عدالت کے عہدہ سے ترقی پاکر عدالتی کے عہدہ پر مقرر ہوگیا تہا) کہ مجبوراً مجکو ایسی تدبیرین کرنی پڑتی تہین کہ جنسے قیدیونکا ہجوم کم ہو اور جبتک ایک وسیع مکان تجویز نہوا یہہ دقت بدستور قایم رہی۔

سمت مذکورہ بالا کے اخیر مین مقدمات قرضہ کی سماعت کیواسطے نو برس کی میعاد مقرر ہوئی اور تہانہ دارون کو پچاس روپیہ اور نایب عدالتون کو ایکہزار روپیہ تک کے مقدمات کی سماعت کا اختیار دیا گیا اور اِس سے زیادہ مقدار

کے مقدمات کیواسطے حکم ہوا کہ عدالتی کے محکمہ مین رجوع کیے جائین اور فیصدی دس روپیہ جو رقم وصولی پر مدعی سے نقد لیا جاتا تہا موقوف ہوکر اراضیات مزرعی اور اُنکے متعلق حقوق کے مقدمات کے سوا (کیونکہ اسکے واسطے کوئی تجویز نہین ہوئی تہی) تمام مقدمات دیوانی کے واسطے بشرح ذیل فیس لیے جانیکا حکم ہوا یعنی سولہ روپیہ تک آٹھ آنے ۔ بتیس تک ایکروپیہ ۔ چونسٹھ تک دو روپیہ ۔ ڈیڑہ سو تک چار روپیہ اور اسی حساب سے لاکھہ روپیہ تک سات سو روپیہ اور ایک لاکھہ سے اوپر عموماً ایکہزار اور فوجداری اور دیوانی کے متفرق عرائض کے سوا جنپر فی قطعہ چار آنے بطور فیس مقرر ہوئے ۔ فوجداری مقدمہ کی ابتدائی عرضی ۔ مختارنامہ ۔ رہن نامہ ۔ ضمانت نامہ ۔ اقرارنامہ ۔ قبولیت نامہ ۔ بیعنامہ ۔ راضی نامہ وغیرہ آٹھہ آنے کی قیمت کے کاغذ[۵۱] پر لکھے جانیکا

[۵۱] یہہ کاغذ جو بطور فیس عدالت کے مقرر کیا گیا تہا مستطیل شکل کا ایک فٹ لمبا اور چھہ انچ چوڑا تہا جسکی پیشانی پر تقریباً تین انچہ کے سفید چوکر پان کی شکل کی چھوٹی سی مہر لگادی جاتی تہی جسکے متن مین بخط فارسی اور حاشیہ مین بخط گورمکھی لفظ (سری اکال سہائے) اور سمت بکرماجیتی کندہ تہے اور اسکے نیچے جلی قلم سے شرح قیمت لکہی جاتی تہی اور ٹہیک مہر کی پشت پر کاغذ کی دوسری طرف قیمت کی رقم حسابی تحریر ہوتی تہی اور جسطرف مہر کیجاتی تہی مہر سے بائین طرف گوشہ پر سنات کا نمبر شمار فارسی ہندسوں مین لکھا جاتا تہا اور پشت کاغذ کے ایک گوشہ پر داہنی طرف صفحہ کے خاتمہ

حکم ہوا اور مقدمات دیوانی کے متعلق لوگون کی طلبی جو پولیس کی معرفت ہوتی تہی موقوف ہوئی اور مذکوریون کی معرفت اُنکے طلب کیئے جانیکا حکم ہوا جنکو شخص مطلوب کی جائے قیام کی مسافت کے لحاظ سے فی کوس ایک آنہ دیا جاتا تہا اور مقدمہ کے خرچہ مین محسوب ہوکر شخص مغلوب سے فریق ثانی کو دلایا جاتا تہا لیکن سمت ۱۹۱۴ کے شروع مین یہہ قاعدہ ترمیم ہوگیا اور مذکوری کو دو آنے یومیہ دیا جاکر باقی زر طلبانہ کے سرکار مین جمع کرنیکا حکم ہوا۔ خرچہ کا قاعدہ جسکا ذکر ہم پہلے لکہہ آئے ہین منسوخ ہوا اور مقدمہ دیوانی کے دوران کی حالت مین مدعا علیہ کو قید کرنیکی ممانعت ہوئی اور ہدایت ہوئی کہ روپوشی کے احتمال کی حالت مین ضمانت لیجایا کرے اور مستغیثونکی عام عرائض کیواسطے محل [illegible]وازہ کے آگے ایک متقفل صندوقچہ رکہا جانے لگا جو مہاراج کے روبرو کہولا جاتا تہا اور سب کاغذات کو وہ خود ملاحظہ فرماتے تہے جس سے ابتدا مین اگرچہ کسیقدر فایدہ ہوا لیکن اخیر مین لوگون نے اُسکو غمازی اور جہوٹ اور اپنے دشمنون کی ہجو حقارت لکہکر اپنے

کے قریب فروخت کا نمبر اور یہہ عبارت (یہہ کاغذ قیمتی فلان بقدار کا فلان شخص ولد فلان کے پاس تاریخ فلان ماہ فلان مین فروخت کیا دستخط فروشندہ) لکہی جاتی تہی- لیکن اب قریب دو سال سے اسکی ساخت مین یہہ ترمیم ہوگئی ہے کہ جو عہدہ دار اس کام پر مقرر ہے وہ مہر کے پاس اپنا نام ہی لکہدیتا ہے -۱۲ مولف

دل کی بہڑاس نکالنے کا ذریعہ بنالیا اور اس سے چند روز بعد محکمہ صدر کا کام
تقسیم ہوکر فوجداری اور دیوانی کے دو حاکم علیحدہ علیحدہ مقرر کئے گئے جو کوتوال
پٹیالہ (جسکو نایب عدالتون کے برابر اختیار تہا) اور نایب عدالتون کے
فیصلون کے اپیل سنتے اور اُن مقدمات کی سماعت اور تجویز کرتے تہے جنکی
تصفیہ کا حکام ماتحت کو اختیار نہ تہا۔ اب چونکہ اس برس کا مشہور و معروف غدر ایسا
نتہا کہ اُسکے انتظام کو چھوڑکر اور طرف توجہ کیجاتی اسلئے اس سال کے خاتمہ تک
اور کسی قسم کا تغیر تبدل اس صیغہ مین نہین ہوا مگر اگلے برس فوجداری کے دفترون
کی ترتیب کیواسطے بشرح قواعد جاری ہوے اور یہہ قاعدہ جاری ہوا کہ دیوانی
کے ابتدائی محکمہ مین جسقدر قیمت کا اسٹامپ استعمال کیا جاے اُس سے نصف قیمت کے
کاغذ پر اپیل کیا جاے اور جب کوئی سنگین مقدمہ عدالت صدر مین تجویز کے واسطے
بہیجا جاے تو مثل کے ساتہہ نقشہ کے طور پر ایک ایسا کاغذ بہیجا جاے جسمین مقدمہ کا
نمبر اور مدعی اور مدعا علیہ کا نام مع کوایف ضروری اور خلاصہ جرم اور تاریخ وقوع
واردات اور مدعا علیہ کی گرفتاری کی تاریخ اور دلایل ثبوت جرم اور مدعا علیہ کی
صفائی کے گواہون کے نام اور تحقیقات کا خلاصہ درج ہو۔

سمت ۱۹۱۶ کی پہلی تاریخ کو قوانین تعزیرات کا ایک مجموعہ مرتب ہوکر جاری ہوا

جسکی رو سے قتل[1] عمد یعنی کوئی ایسا فعل کرنا جو عادتاً انسان کی موت کا باعث ہو یا بظن غالب اُس سے کسیکے مرجانیکا احتمال ہو اور اُسکے اثر سے کسیکا مر جانا — قتل[2] کے ارادہ سے زخمی کرنا۔ قتل شبہ عمد[3] یعنی کسی شخص کے جان سے مار ڈالنے کی نیّت سے کوئی ایسا فعل کرنا جس سے غالبًا انسان ہلاک نہوتا ہو اور اُس سے کسیکا مر جانا۔ ڈکیتی[4] یعنی ایک یا چند شخصون کا عام اس سے کہ مسلح ہون یا غیر مسلح دِنکو یا رات کو خشکی یا تری مین کسی شخص یا اشخاص کے لوٹنے کے ارادہ سے چڑھ آنا جسمین کسی مجرم کی گرفتاری کے وقت پولیس کا مقابلہ کرنا بھی داخل ہے۔ رہزنی[5] یعنی کسیکو رستہ چلتے لوٹ لینا۔ نقب زنی[6] یعنی دیوار یا چھت یا خیمہ یا چھپر چیر کر یا قفل توڑ کر یا کواڑ اُتار کر یا چھپر کا ایک گوشہ اُٹھا کر دن کو یا رات کو بارادۂ فاسد کسیکے گھر مین داخل ہونا۔ چوری[7] بلا نقب۔ چوری[8] بذریعہ کہلانے زہر یا اشیاء ہوش رُبا کے۔ چوری[9] مویشی یعنی پالتو چار پائے جانورون کی۔ چوری[10] اطفال کی بغرض بردہ فروشی یا کسی ارادۂ فاسد کے۔ انسان[11] کا خریدنا یا بیچنا۔ لینا[12] یا خریدنا کسی مسروقہ یا مغصوبہ شے کا ٹھگی[13] یعنی مال حاصل کرنیکی غرض سے حیلہ دیدہ و دانستہ کوئی ایسا فعل کرنا جس سے انسان مر سکتا ہو۔ خانہ جنگی[14] یعنی زد و ضرب و فساد باہمی جو واسطے مطالبہ

یا بچاؤ کسی مال یا حیثیت کے یا کسی اور وجہ سے فریقین کیجانب سے واقع ہو عام اس سے کہ پہلے سے تیاری کی گئی ہو یا یکایک ظہور مین آئے - دنگہ[15] و زد و کوب خفیف - گاؤکشی[16] آتش زنی[17] - جعلسازی[18] یعنی فریب سے کسی کی مہر یا دستخط یا کسی نوشتہ کا کسیکی ایذا یا نقصان کی غرض سے بنالینا یا ایسے کاغذ کو دیدہ و دانستہ جاری یا بطور دستاویز صحیح کے مشتہر یا فریباً اثر پذیر کرنا - بنانا[19] یا چلانا قلبی سکّہ کا - دروغ حلفی یا ترغیب دروغ حلفی یعنی حلف اُٹھا کر یا زبانی اقرار ایمانی کر کر دیدہ و دانستہ کوئی جھوٹی بات کسی مقدمہ کی تحقیقات کے متعلق کسی حاکم با اختیار کے روبرو بیان کرنا یا کروانا - زنا بالجبر یعنی کسی نامحرم عورت کو بجبر قابو مین لا کر یا بیہوش یا بلاکت یا ضررسانی کی دہمکی سے رضامند کر کر یا جبکہ اُسکی رضامندی اُسکی غلطی فہم کے سبب سے حاصل ہوئی ہو یا جبکہ اُسکی عمر نو برس سے کم ہو اُس سے قربت یا قصد قربت کرنا - مباشرت[20] با محرمات[21] یعنی ایسی عورت سے قربت کرنا جس سے مذہب کی رو سے عقد جایز نہو - عورت[22] کو ترغیب دیکر بہگا لیجانا - اسقاط حمل[23] - کسی نیت[24] فاسد سے افیائے منفعت یا مہلک کہلانا - کسیکو مجروح[25] یا عضو سے معذور یا قطع عضو کرنا خواہ شخص متضرر کی رضامندی ہی سے کیوں نہوا ہو - جادو[26] کرنا - کسیکو[27] خودکشی مین مدد دینا یا اُسکو اس فعل سے

نروکنا یا قبل از وقوع پولیس مین اطلاع ندینا مثلاً ستی ہونے مین مدد کرنا
وغیرہ - [۲۹] اطفال تازہ متولد شدہ کو ہلاکت کی نیت سے راہ گھاٹ مین
پہینکدینا - [۳۰] جبراً اقبال جرم کروانا - [۳۱] تغلب مال سرکار - [۳۲] رشوت ستانی یعنی کسی
اہل مقدمہ یا صاحب غرض سے نقد یا کچھہ مال صراحتاً یا حیلتاً ناجایز طور پر حاصل
کرنا جسمین دوران مقدمہ کی حالت مین قرض لینا یا کسی چیز کا بازار کی قیمت سے
کم شرح پر خریدنا بہی داخل ہے - [۳۳] اغلام خلاف وضع فطری یعنی برخلاف
اُس طریقہ کے جو از روے فطرت مرد اور عورت کیواسطے وضع کیا گیا ہے
حظ شہوانی حاصل کرنا عام اس سے کہ برضامندی ہو یا بلا رضامندی جسمین
بہایم کا شہوت کے ساتہہ چہونا بہی داخل ہے [۳۴] شراب پینا - [۳۵] مقامات مستثنے
عن الممانعت مین بلا اجازت سرکار شراب نکالنا اور بیچنا - [۳۶] زنا جبکہ بلا جبر اور ایسی
عورت و مرد کے باہم واقع ہو جنکا از روے مذہب عقد ہو سکتا ہو - [۳۷] بدمعاشی
یعنی بدوضعی کے طور پر آوارہ پہرنا اور اپنی معاش کی نسبت عدالت کا اطمینان
نکراسکنا - [۳۸] امانت مین خیانت کرنا - [۳۹] کسی جرم کے ارتکاب کی تہمت لگانا - [۴۰] ازالہ
حیثیت عرفی یعنی کسیکی نسبت کسی ایسی بات کے باور کرانے مین بلفظ یا اشارے
یا علامات مرئی کے ذریعہ سے کوشش کرنا جسکو ملزم جانتا ہو کہ اُسکا یقین

کیا جانا اُس شخص کی حیثیت عرفی مین خلل آنیکا باعث ہوگا - قصدِ اخفاے جرائم[۴۱] شورش[۴۲] اور سازش مفسدانہ - اہانت[۴۳] و تحقیر عدالت یعنی اجلاس کے وقت حاکم کے روبرو برملا ایسے الفاظ زبان پر لانا یا ایسی حرکات کرنا جو دادرسی مین مخل یا حاکم کی اہانت کے باعث ہون - نوکرون[۴۴] یا کاریگرون کا عہدشکنی کرنا کسیکی[۴۵] جایداد یا مال کو نقصان پہنچانا - دہرنا[۴۶] دینا[۵۱] ناجائز[۴۷] طور پر قید کرنا - ملازم[۴۸] سرکار کا عدول حکمی کرنا - پانی[۴۹] کا بندہ توڑ ڈالنا - حوالات[۵۰] یا جیلخانہ سے بہاگنا یا آئین

---

۵۱ منوسمرتی کے آٹہوین باب کے ۴۸ - ۴۹ - اور پچاسوین اشلوک کی روسے قرضخواہ مجاز ہے کہ عدالت مین نالش کرنیسے پہلے جسطرح ممکن ہو قرضدار سے اپنا قرض وصول کرلے اور ایک حد کے اندر قرضدار پر جبر بہی کرسکتا ہے چنانچہ الفنسٹن صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف نے جب اپنی کتاب لکہی تہی اُسوقت تک بہی بعض ہندو ریاستون مین زور شور سے یہہ رسم جاری تہی کہ قرضخواہ اپنے قرضدار کو اکثر اپنے گہر مین قید کرتے بلکہ ایکمرتبہ اسکو بہوکا مارتے اور دہوپ مین کہڑا کرتے تہے تاکہ وہ مجبور ہوکر انکا روپیہ دیدے اگرچہ یہہ بات تو عام نتہی لیکن اتنا ضرور تہا کہ لوگ اپنے قرضدارون کے دروازہ پر کسی برہمن کو بطور پہرہ کے بٹہا دیتے تہے جو کہانا پینا چہوڑکر صاحب خانہ کو نہایت دق کرتا اور اپنے بہوکا رہنے کے پاپ سے ڈراتا تہا اور انکے سوا اکثر شریر برہمن اور سادہو اور ہندو فقیر بہی اس خیال سے کہ مذہب کے لحاظ سے کوئی انکو کچہہ کہہ نسکیگا اپنے جایز ناجایز مطالب کے حصول کے واسطے لوگون کو دق کیاکرتے تہے اور ایک قسم کے بدمعاش مسلمان فقیر جو چہری مار یا گزمار کہلاتے تہے دوکانون کے آگے جہککر اپنے جسم پر اُسترے وغیرہ لوہے کے اوزارون سے ہلکے ہلکے زخم لگاکر اور خون

مدد کرنا - تحقیقات[51] الزام کے خوف سے روپوش ہونا - خلاف[52] قانون سلاحات
یا اسباب حرب کا پاس رکھنا یا بنانا - ایذا[53] رسانی کی غرض سے جھوٹی نالش کرنا -
پولیس[54] کو دیدہ و دانستہ جھوٹی خبر دینا - اپنے[55] فایدہ یا کسیکے نقصان کیواسطے
کچھ فریب کرنا - عملہ[56] پولیس یا تحصیل کا خلاف قانون مویشی اپنے پاس رکھنا - قماربازی[57]
- دیدہ[58] و دانستہ کسی بدمعاش شخص کو جگہ دینا - دیدہ[59] و دانستہ مجرمان مشتہرہ کو پناہ
دینا - کسی[60] سرکاری لباس یا نشان کا دھوکادہی کی غرض سے پہننا یا استعمال
مین لانا - قیدی[61] کا مشقت کرنیسے انکار یا کسیطرحکی بدوضعی یا ہنگامہ پردازی
یا اقدام فرار وغیرہ کا مرتکب ہونا - داروغہ[62] یا کسی شخص متعینہ جیلخانہ کا قیدیون سے
بدسلوکی کرنا - جورو[63] بچوّن کو نان نفقہ ندینا - عملہ[64] پولیس کا مراتب ماموره کی تعمیل
مین غفلت کرنا - زمیندارون[65] کا مراتب ماموره کی تعمیل مین غفلت کرنا - بزاحتیاطی[66]
واجب التقصیر یعنی بواسطہ ارتکاب کسی فعل یا ترک ناجایز کے کسیکے جسم یا جایداد
کو ضرر پہنچانا - امور[67] ایذائے خاص و عام کی نسبت حکم کی تعمیل مین توقف کرنا
- شرارتاً[68] خلایق کو سنگ برہنہ پہرنا - مچلکہ[69] کی شرط کی تعمیل نکرنا - کسیکے[70] مذہب کی اہانت
یا ذات کے خارج کرنیکے ارادہ سے کوئی فعل کرنا - سرکار[71] کی حراست سے کسی

نکالکر بیچارے رحمدل ہندوؤن کو ڈرایا کرتے تھے جسکو دہرنا دینا کہتے تھے - ۱۲ مولف

شخص یا کسی شے کا جبراً چھوڑا لینا۔ کسی باضابطہ حکم کی تعمیل مین تمرّد کرنا۔ مفسدانہ طور پر ہنگامہ پردازی۔ آلہ نقب زنی کا پاس رکہنا۔ بیگار پکڑنا۔ اقدام خودکشی تخویف کے ذریعہ سے کسی شخص سے کسی فعل کے ارتکاب یا ترک کا خلاف قانون طالب ہونا۔ کسی مال یا شے مشترکہ مین بغیر اجازت اور رضامندی شرکا کے مداخلت کرنا یا اُسکے کسی جزو کو اپنے تصرف مین لانا۔ باٹ یا پیمانون مین فریبا کمی بیشی کرنا۔ گواہی دینے سے انکار کرنا۔ ناجائز طور پر گوشت بیچنا۔ سرکاری کاغذات کا خلاف قانون اپنے گہر مین رکہنا۔ عورت کا بدرویہ اور بدچلن ہونا مستلزم سزا قرار پایا اور پہانسی۔ حبس دوام۔ قید تا چودہ برس۔ جرمانہ۔ ضبطی جایداد۔ بید لگانا۔ جلاوطنی۔ نوکری سے موقوفی اور فعل ضمانت سزائین تجویز ہوئین۔ اور عدالت ضلع کو تین برس تک قید اور ایکہزار روپیہ تک جرمانہ اور ایک برس تک کی فعل ضمانت اور عدالت صدر کو چودہ برس تک قید اور ایکہزار روپیہ سے زیادہ جرمانہ (بشرطیکہ معقول اندازہ سے زیادہ نہو) اور تیس ۳۰ ضرب تک بید اور ضبطی جایداد اور تین برس تک کی فعل ضمانت کے لینے کا اختیار دیا گیا اور پہانسی اور حبس دوام اور جلاوطنی اور نوکری سے موقوفی کی سزا کیواسطے مہاراج کی منظوری کی شرط قرار پائی اور ایسا قتل جو قاتل کے قصد یا فعل بیجا واقع ہونیسے وقوع مین آیا ہو بشرطیکہ ایسا قصد یا فعل قانون کے مخالف نہو اور ایک ایسا قتل جسکے

وقوع کا سبب مجرم نے بلا قصد ہلاکت کسی شخص کے مہیا کیا ہو اکثر حالتون مین ناقابل سزا یا خفیف قید یا جرمانہ کے لایق قرار پایا۔ علی ہذا چور یا ڈکیت یا رہزن کا ارتکاب جرم یا فرار یا مقابلہ کی حالت مین مارا جانا یا کسی شخص کا کسیکی بزوجہ یا قریب رشتہ دار عورت یا حرم کے ساتہہ زنا یا اُسکے پاس محفوظ جگہہ مین موجود ہونے کی حالت مین اُسکے شوہر یا رشتہ دار یا مالک یا ولی یا غلام کے ہاتہہ سے تنہا یا دونون کا قتل کیا جانا بشرطیکہ گرفتار کر لینے یا قابو مین لانے کے بعد قتل نکیا گیا ہو جایز ٹہرا۔ گاؤکشی کی سزا عموماً دہرم شاستر کی رو سے ہونی قرار پائی اور مقدمات خاص مین حبس دوام تک کی سزا کا دیا جانا جایز قرار پایا۔ عورت[لہ] بیداور پہانسی کی سزا سے مستثنے قرار پائی اور پہانسی کے عوض دائم الحبس کئے جانیکا حکم ہُوا۔ بردہ فروشی کی علت مین جبکہ مدعا علیہ اِس جرم کا عادی ثابت ہو قید کے علاوہ مجرم کا جلاوطن کیا جانا مقرر

لہ ہندوستان کے سوا تمام دنیا کے مُقَنِّنُون نے عورت اور مرد کی سزا مین جبکہ اُنسے جرم قتل واقع ہو کچہہ امتیاز نہین کیا اور برابر دونون کے واسطے موت کا فتویٰ دیا ہے لیکن دہرم شاستر مین عورت کو اکثر حالتون مین اَبَدَہ یعنی ناقابل القتل قرار دیا ہے اور ایسا ہی برہمن کا قتل بہی ناجایز لکہا ہے یہی سبب ہے کہ اِس مجموعہ مین عورت کو پہانسی دینے کی ممانعت درج ہوئی ہے اور اگرچہ برہمنون کے واسطے صراحت کچہہ نہین لکہا گیا مگر اُنکی نسبت بہی اُسیکے موافق عمل ہوتا ہے۔ ۱۲۔ مؤلف

ہوا۔ زنا بالجبر کے مقدمہ مین جبکہ مجرم نہایت ذلیل قوم مثلاً چوڑہے چمار وغیرہ مین سے ہو اور عورت قوم کی برہمن یا کسی نہایت شریف اور عالی خاندان سے متعلق ہو سزا کا ہونا باختیار خاص مہاراج کے قرار پایا اور درج ہوا کہ ایسے مجرم کو پھانسی کے سوا اور سب سزائین دیجا سکتی ہین احتفاظ خلاف وضع فطری کی سزا جبکہ مادہ گاؤ کے ساتھہ واقع ہو دہرم شاستر کی رو سے ہونی تجویز ہوئی۔ زنا کے مقدمہ مین پانسو روپیہ سے زیادہ جرمانہ کرنیکی ممانعت ہوئی اور بدچلن عورت کا شوہر کی درخواست پر بلا تحقیق اور اُسکے کسی اور رشتہ دار کی درخواست پر بعد تحقیقات بدچلنی مقام مسکن سے خارج کیے جانیکا حکم ہوا۔ جادو اگرچہ فی نفسہٖ ایک امر غیر موثر قرار پایا لیکن اس بنا پر کہ مجرم نیت فاسد سے اس فعل کو اپنے نزدیک موثر جانکر اسکا مرتکب ہوتا ہے تین برس تک قید کی سزا دیجانی جایز قرار پائی اور لکھا گیا کہ مدعا علیہ کا اقرار یا اُسکے پاس سے جادوگری کے معروف اور زبان زد عوام آلات مثلاً سیہہ کے کانٹون یا کسی قسم کے پُتلون وغیرہ کا برآمد ہونا ثبوت جرم کیواسطے کافی ہے[۱]

یہہ مجموعہ[۲] راقم نے اپنے چھوٹے بہائی خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب کی

[۱] اس مجموعہ کی ترتیب کے وقت اس ملک کی خلقت قریب تمام کے جادو کی تاثیر کی تحقیق-

مدد سے جو اُسوقت میرے نائب تھے دو ایک انگریزی قوانین کی کتابون اور
ریاست کے رسم و رواج کی رو سے ترتیب دیا تھا جو اگرچہ عمدہ طور سے مرتب نہین
ہوا اور اسکے بعض احکام قابل اعتراض ہین لیکن تاہم اس سے بہت فایدہ ہوا
-لوگ بیقاعدہ حکومت سے آزاد ہو گئے اور مختلف درجہ اور متفاوت رتبہ
کے لوگون مین بہت کچھہ مساوات قایم ہو گئی جو قانون کا اصلی نتیجہ ہے
اس مجموعہ کے جاری ہونیسے تہوڑے ہی عرصہ بعد حکم ہوا کہ جو بد چلن عورتین

تہی اور فریبی اور شریر شخص احمق اور سادہ لوح لوگون کے ڈرانے کے لئے کچھہ پڑہنت پڑہتے
اور اعمال مخصوصہ کے کام مین لانیکے مرتکب ہوتے تہے اور نادان اور سیدہی سادی طبیعت کے
آدمی خوف مین آکر اُنسے ضرر اُٹہاتے تہے اسلئے اِس مجموعہ مین خلایق کے اطمینان خاطر اور
شریر اور فریبی لوگون کے اِن حرکات سے باز رہنے کے لئے یہہ حکم درج ہوا تہا لیکن اسپر عمل
کبہی شاذ ہی ہوا ہے اور اسکا سبب یہہ ہے کہ تعلیم کے اثر سے لوگون کی عقل مین عموماً شگفتگی آتی جاتی
ہے اور بہوت چڑیل جادو اور ایسے ہی توہمات باطلہ کی اصلیت کا خیال طبیعتون سے
زایل ہو چلا ہے اور بہوت پلیتون کی باتین اور کہانیان جو ہمارے بچپن کے زمانہ مین سیدہے
سادے بزرگ شخص واقعی امور کے طور پر بیان کیا کرتے تہے مغربی علوم کی روشنی سے لوگون
پر اُنکی قلعی کہل چلی ہے اور وہ اِن باتون کو محض لغو اور جہوٹ جان چلے ہین
اسلئے امید ہے کہ اس دفعہ کے مضمون پر کبہی بہی عمل کرنے
کی نوبت نہ آئیگی ۱۲ مولف-

اُنکے مقام وسکن سے نکالی جائین وہ حاکم نشین مقامات مین ہی رہنے کی مجاز ہونگی اور ہدایت ہوئی کہ خون وغیرہ مقدمات سنگین کے سوا زیر تجویز ملزمون کے بیڑی نہ ڈالی جاوے اور جو قیدی قوم کا برہمن یا سودھی[۱] یا سیّد ہو اُس سے کوئی ذلیل مشقت نکرائی جاوے اور چونکہ دیوانی کا صیغہ بہی اب فوجداری کے شامل ہوگیا تہا اِس مین بہی ضروری اصلاحین عمل مین آئین اور ابتدائی نالشین اور اپیل اور نالشات مفلسانہ اور اجراے ڈگری اور عذرداری وغیرہ کے واسطے قواعد مرتب ہوئے اور عدالت کی فیس مین یہہ ترمیم عمل مین آئی کہ اصل فیس اور طلبانہ دونون کے لحاظ سے فیصدی پانچ روپیہ کے حساب سے اسٹامپ استعمال کیا جاوے اور چونکہ تہانہ دارون کے حاکمانہ اختیارات کے قطعی سلب ہوجانیکے باعث سے عدالتون مین مقدمات کی تعداد بڑہ گئی اور اہل معاملہ کو تکلیف ہونے لگی آغاز سمت ۱۹۱۱ مین دس روپیہ تک کی چوری۔ دنگہ۔ زنا۔ شراب خوری۔ دشنام دہی۔ کم وزنی قماربازی وغیرہ جرایم خفیف کے واسطے یہہ قاعدہ جاری ہوا کہ تہانہ دار صرف

۱؎ سوڈہی کہتری قوم کی ایک شاخ ہے اور اسوجہ سے کہ سکہون کے دسوین گرو گرو گوبند سنگہ صاحب اسی قوم کے تہے سکہہ لوگ برہمنونکی طرح انکو بہی قابل تعظیم سمجہتے ہین۔ ۱۲ مولف

شل کو اپنی راے لکہکر عدالت مین بہیجدیا کرین اور نایب عدالت جج الوسع انکی تجویز کو منظور کیا کرین اور اگر کوی وجہ سنگینی کی پائی جاے مثلاً ملزم چوری پیشہ ہو تو مدعا علیہ اور گواہون وغیرہ کو بہی ساتہہ بہیجنا چاہیئے باقی تمام تعلقات کو اُسقدر تحقیقات کے بعد جو پانچ روز یا ہفتہ کے اندر ممکن ہو اپنی کیفیت کے ذریعہ سے مع متعلقہ لوگون کے تجویز کیواسطے عدالت مین بہیجدیا کرین۔

یہہ حال تو صیغہ فوجداری اور دیوانی کا تہا اب صیغہ مال کی کیفیت سنیئے کہ شروع سے ابتک تحصیلدار مقدمات حقیت اور اُسکے متعلقہ حقوق کے تصفیہ کے عموماً مجاز تہے اور خاص خاص مقدمات جو کسی وجہ سے دیوان کے محکمہ مین رجوع ہو جاتے تہے دیوان فیصلہ کردیتا تہا لیکن جب صیغہ جوڈیشل مین اپیل کرنیکا قاعدہ مقرر ہوا تو تحصیلدارون کا بہی اپیل دیوان کے محکمہ مین اُسی ڈہنگ سے ہونے لگا اور جب اضلاع مین ایک ایک عہدہ دار بنام مہتمم بندوبست مقرر ہوا تو تحصیلدارون کا اپیل اُنکے محکمہ مین اور اُنکے فیصلہ کا صدر مال یعنی دیوان کے محکمہ مین ہونے لگا اور حکم ہوا کہ تین سو روپیہ تک قیمت کی زمین وغیرہ کے مقدمات تحصیلدار اور اُس سے زیادہ کے مہتمم بندوبست کی کچہری مین دایر ہوا کرین اور جب بہ تقلید طریقہ انتظام قسمت نارنول اول

ضلع انا حدگڈہ اور پہر ب اضلاع مین محکمات صدر کے اختیارات کے ساتہہ ناظم مقرر کئے گئے - نایب عدالت کا عہدہ تخفیف مین آگر دیوانی اور فوجداری کا کام بہی تحصیلدارون کے متعلق ہوگیا جو دیوانی اور فوجداری کے صیغہ مین نایب ناظم اور مال کے صیغہ مین تحصیلدار کہلاتے تہے اور انکا اپیل صیغہ وار ناظم کے محکمہ مین اور ناظمون کا عدالت صدر اور محکمہ مال صدر مین کئے جانیکا حکم ہوا لیکن اسوقت حاکم عدالت صدر یا دیوان کو یہہ اختیار نہ تہا کہ انکی نسبت کسیطرح کا حکم قطعی صادر کرین بلکہ اپنی راے لکہکر مقدمہ کو بمراد صدور حکم قطعی مہاراج کے اجلاس مین بہیجا کرتے تہے اور وہان اہل مقدمہ کے مواجہہ مین حکم اخیر ہوجاتا تہا مگر ایسے احکام کے صادر کرنیکا انکو اختیار تہا جو دفترون کی اصلاح اور تہذیب سے تعلق رکہتے ہون اور یہہ بہی اختیار تہا کہ جو قانون اور ضابطے جاری ہوچکے ہون یا آیندہ جاری ہون انکی تعمیل اور پابندی کی نگرانی کرین اور جب کوئی فروگذاشت دیکہین اسکی اصلاح کرین - خلاصہ یہہ کہ اس وقت ناظم با اختیار حاکم تہے اور دیوان اور حاکم عدالت صدر بطور مہاراج کے سکریٹریون کے کام کرتے تہے اور اگرچہ تصفیہ مقدمات حقیت اور دیوانی کیواسطے کوئی مجموعہ بطور اصول قوانین کے جاری نہ تہا مگر رواج ایسا اصول مسلمہ تہا کہ جسکے باعث نے حکام کو تصفیہ

مقدمات مین کچہہ دقت پیش نہ آتی تہی۔

مہاراج مہندر سنگہہ بہادر کا عہد دولت

اب ہم تاریخ کے سلسلہ کو جو پیچہے چہوڑآئے ہین پہر سنبہالتے ہین اور مہاراج مہندر سنگہہ بہادر کے عہد دولت کے حالات لکہتے ہین۔

مہاراج انتیسوین جنوری ۱۸۶۲ء مطابق ماگہہ سُدی دشمی سمت ۱۹۱۹ کو دس برس چار مہینے بارہ دن کی عمر مین مسند نشین ہوئے اور یہہ رسم ایسی شان و شوکت اور دہوم دہام سے ادا ہوئی کہ اس سے پہلے کبہی نہین ہوئی تہی کرنل سر ہربرٹ اڈورڈس صاحب بیرونٹ کے۔سی۔بی کمشنر و ایجنٹ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک این روے ستلج کے سوا جو منجانب گورنمنٹ انگلشیہ خلعت لیکر آئے تہے قریب ستر کے اور بڑے بڑے عہدہ دار اور لیڈیان اور راجہ صاحب بہادر جیند و نابہہ اور نواب سکندر علیخان صاحب بہادر رئیس اور محمد ابراہیم علیخان صاحب۔ رستم علیخان صاحب۔ غلام محمد خان صاحب۔ اللہ یار خان صاحب خوانین کوٹلہ اور جمون۔ الور۔ کپورتہلہ۔ گڑہوال۔ ناہن۔ کہلور[لہ]

لہ اس ریاست کا علاقہ اگرچہ ستلج کے اس طرف ہی ہے مگر اس سبب سے کہ زیادہ علاقہ ورلی ہی طرف ہے اور اسکا دار الحکومت بلاس پور بہی جو سطح سمندر سے پندرہ سو فٹ اونچا ایک پر فضا پہاڑی

شبیہ مبارک جناب معلے القاب فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا



مہاراجہ دہیراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان مہندر سنگھہ صاحب مہندر
بہادر جی سی ایس آئی والی ریاست پٹیالہ

بنارس بردوان وغیرہ ریاستون کے اہلکار اور ممالک این روے ستلج وغیرہ کے بہت سے چہوٹے چہوٹے رئیس شریک دربار تہے اور ایسی گہما گہمی اور ہجوم تہا کہ اُس بڑے دیوانخانہ کے (جسکا ذکر ہم پہلے لکہہ آئے ہین) نیچے اُوپر کے کمرے بہر کر صحن مین لوگون کو دقّت سے بیٹہنے کو جگہہ ملی تہی اب اگرچہ مہاراج کی صغرسنی کیوجہہ سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی راے مین موافق شرط دوم واجب العرض[۵۷] منظور شدہ ۱۸۵۹ء کے صاحب ایجنٹ ممالک

مقام ہے اسیطرف ہے یہہ ریاست بہی اُن پہاڑی ریاستونمین شمار ہوتی ہے جنکا پولیٹکل تعلق محکمہ کمشنری ممالک این روے ستلج سے ہے اسکی آمدنی قریب ایک لاکہہ اور آبادی قریب ستّر ہزار آدمی کے ہے اور راجہ قوم کا راجپوت ہے - ۱۲ - مولف

---

۵۷ یہہ کاغذ جسکا متن مین ذکر ہے اور واجب العرض کے نام سے مشہور ہے ۱۸۵۸ء مین ہمارے تینون رئیسون نے بالاتفاق گورنمنٹ کے حضور مین پیش کیا تہا اور مفصلہ ذیل درخواستین اسمین تہین

اوّل یہہ کہ اختیار سزاے قصاص کی نسبت جو صاحب ایجنٹ ممالک این روے ستلج کے استمزاج کی شرط موافق اقرارنامہ مورخہ پانچوین ستمبر ۱۸۴۷ء عاید کی گئی تہی منسوخ کیجائے -

دوسرے یہہ کہ تینون ریاستون مین سے کسی رئیس کی نابالغی کے زمانہ مین صاحب ایجنٹ ممالک این روے ستلج اور دو باقی رئیسون کی راے سے ریاست مذکور کے ملازمان قدیم مین سے تین ایسے شخص چنے جاوین اور ہر ایک بڑی لیاقت اور خیرخواہ ہون کاربردار مقرر کئے جائین اور اگر وہ نمکحرامی کرین تو اسیطرح انکی جگہہ اور مقرر کئے جائین - مگر کوئی غیر شخص مقرر نکیا جاوے اور نہ نابالغ رئیس کا

این روے تسلیج اور راجہ صاحب بہادر جیند و نابہہ کے مشورہ سے تین اہلکارونکا
انصرام کاروبار ریاست کے واسطے مقرر ہونا لازم تہا مگر دربار کیطرف سے یہہ عذر پیش
ہوا کہ واجب العرض کے منظور ہونیکے بعد ۱۸۶۰ء مین جو سند ملی ہے چونکہ اُسمین
باوجود لکھے جانے اور شرائط مندرجہ واجب العرض کے یہہ شرط درج نہین ہوئی

کوئی رشتہ دار مقرر کیا جائے - تیسرے اور چوتھے یہہ کہ لاولد رئیس کو خاندان پھول مین سے کسی لڑکے کے متبنے بنا لینے کا اختیار ہو اور اگر ایسا اتفاق پیش آے کہ رئیس لاولد کسیکو متبنے کئے بغیر انتقال کر جاے تو دوسرے دونون رئیس خاندان پھول مین سے کسی شخص کو رئیس متوفی کی جانشینی کیواسطے تجویز کردین اور گورنمنٹ اُسکو منظور فرماے - پانچوین یہہ کہ رئیس کی نابالغی یا کسی اور ایسی حالت مین اُسکے خاندان کی کسی عورت کو ریاست کے کام مین دخیل نکیا جاے اور کسی ایسی عورت کی کسی قسم کی شکایت رئیس کی نسبت سُنی جاے - چھٹے یہہ کہ جیسا کہ شروع سے ابتک گورنمنٹ کا یہہ طریقہ رہا ہے کہ اُن معاملات مین جو رئیس اور اُسکے اہل خاندان اور ذیلدارون کے باہم واقع ہون اُنمین کبھی مداخلت نہین کی آیندہ بہی ایسا ہی رہے - ساتوین یہہ کہ نسبت استقلال حکومت او قبضہ دایمی ملک موروثی اور عطیہ گورنمنٹ کے حضرت ملکہ معظمہ ہند و انگلستان کے دستخط اور مُہر سے سند ملے - آٹھوین یہہ کہ کوئی دعوی رعایاے ریاست پر عدالت دیوانی سرکار انگریزی مین سماعت نکیا جاے یعنی اجراے ڈگری کی کارروائی نسبت کسی ایسی جایداد کے جو مدعا علیہ علاقہ ریاست کے اندر رکہتا ہو نکیجاے چنانچہ انمین سے ساتوین درخواست تو وجوہات خاص کے سبب سے جنکا ذکر ہم ایک مقام پر پہلے کر آئے ہین منظور نہین ہوئی مگر اور سب باتین کچھہ اُسیوقت اور کچھہ ذرا توقف سے منظور ہو گئین اور بہ استثناء نمبر دوم سب شرطین اُس سند مین جو ۱۸۶۲ء مین نواب وایسراے و گورنر جنرل بہادر

اور سند مذکور کی رو سے ریاست کو اپنے انتظامی امور مین اختیار تام من کل الوجوہ حاصل ہے اور گورنمنٹ اُسمین تصریح وعدہ کر چکی ہے کہ انتظام ریاست کے طریقہ مین کبہی مداخلت نکیجائیگی اور اسکے حصول کے بعد اکتوبر سنہ مذکور مین جو دستور العمل باتفاق راے راجہ صاحب بہادر جنید و نابہہ درباب نظم و نسق بعض امور اہم و ضروری ریاست کے بنایا گیا ہے اگرچہ اُسمین بہت سی باتین ایام خورد سالی رئیس کے متعلق بہی درج ہوئی ہین مگر انتظام مندرجہ شرط دوم واجب العرض کا اُسمین بہی کچہہ تذکرہ نہین ہے اور مہاراج نے اپنی زندگی کے ختم ہونیسے تہوڑی دیر پہلے جو وصیت فرمائی تہی وہ یہہ تہی کہ جسطرح ہم گورنمنٹ انگریزی کے خیر خواہ رہے ہین اُسیطرح آیندہ بہی ہماری ریاست اُسکی اطاعت اور فرمان برداری مین ثابت قدم رہے اور ہمارے جانشین کو ہمارے اس طریقہ کی پیروی کی تعلیم دیجاے اور انتظام ریاست کا جو طریق مقرر کیا گیا ہے یعنی جسکا اُس دستور العمل مین ذکر ہے اُسیطرح قایم رہے اسلئے دربار یہہ اپنا حق سمجہتا ہے کہ گورنمنٹ کی مداخلت سے علیحدہ تین کار پرداز مقرر نہ کئے جاویں اُنہین چار رون اہلکارون کے ہاتہہ سے کارروائی ہوتی رہیگی جو دستور العمل مذکور کے منشا کے موافق اسوقت صدر محکمات کے حاکم

ہند کی مہر اور دستخط سے علیحدہ علیحدہ جاری ہوئین یا سنوکولی تہین مراحت کے ہتا مندرج ہوگئین۔ مؤلف

ہین اور وہ اپنے ساتہہ مہاراج کے اتالیق کو بہی شامل کر لیا کرینگے اور بطور کمیٹی کثرت رائے سے اُن تمام اُمور کا فیصلہ کر دیا کرینگے جو قواعد مقررہ کی رو سے منظوری اور صدور حکم قطعی کیواسطے مہاراج کے حضور مین پیش ہونیکے لایق ہون - اسپر صاحب ایجنٹ نے راجہ صاحب بہادر جیند و نابہہ سے اسمعاملہ کی نسبت رائے طلب کی اور یہہ بہی استفسار کیا کہ اس دستور العمل کی اطلاع گورنمنٹ کو کیون نہین دیگئی اسکے جواب مین دونون صاحبون نے ہمارے مجوزہ انتظام کی تائید کی اور دستور العمل کے منشا سے گورنمنٹ کو مطلع نکرنیکے باب مین ملایمت کے ساتہہ یہہ لکہا کہ "ریاست کو انتظام مجوزہ کی بابت گورنمنٹ کو اطلاع دینا کچہہ ضرور نتہا کیونکہ سند کی رو سے اختیار تہا کہ جو انتظام مناسب سمجہین تجویز کرین" پس صاحب موصوف نے تا داعی ہونے ضرورت اور پیدا ہونے کسی نقص کے اس انتظام کا تبدیل کیا جانا ناواجب سمجہا اور اگرچہ گورنمنٹ پنجاب نے سند کے منشا اور مراد کی نسبت ایک طول طویل بحث کے بعد قرار دیا کہ سند کے عام مطلب کی رو سے انتظام مندرجہ واجب العرض جو ایک خاص معاہدہ تہا منسوخ نہین ہوا مگر اسوجہ سے کہ پانچ کی تعداد مین تین بہی آجاتے ہین اس انتظام کے قایم رہنے کی سفارش کی مگر گورنمنٹ اعلے نے اسکو منظور نکیا اور منشا سے واجب العرض

کے موافق ٹہیک ٹہیک عمل کئے جانیکی ہدایت فرمائی۔

اب یہہ امر تجویز طلب تہا کہ کون کون شخص اس کام پر مقرر کئے جاوین چنانچہ اُن پانچون عہدہ دارون نے آپس کے رشک و حسد اور ایسے ہی اور متعلقون کے خیال سے اپنے مین سے تو کسیکا اس نئے عہدہ کو اختیار کرنا مناسب سمجہا مگر اپنی رائے اور بلا اختلاف مرضی سے **سردار جگدیس سنگہہ** ناظم نارنول اور **سردار رحیم بخش** ناظم ضلع کرگڈہ اور **سردار اودی سنگہہ** منتظم ڈیوڑہیات زنانہ کو جنمین سے شخص اوّل و ثالث کبہی دیوان اور کبہی عدالتی اور شخص دوم بخشی رہ چکے تہے اسکے واسطے تجویز کیا اور راجہ صاحب بہادر جیند و نابہہ سے جنکے تعلقات ہمارے ساتہہ اسوقت بہت صاف اور بیغرضانہ تہے بلا وقت اتفاق رائے حاصل کرلیا اور یہہ تینون صاحب بمنظوری گورنمنٹ اس عہدہ پر مقرر کئے گئے۔

اب اگرچہ یہہ انتظام خود اُنہین لوگون کی رائے اور مرضی سے عمل مین آیا تہا جو اسوقت ریاست مین ذی اثر اور صاحب اقتدار تہے اور کوئی اندرونی یا بیرونی قوت بہی جو باعث فتنہ و فساد ہوسکے اسوقت موجود نتہی اور کسیکو رشک و حسد یا بیم و رجا کے خیالات دامنگیر تہے اور ممبران کونسل جدید سے یہہ امید

تہی کہ ہر طرح سے احتیاط کے ساتہہ کارروائی کرینگے مگر پہر بہی ازراہ دور اندیشی خود مختار حکومت سے جو اکثر برے نتیجون کا پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے اُسکی روک تہام کے لئے اِن سب ارکان ریاست کے مشورہ سے ایک دستور العمل بنایا گیا جسمین مفصلۂ ذیل شرطین قرار پائین۔

اوّل یہہ کہ ہر محال کے متعلقہ معاملات جسطرح اُس صیغہ کے اہلکار اعلیٰ کی تحریری رائے کے ساتہہ مہاراج کے حضور مین پیش ہوینگے بدستور سابق اُسیطرح کونسل مین پیش کئے جایئن اور کونسل بپابندی ضوابط تحریری یا نظایر موجودہ کے اُنکا فیصلہ کرے اور بصورتیکہ کونسل کی تجویز برخلاف قانون یا کسی حکم تحریری عہد مہاراج **نراندر سنگہہ بہادر** کے ہو تو اُس صیغہ کے اہلکار پر واجب ہوگا کہ اُسکے بیضابطہ اور خلاف قانون ہونیکی نسبت کونسل کو تحریراً رپورٹ کرے اور اگر کونسل اپنی اُسی تجویز کے موافق عمل کئے جانے پر اصرار کرے تو اُسکی تعمیل مین پہر حجّت و تکرار نکیجائے۔

دوسرے یہہ کہ کونسل کو اختیار ہوگا کہ بشرط ضرورت باتفاق رائے اہلکار اعلیٰ اُس صیغہ کے جس سے اُسکا تعلق ہو کسی قانون یا ضابطہ مجریہ کی ترمیم یا تنسیخ عمل مین لاے یا ضوابط جدید جاری کرے۔

تیسرے یہہ کہ کونسل کو جایز نہوگا کہ اہلکاران عمدہ اور مہاراج کے اتالیق اور ناظمان اضلاع اور وکیل حاضر باش خدمت گورنمنٹ پنجاب (جسکو اب معتمد لکہا جاتا ہے) اور وکیل محکمہ ایجنٹی انبالہ کا تغیر و تبدل یا عزل و نصب اپنے اختیار سے کرے بلکہ واجب ہوگا کہ بصورت ثبوت کسی الزام شدید کے مذکورہ بالا اہلکارون کے مشورہ سے ایسے معاملہ کی تجویز کرے اور اگر کسی ضلع کا ناظم یا دونون وکیلون مین سے کوئی پٹیالہ مین موجود ہو تو اُسکو بہی شریک مشورہ کیا جائے اور اختلاف رائے کی حالت مین جس جانب مین ممبران کونسل مین سے دو کی رائے ہو اُس جماعت کی رائے کو ترجیح دیجاوے اور مذکورہ بالا عہدہ دارون کے سوا عندالضرورت کونسل کو اپنی رائے سے تغیر و تبدل اور عزل و نصب کا اختیار ہوگا - اور چونکہ سر ہربرٹ اڈورڈس صاحب ایجنٹ ممالک اینر و ستلج نے طریقہ کارروائی کونسل گورنمنٹ کی اطلاع کیواسطے دریافت کیا تہا اسلئے ایک نقل اُس دستور العمل کی صاحب ممدوح کی وساطت سے گورنمنٹ مین بہیجی گئی جس سے اور بہی اسکو باضابطہ استحکام ہوگیا جو سب کے لئے نہایت طمانیت کا باعث تہا -

مہاراج کا لاہور تشریف لیجانا اور مہاراجہ صاحب بہادر جمون سے ملاقات کا ہونا

اکتوبر ۱۸۶۴ء مین جب لارڈ لارنس صاحب بہادر نے لاہور کے مقام دربار کیا اور پنجاب کے سب راجے مہاراجے بُلائے گئے اور مہاراج رنبیر سنگھہ صاحب بہادر والی جموں و کشمیر بہی مع اپنے ولیعہد میان پرتاب سنگھہ صاحب بہادر کے پہلے پہل آکر شریک ہوئے اُن سے اور مہاراج سے بطریق ذیل ملاقات ہوئی۔ اوّل درجہ کے دو اہلکار اُنکی طرف سے لینے کو آئے اور ولیعہد صاحب بہادر نے کیمپ کے نصف بنتر تک اور مہاراج نے ڈیوڑہی کے خیمہ کے دروازہ تک پیشوائی کی اور اپنی داہنی جانب لیجاکر بٹہایا اور گیارہ سو روپیہ اُنہوں نے اور سات سو ولیعہد صاحب اور ڈہائی سو روپیہ مہاراج کے چچیرے بہائی راجہ موتی سنگھہ صاحب نے سرقربانی کی اور سب اہلکارون اور سردارون نے نذرین دین۔ رخصت کے وقت اکاون کشتیان تحایف کی اور دو گہوڑے پیش کئے گئے اور ہمراہیون کو علی قدر مراتب خلعت اور دوشالے دیئے گئے اور اُسیطرح مشایعت کی گئی جسطرح استقبال ہوا تہا اور آنے جانیکے وقت فوج نے بہی سلامی کی اسیطرح جب وہ مہاراج کی ملاقات کو آئے اسطرف سے عمل ہوا مگر ولیعہد صاحب بہادر کے عوض اوّل درجہ کے چار اہلکارون نے

سلہ خاندان حال روسائے جمون اُس خاندان کے ایک شاخ کی نسل مین سے ہے جو

استقبال کیا اور سترہ کی جگہہ انیس توپونکی سلامی کی گئی کیونکہ یہہ امر قرار پاچکا تہا کہ جسقدر کسیکی سلامی سرکار انگریزی سے ہوتی ہو اُسیقدر کیجائے اس ریاست کے ساتہہ اگرچہ ۱۸۵۸ء سے دوستانہ راہ و رسم جاری تہی مگر کبہی ملاقات کا اتفاق نہوا تہا اور یہہ پہلی ہی ملاقات تہی جو ان دو نامور ریاستون کے رئیسون کے باہم ہوئی۔

کئی سو برس سے ملک جمون کا فرمان روا تہا اور جسکی ریاست اور حکومت کا خاتمہ سمت ۱۸۶۵ مین مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے ہاتہہ سے ہوا۔ مہاراجہ گلاب سنگہہ صاحب بہادر جمون نے حالیہ ریاست کو قایم کیا پانچوین کاتک سمت ۱۸۴۹ کو پیدا ہوئے تہے کہتے ہین کہ جب انکی عمر سولہ برس کی ہوئی انہون نے اپنی والدہ سے زیور لیکر گہوڑا خریدا اور سردار نہال سنگہہ اٹاری والہ کے ہان جو مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا ایک معتدر ملازم تہا نوکر ہوئے اور پہر سردار مذکور کے دیوان خوشوقت رائے کی سفارش سے سمت ۱۸۶۶ مین یہہ اور انکے دونون چہوٹے بہائی میان دہیان سنگہہ و میان سوچیت سنگہہ جو آخرکو راجہ دہیان سنگہہ اور راجہ سوچیت سنگہہ مشہور ہوئے اور انکے والد میان کشور سنگہہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کی سرکار مین جو سپاہی کے بڑے قدردان تہے جمعدار خوشحال سنگہہ کے رسالہ مین نوکر ہوگئے اور چونکہ دل چلے اور صاحب ہمت و جرات تہے اپنی شجاعت اور بہادری کے کامون سے مہاراجہ کے ایسے منظور نظر ہوئے کہ خود فوج کے سردار ہوگئے اور مہاراجہ نے اگہر خان گکہڑ رئیس راجوری

مہاراج کا اُس کمیشن مین شریک ہونا جو نابہہ کے مقام ایک مقدمہ قتل کی تحقیقات کیواسطے مقرر ہوئی ہی۔

اسوقت راجہ بہگوان سنگہہ صاحب بہادر والی نابہہ جو اپنے بڑے بہائی راجہ بہرپور سنگہہ صاحب بہادر کے لاولد وفات پانے کے سبب سے موافق شرط مندرجہ فقرہ سیوم سند مورخہ پنجم مئی ۱۸۶۰ء کے سترہوین

کی گرفتاری کے صلہ مین جو اُنکا ایک تکلیف دہ دشمن تہا جو تہی اساڑہ سمت ۱۸۹۰ کو جمون کا علاقہ مہاراجہ گلاب سنگہہ کو بخشدیا اور اپنے ہاتہہ سے اُنکے ماتہے پر راجگی کا ٹیکا لگایا اور سرکاری تحریرون مین اُنکو یون لکہا جانے لگا ،، اُجل دیدار نرمل بُدہ مقرب بارگاہ سلطانی خیرخواہ بلا اشتباہ راجہ گلاب سنگہہ بہادر راجہ جمون ،، ستلج کی لڑائی کیوقت دربار لاہور کے یہہ ایک بڑے رکن تہے اور اُن معاملات کے درستی کے ساتہہ طے کرانے مین جو مابین سرکار انگریزی اور دربار لاہور کے تصفیہ طلب تہے انہون نے بہت کوشش کی تہی اسلئے صلحنامہ مین جو نوین مارچ ۱۸۴۶ء کو لاہور کے مقام لکہا گیا سرکار انگریزی نے یہہ شرط درج کرائی کہ یہہ آزاد اور خود مختار رئیس اپنے ملک کے مانے جائین اور ان کو اسبات کا استحقاق دیا گیا کہ سرکار انگریزی کے ساتہہ جدا عہدنامہ کرلین پس از آن عہدنامہ مورخہ سولہوین مارچ سنہ مذکور جو امرتسر کے مقام سرکار انگریزی کا خاص انکے ساتہہ ہوا دیا گیا

فروری سنہ ۱۸۶۴ء کو مسند نشین کئے گئے تہے ایک سخت آفت مین مبتلا تہے
-انپر یہہ الزام لگایا گیا تہا کہ اُنہون نے اپنے بڑے بہائی راجہ بہرپور سنگہہ صاحب
کو زہر سے اور اپنی ایک رشتہ دار عورت کو علاقہ انگریزی مین تلوار سے قتل کرا دیا
تہا اور اسیواسطے اُس دربار مین جسکا ذکر ہم ابہی لکہہ چکے مین شریک ہونیسے روک دیئے گئے تہے-اگرچہ
یہہ اتہام ایک مایوس شخص نے جسپر خود اُس عورت کا قتل کروانا ثابت تہا صرف
اپنے بچاؤ کی غرض سے لگائے تہے مگر یہہ الزام ایسے نتہے کہ انکی تحقیقات

سندہ اور راوی کے درمیان کا تمام پہاڑی ملک بعوض پچہتر لاکہہ روپیہ کے جو منجملہ تاوان
جنگ سرکار لاہور کے ذمہ باقی رہگیا تہا اور انہون نے اپنے پاس سے ادا کیا انکو معہ
خطاب مہاراجگی دیا گیا انہون نے بیوین ساون سمت ۱۹۱۴ کو قضا کی اور ان کے فرزند
رشید مہاراج رنبیر سنگہہ صاحب بہادر مسند نشین ہوئے ان کے عہد مین گلگت کا علاقہ جو
کشمیر سے شمال کیطرف ہے فتح ہوکر اور شامل ریاست ہوا اور جب پہلے پہل ۱۸۶۱ء مین سٹار آف انڈیا
کا خطاب جلیل چند ہندوستانی رئیسون کو دیا گیا تو بسبب انکی خدمات ایام غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے
اوّل درجہ کا خطاب انکو بہی ملا اور سند اختیار تبنیت بہی گورنمنٹ سے عطا ہوئی اور دربار
قیصری کے موقع پر جو یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ء کو دہلی مین ہوا تہا خطاب "اندر مہندر بہادر سپر سلطنت"
اور "آنریری جنرل افواج انگلشیہ" اور خطاب "مشیر قیصر ہند" جو اکثر حکام انگریزی کے
لئے اسی موقع پر جدید تجویز ہوا تہا مرحمت ہوا- اور انکے حین حیات ہی سے اکیس توپون
کی سلامی مقرر ہوئی- اور بغرض یادگار اختیار فرمائی لقب قیصر ہند اور عزت افزائی اُن اشخاص کے

نکیجاتی اسلئے گورنمنٹ نے میجر کری کرافٹ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع راولپنڈی کو انکی تحقیقات کیواسطے مامور فرمایا اور ایک تخلیہ کی ملاقات مین جسمین راقم بہی حاضر تہا لارڈ لارنس صاحب بہادر ویسرائے اور سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب نے مہاراج اور راجہ رگہبیر سنگہہ صاحب بہادر والی جیند سے اُنکے ساتہہ تحقیقات مین شریک ہونیکی استدعا کی پس مہاراج لاہور سے واپس آتے ہی نابہہ تشریف لیگئے اور تیسری نومبر سے بائیسوین تک بڑی خوض اور فکر کے ساتہہ تحقیقات ہوتی رہی جسکی نسبت مین بطور ذاتی شہادت کے کہہ سکتا ہون کہ کوئی دقیقہ باقی نہین چہوڑا گیا اور جہان تک ممکن تہا بال کی کہال نکالی گئی اور آخر کار کمیشن کی رائے مین راجہ بہرپور سنگہہ صاحب کو زہر کا دیا جانا محض بے بنیاد ٹہرا اور راجہ

جنہون نے سلطنت ہند مین عمدہ خدمات کی ہون جو خطاب جدید "آرڈر آف انڈین امپائیر" شروع سال حال یعنی ۱۸۷۸ء تجویز ہوا ہے وہ بہی انکو عطا ہوا ہے۔ یہہ ریاست ایک گہوڑا اور شال کی اون والی بارہ بکریان اور تین دوشالے گورنمنٹ انگریزی کو سالانہ خراج دیتی ہے اور آبادی موافق تخمینہ مندرجہ ریوٹ مجموعی گورنمنٹ پنجاب بابت ۱۸۶۸ء پندرہ لاکہہ ستیئس ہزار اور آمدنی باٰئیس لاکہہ باون ہزار سے کچہہ زاید ہے رئیس کی قوم ڈوگرا راجپوت ہے۔ ۱۲ مولف

بہگوان سنگہہ صاحب دونون الزامون سے قطعاً بری ثابت ہوئے اور جو تجویز اُنہون نے اپنے اجلاس مین اُس شخص کی نسبت کی تہی جسنے اپنی جان بچانے کو انپیہہ اتہام لگائے تہے وہ بہی درست معلوم ہوئی اور گورنمنٹ نے اِس مددہی کی بابت گرمجوشی کے ساتہہ ہمارے دربار کا شکریہ ادا کیا۔

بات یہہ تہی کہ سردار گوربخش سنگہہ اور منشی صاحب سنگہہ ریاست نابہہ کے دو پرانے اور مقتدر اہلکار تہے اور دونون کے باہم مدت سے ایک سخت رقابت چلی آتی تہی اور کبہی وہ غالب آجاتا تہا اور کبہی وہ چنانچہ آغاز ۱۸۵۸ء مین سردار گوربخش سنگہہ کا بحکم سرکار انگریزی مدار المہامی کے عہدہ سے معزول ہوکر مع اپنے خاندان کے ریاست سے خارج کیا جانا ایسے ہی امور کا نتیجہ تہا مگر راجہ بہرپور سنگہہ صاحب بہادر نے اپنے دوست سر ہربرٹ ادورڈس صاحب ایجنٹ ممالک اینرو ستلج کی اجازت سے ۱۸۶۲ء مین اُسکو پہر بُلا لیا تہا اور اُنکی زندگی کے اخیر برس مین وہ اُنکا بڑا معتمد علیہ تہا اور منشی صاحب سنگہہ وغیرہ نظر سے گرے ہوئے تہے اور اس سبب سے راجہ صاحب بہادر جو قریب پانچ مہینے کے مرض سل مین مبتلا رہے اُسکی معرفت دوا علاج ہوتا تہا اور اور لوگونکی آمد و رفت اُنکے پاس بہت کم تہی۔ چونکہ جس رات

سو انکا انتقال ہوا اُسدن اُنکی حالت سے یہہ ظاہر ہوتا تہا کہ وہ آج ہی کل مین انتقال
کرجائینگے اور وفات سے چند گہنٹے پہلے اُنہون نے کچہہ کہایا بہی تہا اور
اُسکے بعد معمول کے موافق کچہہ دوا بہی پی تہی جس سے تہوڑی ہی دیر بعد طبیعت
بگڑ گئی اور اُنکا انتقال ہوگیا۔ اِس سے گوربخش سنگہہ کے مخالفون کو اُسپر وار کرنیکا
موقع ملا اور اُنمین سے ایک نے سر ہربرٹ اڈورڈس صاحب بہادر
کو انگریزی مین ایک ایسے مضمون کی چٹہی لکہی جس سے راجہ صاحب کی موت
کے سبب کی نسبت شک ہوسکتا تہا مگر اس سبب سے کہ صاحب موصوف
اِس بات سے واقف تہے کہ راجہ صاحب ایک عرصہ سے بیمار تہے اور
بیماری کے صدمے اُٹہا کر سوکہہ کر کانٹا ہوگئے تہے اور طاقت بالکل سلب
ہوگئی تہی جس سے شفایابی کی اُمید قطعاً جاتی رہی تہی اور گوربخش سنگہہ کو
وہ اُنکا نہایت خیرخواہ جانتے تہے اور تہا بہی یون ہی کیونکہ اُسکو کئی برس کے
نابہہ سے نکالے ہوئے کو اُنہون نے بلاکر اپنا مدار المہام بنایا تہا اور اُن کے
مرنیسے سب سے زیادہ اُسیکا نقصان متصور تہا پہر وہ کیونکر ایسی بات کرسکتا تہا
جس سے اُسکی بازی ہی تمام ہوجاتی اِسلئے اُنہون نے اُسپر کچہہ توجہ نہ کی مگر
شدہ شدہ یہہ بات زبان زد ہوگئی کہ راجہ صاحب کو زہر دیا گیا تہا اور اس سے

چند روز بعد جو ایک اُفزلگل کہلائیں سے یہہ شبہ اور بہی قوی ہوگیا یعنی سردارنی مہتاب کنور جو راجہ صاحب کے ماموں سردار ارجن سنگہہ کی زوجہ تہی اور جسکے لڑکے اوتار سنگہہ کی شادی کی دعوت مین سے جو تیئیسوین جون ۱۸۶۳ء کو ہوئی تہی آتے ہی راجہ صاحب بیمار ہوگئے تہے اور اس سبب سے لوگ اُسکی نسبت راجہ صاحب پر جادو کرانیکا بہرم رکہتے تہے۔ چوتہی جنوری ۱۸۶۴ء کو اپنے وطن رنگہڑ نانگل مین جو ضلع گورداسپورہ مین ایک گانون ہے اپنے گہر کے اندر سرِ شام تلواروں سے قتل کی گئی اور زیور پر ہاتہہ ڈالے بغیر مجرم بہاگ گئے اور تہوڑے عرصہ بعد پولیس نے قاتلون کا سُراغ ریاست نابہہ مین آ لگایا اور چار آدمی گرفتار ہوئے جنمین سے ایک نے سرکاری گواہ بنکر پوست کندہ حال بیان کیا اور یہہ بات معلوم ہوئی کہ اصل قاتل ایک شخص مہتابا نامی موضع جبتو علاقہ نابہہ کا رہنے والا تہا جو سرقہ کے جرم مین نابہہ کے جیلخانہ مین قید تہا اور میعاد کے گزرنے سے پہلے ہی رہا کر دیا گیا تہا چونکہ اس سے ایک بڑا شک ہوتا تہا اسلئے صاحب ایجنٹ ممالک اپنر وے ستلج نے راجہ بہگوان سنگہہ صاحب کو نہایت تاکید کے ساتہہ اسکے اصل حال کے دریافت کرنے اور مجرمون کو سزا دینے کیواسطے لکہا جسپر راجہ صاحب کے اجلاس مین تحقیقات ہوکر مہتابا

کا بحکم سردار گوربخش سنگہہ قید سے چہوڑا جانا ثابت ہو کر مہتاب کنور
کے قتل کرانیکا الزام اُسپر عاید ہوا لیکن جب صاحب ایجنٹ نے گوربخش سنگہہ کو
بلا کر پوچہا تو اُسنے یہہ الزام اپنے دشمنون پر اُلٹ دیا اور منشی صاحب سنگہہ وغیرہ
بلکہ خود راجہ صاحب کو اسکا مرتکب[۱] بیان کیا اور کہا کہ یہہ قتل اس غرض سے
کرایا گیا ہے کہ راجہ بہرپور سنگہہ صاحب کو زہر دلوانے اور جادو کروا کر
مروانے کا حال ظاہر نہونے پاے کیونکہ مہتاب کنور جوان باتون مین
شریک تہی اُسکی عقل پر عدم افشاے راز کا انکو بہروسہ نتہا اور صاحب
موصوف نے شاید اس خیال سے کہ راجہ بہرپور سنگہہ صاحب منشی صاحب سنگہہ
وغیرہ سے بہت ناراض تہے اُسکے قول کو معتبر سمجہکر منشی صاحب سنگہہ محمد حسن خان
- ماسٹر امیر علی - سردار نجات ور سنگہہ گل - سردار لال سنگہہ اور فضل علی
خان عدالتی اور منشی صاحب سنگہہ کے بہتیجے منشی نراین سنگہہ کو جو راجہ
صاحب کے ساتہہ شملہ گئے تہے بغیر اسکے کہ کچہہ تحقیق کرین قید کر کے جیلخانہ مین
بہیجدیا لیکن گورنمنٹ نے ازراہ دانائی اس مقدمہ کی تحقیقات ایک ایسے عہدہ دار
کی معرفت مناسب سمجہی جسکا دماغ ان افواہون سے خالی اور جو اس ملک

[۱] دیکہو فقرہ (۳۱۴) رپوٹ مجموعی گورنمنٹ پنجاب بابت سنہ ۶۶-۱۸۶۵ء مولف

کے معاملات سے محض بے تعلق ہو چنانچہ میجر کریکرافٹ صاحب مقرر فرمائے گئے اور اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مہتا با وایم الحبس ہوکر جزایر انڈمن کو بہیجا گیا اور اگرچہ گوربخش سنگہہ انبالہ کی عدالت سشن سے قانونی وجوہات کی بنیاد پر جرم اعانت قتل سے بری ہوا مگر چونکہ گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند اور صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ کے نزدیک کمیشن کا فیصلہ بالکل صحیح تہا وہ اور اوصاف علیخان عدالتی جسکی معرفت مہتا با قید سے چہوڑا گیا تہا اور مہتاب کنور کا سوتیلا بیٹا بلونت سنگہہ تمام عمر کے واسطے ریاست سے خارج کیے گئے اور راجہ بہگوان سنگہہ صاحب راجائی کے منصب پر جس سے تا تحقیقات علحدہ کیے گئے تہے بحال ہو گئے میجر کریکرافٹ صاحب نے جو رائے نسبت مقدمہ جادو اور زہر دہی راجہ بہرپور سنگہہ صاحب کے لکہی تہی دلچسپ سمجہکر ہم اسکا خلاصہ مسٹر گرفن صاحب کی کتاب پنجاب راجاز سے یہان نقل کرتے ہین وہ لکہتے ہین کہ ،، راجہ بہرپور سنگہہ صاحب کی زہرخورانی کا قصہ محض بے بنیاد ثابت ہوا ،،

ہندوستانی ریاستون مین جب کوئی رئیس مرجاتا ہے تو اکثر یہی بیان کیا جاتا ہے کہ اسکو زہر دیا گیا تہا اور اسکی وجہہ فقط یہہ ہے کہ اس الزام کا اثبات

ہونا مشکل ہوتا ہے کیونکہ ہندوون مین یہہ دستور ہے کہ مردہ کو فوراً جلا دیتے
ہین اور زہر خورانی وغیرہ کا کیسا ہی کچہہ شبہ کیون نہو گر اہل دربار مذہبی
دلایل پیش کر کے لاش کے چیر کر دیکھے جانے مین اعتراض کیا کرتے ہین اس
سبب سے گرفتاری کا خوف جو یورپ مین زہر دینے والون کو اس زمانہ کے
ڈاکٹرون کے عمل کیمیائی یعنی اجزا کے جدا کرنیکے طریق کو دیکہلا ایک یقینی
امر معلوم ہوتا ہے وہ ہندوون مین کچہہ وقعت نہین رکہتا اور اس باعث سے
زہر دینے والا زیادہ تر محفوظ خیال کیا جا سکتا ہے اور اس قسم کے جہوٹے اور
پر کینہ الزام لگانے کی بہی لوگون کو جرات ہوتی ہے اور ان الزامون کا عموماً
لوگ اسوجہہ سے یقین کر لیتے ہین کہ اُسکا جہوٹا ثابت کرنا ناممکن ہوتا ہے علاوہ
اسکے رئیس کے زہر دینے کا الزام ایسا ہے کہ جس فریق کی کچہہ اغراض رئیس
کی وفات سے متعلق خیال کیجا سکتی ہون اُسپر ایک نہایت قاتل اثر کے
ساتہہ لگایا جا سکتا ہے اور اگرچہ اُس الزام کا کچہہ ثبوت نہو اور روئداد مقدمہ
سے بہی اُسکا عاید ہونا خلاف قیاس ہو تاہم اس الزام کا اثر خالی نہین جاتا
یعنی جن لوگون کے سر یہہ کلنک کا ٹیکا لگایا جاتا ہے وہ کبہی سرخرو نہین
ہوتے اور تہمت لگانے والے اِس سے فایدہ اُٹہاتے ہین - غرضکہ یہہ باعث

ہین جنسے ہندوستانی ریاستون مین زہر خورانی کا الزام اکثر لوگون پر
لگایا جاتا ہے اور اس بات کے یقین کرنے کی کوئی وجہہ نہین ہے کہ یہہ
جرم اکثر سرزد بہی ہوتا ہے بلکہ برخلاف اسکے اس بات کی بہت سی نظیرین
دیکہا سکتی ہین کہ اکثر زہر خورانی کے مقدمات ایسے پیش ہوتے ہین جنکی
ابتدا مین لوگون نے بڑا غل مچایا مگر آخرکار وہ بے بنیاد ثابت ہوئے اور
متوفی کے قضای الہی سے وفات پانیکے باب مین کوئی شک باقی نہین
رہا ،، پہر وہ لکہتے ہین کہ ،، نابہ کے مقدمہ کی تحقیقات مین جادو
کا بہی ایک بڑا قصہ تہا اور اسمین شک نہین کہ راجہ بہرپور سنگہہ صاحب متعصب
مزاج کے آدمی تہے اور اُنکے بعض حاضر باشون نے یہہ بات اُنکے دل
مین بٹہادی تہی کہ آپ اس سبب سے بیمار رہتے ہین کہ سردارنی مہتاب کنور
وغیرہ نے آپ پر جادو کرا رکہا ہے چونکہ عموماً ہندو جادو کے قائل ہین اسلیے
راجہ بہرپور سنگہہ صاحب جیسے نازک طبع شخص پر اس خیال سے کہ
مجہپر چوکیان بٹہائی ہوئی ہین غالباً بڑا مضر اثر پیدا ہوا ہوگا کیونکہ جو مضبوط
طبیعت کے آدمی نہین ہوتے انکی صحت اور بیماری کی حالت پر ظنی باتونکا
بڑا اثر ہوا کرتا ہے اسلئے ہم بیدہڑک یہہ نہین کہہ سکتے کہ راجہ بہرپور سنگہہ صاحب

کو جو یہہ یقین تہا کہ مجہپر جادو کرایا گیا ہے اس یقین نے اُنکی شفایابی پر ایک نہایت بُرا اثر پیدا نہین کیا۔"

مہاراج کی شادی

مہاراج کی شادی جو مہاراج نرآندر سنگہ صاحب بہادر کے انتقال کے سبب سے ملتوی ہوگئی تہی وہ بانے اب اُسکی تیاری کی اور اس سبب سے کہ لڑکی والون مین اسقدر سکت نہتی کہ ایسی بڑی برات کا بوجہہ اُٹہا سکین اور نہ بوگا[1] ایسا مقام ہی تہا جہان ایسے ہنگامہ کی گنجایش ہوسکے اسلئے مہاراج کے خسر سردار رام نراین سنگہہ کی رضامندی سے سرہند کا مقام اسکے واسطے تجویز ہوا اور باغ عام خاص جو سلاطین مغلیہ کے عہد کی ایک ٹوٹی ہوئی نشانی ہے اُنکے رہنے اور تیاری کرنیکے لئے دیا گیا اور پانچوین مارچ سنہ ۱۸۶۵ء کو نہایت دہوم دہام سے شادی ہوئی۔

جو رسمین اور تکلفات ہندستانی رسمون بلکہ عموماً ہم ہندوستان کے رہنے والون کی شادی مین گویا لازم ٹہر گئی ہین اُنکا لکہنا کسی ایسے شخص کا کام ہے جو رسوم اہل ہند کی نسبت ایک علحدہ کتاب لکہنے کا قصد رکہتا ہو مگر

[1] انبالہ سے قریب چالیس میل سمت جنوب کی طرف ستلج کے بائین کنارہ ایک چہوٹی سی پہاڑی پر قریب پانسو آدمی کی آبادی ہے — مولف

اس موقع پر اتنا بیان کر دینا ہمپر بہی واجب ہے کہ ہماری شادی بیاہ
کی رسمین بہی ایسی ہی قابل اصلاح ہین جیسی کہ ہماری اکثر اور باتین ہین کیونکہ
وہ اکثر محض لغو او بے سود ہی نہین ہین بلکہ بعض اوقات اُنسے نہایت مضر نتیجے
پیدا ہوتے ہین اور بجز دو چار دن کی واہ واہ اور مدح و ثنا کے کوئی ایسا
پایدار نتیجہ پیدا نہین ہوتا جو واقعی تعریف و توصیف کے لایق ہو اور جو
اس شہرت اور ناموری کو کسیقدر مدت تک قایم رکہہ سکے جسکے حاصل
کرنیکے واسطے شادی مین اندہا دہوندی سے روپیہ خرچ کیا جاتا ہے مثلاً
اسی شادی کو دیکہو کہ اگرچہ قریب سترہ لاکہہ روپیہ کے اسمین خرچ ہوا تہا
مگر اب کسیکو بہی یہہ خیال نہین ہے کہ اسمین آتشبازی کیسی چہوٹی تہی
روشنی کیسی ہوئی تہی - پہلواری کیسی بنی تہی - گانے بجانے والون
کے کتنے طایفے تہے وغیرہ - اور نہ کوئی ایسی مفید اور پایدار شے یادگار
اس شادی کی موجود ہے جو باعتبار فواید خلق خدا نیر دایم یا باعتبار شہرت
اور ناموری کے یادگار کہے جانیکا رتبہ رکہتی ہو - البتہ یہہ بات اس شادی
کی یاد رکہنے کے لایق ہے کہ اسمین بکہیر اور باڑہ دینے کی رسمین (جو
سب سے زیادہ فضول اور مضر ہے اور جسمین لاکہون روپیہ اُور صرف ہو جانا

چاہئے تہا اور جو اب سے چند سال پیشتر نہایت ضروری سمجھی جاتی تھی اور اس بغیر گویا شادی ہی کچھہ نتھی) ایک پیسہ بہی خرچ نکیا گیا اور اسکو دیکھکر تمام اس ملک مین سے یہہ رسم جسکے سبب سے لوگ نہایت زیربار اور تباہ ہوتے تھے اور آپس کی شرم و لحاظ کے باعث چہوڑ نہ سکتے تھے موقوف ہوگئی۔

ارل میو صاحب اور امیر شیر علیخان والی کابل کی ملاقات اور مہاراج کا اسمین شریک ہونا

آغاز ۱۸۶۹ء مین امیر شیر علیخان والی کابل کا ہندستان مین آنا اور ارل میو صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہند کا اُنکی ملاقات کے واسطے ایک عظیم الشان دربار کرنا ایک ایسا واقعہ ہے جو اس ریاست کی تاریخ سے بہی اُسکو کسیقدر تعلق ہے۔

یہہ دربار پانچوین مارچ سنہ مذکور کو انبالہ مین ہوا تہا اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک پنجاب کے علاوہ نواب لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی اور صاحب کمانڈر انچیف افواج ہندستان اور صاحب کمانڈر انچیف افواج احاطہ بمبی اور نواب گورنر جنرل بہادر کی کونسل کے تمام ممبر اور سکرٹری اور ہندستانی رئیسون مین سے مہاراج اور

راجہ صاحب جیند و نابہہ اور کپورتہلہ اور نواب صاحب مالیرکوٹلہ اور سردار صاحب کلسیہ جو قرب کے سبب سے بلائے گئے تہے اسمین شریک تہے

یہہ ملاقات شاہانہ طور کی تہی اور امیر صاحب اور اُنکے ولیعہد سردار عبداللہ جان کیواسطے نواب گورنر جنرل بہادر کے دائین بائین ویسی ہی شاہی کرسیان لگائی گئی تہین جیسی خود اُنکی کرسی تہی اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اور صاحب فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند اور کئی اور بڑے بڑے عہدہ دار جاکر اُنکو ملاقات کیواسطے لائے تہے اور نواب ویسرائے گورنر جنرل بہادر نے لب فرش تک استقبال کیا تہا اور فوج نے بہی شاہی سلامی کی تہی مگر اسمین ہندستانی رئیسونکی نشست کا قرینہ ایسا تہا جو اُنکی دلشکنی اور ملال کے علاوہ ایک اور طرح سے بہی گورنمنٹ کی تدبیر ملکی کے برخلاف تہا اور فارن آفس کے عہدہ دارون نے اُسکے تجویز کرنے مین بہت بے احتیاطی کی تہی کیونکہ بہت عرصہ نہین گذرا کہ امیر کابل کیطرح یہہ بہی سرحدی رئیس تہے اور گو اُنکا وسیع اور بڑا ملک نتہی مگر آزادی اور خودمختاری مین بہت کچہہ اُس سے مشابہت رکہتے تہے مگر اتفاقات وقت نے اُنکی وہ حالت بدل دی اور اُنہون نے گورنمنٹ انگریزی کی اطاعت اور فرمان برداری

اختیار کی اور اُسکی قدرشناسی پر اعتماد کرکے اپنی تقدیر اُسکی تقدیر کے شامل کرلی پس امیر کابل کے لئے جسکے کامل مطیع اور فرمان بردار بنانیکی گورنمنٹ دل سے آرزومند ہے یہہ ایک نمونہ تہے اور اسلئے لازم تہا کہ اُسکے روبرو انکی عزت اور احترام ایسے نمایان طور سے کیا جاتا جسکو دیکھکر اُسکو بہی گورنمنٹ کی دلی اطاعت اور کامل فرمان برداری اختیار کرنیکے فواید کا خیال ہوتا اور عوام مین اس خیال کے پیدا ہونیکی گنجایش نہوتی کہ جو کوئی گورنمنٹ کی اطاعت اختیار کرتا ہے اخیر مین وہ اُسکی عزت اور احترام کی نسبت بے پروائی کرتی ہے لیکن گورنمنٹ پنجاب کے ذریعہ سے حکام اعلی جب ان خیالات سے آگاہ ہوے تو حتی الامکان اسکی تلافی مین توجہ کی گئی۔

مہاراج کا عالیجناب ڈیوک آف ایڈن برا بہادر کی ملاقات کے لئے لاہور جانا اور مختلف واقعات

اس ریاست کی تاریخ مین ۱۸۷۰ء اپنے مختلف واقعات کے لحاظ سے ایک نمایان اور ممتاز سال ہے۔ اسمین سب سے پہلے جو قابل الذکر بات ظہور مین آئی وہ یہہ تہی کہ فروری کے آغاز مین مہاراج پنجاب کے اُن بڑے

بڑے رئیسون کے ساتھہ شریک ہونیکو لاہور تشریف لیگئی جو عالیجناب معلے القاب ڈیوک آف ایڈن برا یعنی حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اجلالہا کے فرزند ثانی شاہزادہ الیفرڈ البرٹ بہادر کی تعظیم و تکریم اور ملاقات کیواسطے بلائے گئے تھے اور اُنکو اپنے شاہنشاہ زادہ کی تعظیم و تکریم بجالانے اور اُنسے ملاقات ہونیکا اعزاز حاصل ہوا اور اُنہون نے اُنکی تشریف آوری کی یادگار قایم رکھنے کے لئے پنجاب یونی ورسٹی لاہور کو بنیس ہزار روپیہ اس حکم سے عنایت کیا کہ اُسکے منافع سے سال بسال ایک وظیفہ شاہزادہ صاحب بہادر کے نام نامی سے دیا جایا کرے۔

اس موقع پر ہمسکو یہہ بات بیان کردینی چاہئیے کہ پہلے کبھی کسی ایسے موقع پر مہاراج اور نواب صاحب بہادر بہاول پور کے جمع ہونیکا اتفاق نہوا تھا اور اسلئے یہہ امر تصفیہ طلب تھا کہ دربار مین نشست کس ڈھنگ سے ہو پس راقم کے بھائی خلیفہ سید محمد حسین صاحب نے جو اُسوقت ریاست کی طرف سے وکالت کے عہدہ پر مامور تھے پیش بینی کرکے اس معاملہ کو حکام گورنمنٹ پنجاب کی خدمت مین پیش کیا اور اگرچہ

کئی ایسے سبب موجود تھے جنکے باعث سے نواب صاحب کے نمبر نشست کی تاخیر مشکل تھی مگر انہون نے ایسے معقول دلایل کے ساتھہ اسکو پیش کیا کہ آخر کار گورنمنٹ اعلی کو رپوٹ ہوکر یہہ امر خاطر خواہ طے ہوگیا۔

شاہزادہ صاحب بہادر کا تشریف لانا صرف سیر و سیاحت کی غرض سے تہا اور انگلستان کے خاندان شاہی مین سے وہ پہلے شخص تھے جنہون نے جہاز سے اُتر کر ہندستان کی زمین پر قدم رکہا۔

مہاراج اور نواب صاحب بہادر بہاولپور کی ملاقات

اِس موقع پر نواب صاحب بہادر والی بہاولپور کے ساتھہ بہی ملاقات ہوگئی اور موافق اُس دستور العمل کے جو جانبین کے اہلکارون کے مشورہ

لہ روسائے بہاولپور اپنے ایک بزرگ داود خان کے نام کی مناسبت سے داؤد پوترے کہلاتے ہین کیونکہ پنجاب کے لوگ پوتے کو پوترا بولتے ہین اور انکو اس بات کا دعوی ہے کہ ہم جناب رسول خدا صلعم کے چچا حضرت عباس کی اولاد مین سے ہین کہتے ہین کہ جب ۶۵۶ ہجری کے آغاز مین چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان نے بغداد کو فتح کر کے مستعصم باللہ کو جو عباسیون مین کا آخری خلیفہ تہا قتل کر ڈالا یہہ لوگ تاتاریون کے خوف سے خراسان اور سیستان کے راستہ سے دریائے سندہ کے قریب جوار مین آکر آباد ہو گئے اور رفتہ رفتہ ایسی طاقت پکڑ گئے کہ ۱۱۵۳ھ مین انکا بزرگ داؤد خان اپنے زور کے گہمنڈ مین صوبہ دار ملک سندہ کے ساتھہ جو نادر شاہ کی طرف سے متعین تہا بگاڑ بیٹہا اور شکست کہا کر

سے قرار پایا تہا اول نواب صاحب جناب مہاراج کی ملاقات کیواسطے تشریف
لائے پہر مہاراج اُنکے ملنے کو گئے اور اسطرح سے جو دوستانہ راہ ورسم
دونون ریاستون مین ایک عرصہ دراز سے جاری تہی زیادہ مستحکم ہوگئی

مہاراج کی بہن بی بی بختاور کنور صاحب کی وفات

مہاراج ابہی لاہور ہی مین تہے کہ اٹہارہوین فروری کو تار آنکی بڑی
بہن بی بی بختاور کنور صاحب کی وفات کی خبر پہنچی جو معہ اپنے خردسال
فرزند ولیعہد ریاست بہرتپور کے کئی مہینے سے پٹیالہ آئی ہوئی تہین چونکہ
آغاز دسمبر سنہ گذشتہ مین اُس نونہال دولت کا پہیپڑے کے ورم سے
انتقال ہو چکا تہا اور اب تپ کی بیماری سے انہون نے بہی قضا کی

اپنی قوم کے دریاے سندہ کے اس پار ایک جنگل مین آ نکلا جہان اُنکو فوج
شاہی نے اگر گہیر لیا اور انہون نے راجپوتون کیطرح بیحرمتی کے خوف سے اپنے
جورو بچون کو قتل کرکے دشمنون پر جو اس وحشت ناک اور مہیب حرکت کو دیکہکر
دہشت مین آگئے تہے ایسا حملہ کیا کہ جس سے اُنکا مونہہ پہر گیا۔
اب انہون نے سندہ کے شمال کیطرف بڑہنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ اُس قطعہ زمین
کے مالک ہوگئے جو آجکل بنام ریاست بہاولپور مشہور ہے اور داؤد خان کے بیٹے
مبارک خان نے صوبہ دار ملتان کی مہربانی سے (جو شہنشاہ دہلی کیطرف سے
متعین تہا) اپنے موروثی ملک مین بہی کچہ حصہ حاصل کرلیا جو جنوب مین اُس

اِس سے اُن تعلقات کا گویا خاتمہ ہو گیا جو دونون ریاستون کے باہم تہے اور جن سے دونون کے بہت بڑے فواید متصور تہے - اس موقع پر اور دوست رئیسون کیطرح سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب کا تعزیت کے لئے تشریف لانا اور ایک دوست والی ملک کی دلجوئی کیواسطے خاص اُسی کے ملک کے طریقہ کا پیرو ہونا ایک قابل تعریف امر تہا کیونکہ یہی باتین ہین جنسے فاتح اور مفتوح قوم مین محبت اور اتحاد پیدا ہو سکتا ہے اور مغایرت اور جدائی کے خیالات کم بلکہ مفقود ہو سکتے ہین جو ہماری

مقام تک پہیلتا تہا جہان اُس زمانہ مین دریاے بیاس و ستلج کا اکہٹا راستہ تہا اور جسمین اب ضلع منٹگمری اور ملتان کا ایک بہت بڑا حصہ شامل ہے -

ابتدا مین پچاس برس تک یہہ ریاست بہت چہوٹے چہوٹے سردارون مین منقسم رہی جو ہر ایک بجاے خود حاکم مستقل اور اپنے اپنے قبیلہ کا سردار تہا مگر داؤد خان کے پوتے نواب بہاول خان اوّل نے اُنکو مغلوب کرکے سب ملک اپنے ماتحت کرلیا اور طاقت کے یکجا ہوجانیکا یہہ نتیجہ ہوا کہ اگرچہ احمد شاہ دُرّانی کا بیٹا تیمور شاہ انکا مزاحم ہی ہوتا رہا اور اُسکی فوج نے کچہہ دنون تک بہاولپور مین قیام ہی رکہا مگر توبہی اضلاع ملتان وغیرہ مین انکا اقتدار قایم رہا بلکہ انہون نے ضلع ڈیرہ غازی خان کو خان قلات سے پہیر کر اپنے قبضہ مین کرلیا اور جب سنہ ۱۸۰۹ع مین شاہ شجاع الملک کے کابل سے نکالے جانیکے بعد درانیون کی سلطنت مین ضعف آگیا یہہ آزاد اور خود سر بنگئے مگر انکی اخیر عمر مین

راے مین سلطنت کی تقویت اور استحکام کے لئے ایک نہایت ضروری امر ہے۔

کونسل ریجنسی کی موقوفی اور مہاراج کو اختیار کا ملنا

جس بنیاد پر کونسل ریجنسی مقرر ہوئی تہی اور جو دوراندیشی اور احتیاط ممبرون کے انتخاب کے باب مین کی گئی تہی اور جس امر کی روک تہام کیواسطے دستور العمل بنایا گیا تہا وہ ہم پہلے مفصل لکہہ آئے ہین مگر افسوس ہے کہ زیادہ عرصہ گذرنے نہ پایا تہا کہ ارکان ریاست کے باہم ناچاقی اور نااتفاقی کے سامان نظر آنے لگے اور جس امر کا اندیشہ تہا آخر وہی ظہور مین آیا یعنی آغاز ۱۸۶۵ء

جب مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے زور پکڑا اور دریاے ستلج کے شمال کی طرف کا ملک انکے قبضہ سے نکل گیا اور یہہ انکے خوف سے سرکار انگریزی سے اپنی حفاظت کے ملتجی ہوئے۔ اگرچہ عہدنامہ کی رو سے سرکار انگریزی کو انکی حفاظت کیلئے دخل دینے کا اختیار تہا کیونکہ دریاے ستلج کے بائین طرف مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا کچہہ حق نہ تہا مگر کسی مصلحت سے سرکار اس سے انکار کرتی رہی لیکن ۱۸۳۳ء مین انکے پوتے بہاول خان ثالث کے ساتہہ سولہ دفعات کا ایک عہدنامہ دوستی اور تجارت کے باب مین ہوگیا جسکی دفعہ دویم و سویم کی رو سے وہ مالک اور خود مختار حاکم اپنے ملک کے مانے گئے اور ۱۸۳۸ء مین جب شاہ شجاع الملک کے دوبارہ تخت کابل پر بٹہانیکی تجویز ہوئی چونکہ اُس زمانہ مین کابل کا سیدہا راستہ جو

مین جب جنرل سر ہربرٹ ایڈوارڈس صاحب بہادر (جنکا ذاتی رعب داب ہی فتنہ وفساد کے دبے رہنے کا ایک بڑا سبب تہا) ولایت کو چلے گئے اور جنرل ٹیلر صاحب بہادر تشریف لائے چند خودغرض شخصون نے باہم سازش کر کے ایک ایسے عہدہ دار کو جسکا معزول یا تبدیل کرنا بغیر کسی گناہ اور مشورہ سب ارکان ریاست کے دستور العمل کی رو سے جایز نتہا مہاراج سے جو ابہی قریب بارہ ہی برس کے سن مین تہے صاحب ایجنٹ کو کہلا کر معزول اور اُسکی جگہہ ایک اور شخص کو مقرر کرا دیا اور صاحب موصوف نے بغیر اسکے کہ اس بات پر لحاظ کرین کہ یہہ مہاراج کی ذاتی راے نہین ہے اور اُنکی راے اور مرضی سے ایسے اُمور کے طے

پشاور ہوکر تہا محفوظ تہا اور اس سبب سے افغانستان کے تاجر درہ بولان کے راستہ سے بہاولپور کے علاقہ مین سے ہوتے ہوے اس مُلک مین آتے تہے اسلئے سرکار انگریزی نے بہی کابل کو اپنی ڈاک اسی راستہ سے قایم کرنی مناسب جانکر آٹہہ دفعات کا ایک اقرار عہدنامہ کیا جسکی رو سے سرکار انگریزی نے ریاست بہاولپور کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور نواب صاحب نے اپنے کو مطیع الامر سرکار موصوف قرار دیا اور فریقین کے دوست دوست اور دشمن دشمن قرار پائے اور چونکہ نواب صاحب نے اس موقع پر اچہی خدمات کین اسکے صلہ مین سبزل کا کوٹ اور بہونگ بارہ کا علاقہ عنایت فرمایا اور پہر ۱۸۴۹ء مین مہم ملتان کی خدمات کی عوض ایک لاکہہ روپیہ سال نقد حین حیات مرحمت کیا۔

ہونیکا زمانہ ابہی بہت دور ہے اسکو منظور کرلیا اور اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ لوگون کو
جو یہہ بہروسہ تہا کہ خلاف منشاء دستور العمل ہماری عزت اور منصب مین کوئی
خلل انداز نہو سکیگا وہ جاتا رہا اور ہر کسی کو یہہ اندیشہ ہوگیا کہ ایک دن اسیطرح مین
بھی معزول کرادیا جاؤنگا اور اس سبب سے ارکان ریاست کے باہم
ایک سخت بدگمانی پیدا ہوگئی اور دو فریق بنگئے - اب اُس فریق نے جو
اس معاملہ مین کامیابی حاصل کرچکا تہا قدم اور آگے بڑہایا اور اس سے
تہوڑے ہی عرصہ بعد ایک اور بڑے شخص کو جو مہاراج کی تعلیم انگریزی کے
واسطے گورنمنٹ انگریزی کی معرفت بلایا گیا تہا اور جسکا اس عہدہ پر ہونا

۱۸۵۰ء مین انہون نے اپنا یہہ ارادہ ظاہر کیا کہ بجائے ہمارے بڑے بیٹے حاجی خان کے ہمارا تیسرا لڑکا سعادت یار خان جانشین بنایا جائے - لیکن سرکار انگریزی نے معاملہ خانگی سمجھکر مداخلت اور نیز مشورہ دینے سے انکار کیا اور یہہ امر اُنکی زندگی تک اسیطرح بلا تصفیہ رہا مگر جب انکا انتقال ہوا سعادت یار خان مسند پر بیٹھا اور اپنے کو بلقب محمد صادق خان ملقب کیا لیکن قوم نے بڑے کو حقدار قرار دیا اور کسیقدر جنگ و جدال کے بعد اسکو معزول کر کے حاجی خان کو بلقب نواب فتح خان رئیس بنایا -

یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ رئیس کا لقب فتح خان مقرر ہوا ورنہ دستور یہہ تہا کہ مسند نشین ہونیکے بعد بہاول خان یا صادق محمد خان مین سے کوئی لقب اختیار کرلیا جاتا تہا یعنی اگر باپ کا لقب بہاول خان ہوا تو بیٹے کا صادق محمد خان اور صادق محمد خان ہوا تو بہاول خان

اِس فریق کے ایک رکن اعظم کو بہت ناگوار تہا مہاراج کی ناراضی اور سوءِ
مزاج کا حیلہ اٹہا کر علیحدہ کرادیا اور صاحب ایجنٹ نے تہوڑی سی ناگواری کے
ساتہہ اسکو بہی منظور کرلیا اور جب یہہ تدبیر بہی چل گئی اور صاحب ایجنٹ کے
مزاج کو دیکہکر بہروسہ ہوگیا کہ جو چال چلی جائیگی وہ خالی نہ جائیگی تو ایک اور
منصوبہ اٹہایا جسکے واسطے یہہ دونون معاملے گویا بطور مقدمہ اور تمہید کے تہے
یعنی مہاراج کو جو ابہی قریب تیرہ ۱۳ ہی سال کی عمر مین تہے اور میعاد بلوغ
کے پورا ہونے مین پانچ برس باقی تہے چپکے چپکے فرمان روائی اور خود
مختاری حاصل کرنیکی ترغیب و تحریص شروع کی اور اپنا اسمین ساعی ہونا

مقرر ہوتا تہا غالباً اسکا یہہ سبب ہوگا کہ بہاول خان تو انکے والد کا ہی لقب تہا اور صادق محمد
خان کا لقب سعادت یار خان نے اختیار کرلیا تہا پس اب کوئی لقب باقی تہا جو یہہ اختیار کرتے
اسلئے انہون نے بہائی پر فتح پانیکے سبب سے اپنا لقب فتح خان تجویز کیا۔
سعادت یار خان کو بسفارش وکالت سرکار انگریزی سولہ سو روپیہ ماہواری کی پنشن اس
شرط سے ملی کہ وہ اپنی اور اپنی اولاد کیطرف سے ریاست کے دعوی سے دست بردار ہو
اور علاقہ انگریزی مین آکر سکونت اختیار کرے اور کسیطرح کی سازش نواب صاحب کے
برخلاف نکرے گروہ نجلانہ بیٹہہ سکا اسواسطے لاہور کے قلعہ مین نظربند کیا گیا اور
اگست سنہ ۱۸۶۲ء مین وہین مرگیا۔
ہمقوم سردارونکا سعادت یار خان کو ریاست سے معزول کردینا اور نواب فتح خان صاحب کو

ظاہر کیا جس سے یہہ مقصود تہا کہ مہاراج سب سے زیادہ انکو اپنا خیرخواہ جانین اور اگر بالفرض یہہ امر ہوجاے تو نام تو انکا ہو اور حکومت خود کرین اتفاقاً اسی عرصہ مین کونسل کے دو ممبر آگے پیچہے قضا کر گئے اور کونسل مین صرف ایک شخص باقی رہگیا پس موقع مناسب جانکر انہون نے اسکی تحریک شروع کی اور صاحب ایجنٹ کے پاس جو دورہ کرتے ہوئے آئے تہے اور مہاراج کو تعلیم مین ترقی کرتے ہوے نہ دیکہکر ناراض ہوئے تہے اُنکے معلم انگریزی سے ایک بیغرضانہ پیرایہ مین یہہ کہلا دیا کہ "مہاراج کے پڑہنے لکہنے مین دل نہ لگانیکا یہہ سبب ہے کہ وہ جوان اور ہوشیار ہو چلے ہین اور یہہ دیکہکر کہ کاروبار ریاست مین ہمارا کچہہ دخل اور اختیار نہین ہے پژمردہ

رئیس بنانا اسکا باعث ہوا کہ انکی طبیعتو نمین آزادی اور خودسری پیدا ہوگئی اور نواب فتح خان صاحب جو ایک ضعیف الرائے شخص تہے احسانمندی یا خوف کے سبب سے انکو روک ٹوک کرنے سے چشم پوشی کرتے رہے پس اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ جب اکتوبر ۱۸۵۸ء مین انکا انتقال ہوا اور انکے فرزند اکبر رحیم یار خان بلقب بہاول خان رابع جانشین ہوے یہہ لوگ پہر اسی قسم کے فتنہ و فساد سے اپنی اُس آزادی اور خودمختاری کے حاصل کرنیکے درپے ہوئے جس سے اُنکو نواب بہاول خان اوّل نے محروم کردیا تہا اور کئی بڑے بڑے سردار کہلے بندون باغی ہوگئے اور بہاولپور کے کوٹ پر ایک سخت حملہ کیا اور ارادہ کیا کہ نواب صاحب کے تین چچا اُن کو جو قلعہ ڈیراور مین قید تہے چہڑالین مگر انکو شکست ہوئی اور نواب

خاطر رہتے ہیں اگر اُنکو اختیار دیدیا جاے اور کام کا بوجھ ڈالا جاے تو یقین ہے کہ خوش ہوکر زیادہ جی لگائیں ،، اب اگرچہ یہہ بات صرف ایک بناوٹ تہی مگر صاحب ایجنٹ کے دل پر اسکا ایسا اثر ہوا کہ اُنہوں نے بغیر اسکے کہ اسکے مآل پر کچہہ غور کریں اور سوچیں کہ خلاف منشا ، واجب العرض اور دستور عام کے گورنمنٹ اسقدر مدت پہلے اسکو منظور نکریگی کونسل کے نئے ممبروں کے باب میں جو رپوٹ کرنیوالے تہے اُسکو ملتوی کر دیا اور مہاراج سے یہہ وعدہ کرلیا کہ اگر سب اہلکاروں کو آپ برابر اپنا خیر خواہ سمجہیں اور کسی فریق کو بڑہنے ندیں تو ہم عنقریب آپکو اختیار دیئے جانیکے واسطے رپوٹ کردینگے - مگر یہہ بات ہونہار کب تہی اور حکام اعلی خلاف قاعدہ اسکو کب

صاحب نے اُن تینوں کو جو بیچارے محض بیگناہ تہے قتل کرادیا اور ایسی ہی اور چند بدعتیں واقع ہوں جنکے باعث سے ملک بہاولپور کی عام امنیت میں خلل آجانیکا اندیشہ ہوا اور بضرورت سرکار انگریزی کو اپنی سخت ناراضمندی کی دہمکی دینی پڑی مگر یہہ پر آشوب عہد جلد ختم ہوگیا یعنی مارچ ۱۸۶۶ء میں کہانا کہانیکے تہوڑی ہی دیر بعد غالباً کثرت استعمال شراب کے باعث سے جسکی وہ بشدت عادی تہے یاکسی اور سبب سے یکایک اُنکا انتقال ہوگیا -

اسوقت نواب صادق محمد خان بہادر یس حال بہت ننہے تہے اسلئے ہمقوم سرداروں نے ایک اور شخص کا مسند نشین ہونا تجویز کیا اور فوج باغی ہوکر اُنکے ساتہہ ہوگئی اور بیچاری بیگم صاحب اور اُنکے مشیروں نے سرکار انگریزی سے حفاظت کی استدعا کی مگر لارڈ لارنس صاحب نے

منظور کر سکتے تہے پس صاحب موصوف نے جو لارڈ لارنس صاحب وائسرائے وگورنر جنرل بہادر ہند سے جو اُنکے بڑے دوست تہے پرایوٹ طور پر استمزاج کیا تو انہون نے خلاف قاعدہ اور قبل از وقت سمجہکر صاف انکار کردیا اسی عرصہ مین ان لوگون نے بے صبری کرکے ایک ایسا عہدہ جو دستور العمل کی رو سے بغیر پوری کونسل اور ارکان ریاست کی کثرت رائے کے کسیکو نہین دیا جا سکتا تہا اُس شخص کو جو کونسل کے ممبرون مین سے باقی تہا اور جسکا عدم وجود اسوقت برابر تہا مہاراج سے کہلاکر اور دباکر اپنے ایک رفیق کو دلادیا اور صاحب ایجنٹ بہادر نے اسی بات کو آگے رکہکر ایک طول طویل پروانہ مشعر منسوخی اپنے وعدہ کے وکیل ریاست کے نام جاری کیا اور کونسل جسکا پہر

جو اسوقت ویسرائے وگورنر جنرل تہے زیادہ مداخلت کرنا ناپسند کیا اور اسپر اکتفا کیا کہ سید مراد شاہ جو سرکار انگریزی کی جانب سے بطور ایجنٹ مسلمان رہتا تہا اپنی صلاح ومشورہ سے مدد دیتا رہے اس شخص کی سعی البتہ اسقدر کارگر ہوئی کہ سپاہ پہر مطیع ہوگئی اور فساد کسیقدر دب گیا - مگر بیگم صاحب سے انتظام کا قایم رہنا دشوار تہا اسلئے وہ گورنمنٹ سے برابر مداخلت کی درخواست کرتے رہین اور آخرکار بہ پذیرائی اُنکی درخواست کے جولائی ۱۸۶۶ء مین نواب صاحب کے بالغ اور جوان ہونے تک سرکار انگریزی نے انتظام اپنے ہاتہہ مین لیلیا جو ابتک جاری ہے یہہ ریاست شمال اور مغرب کی جانب دریائے ستلج اور سندہ اور جنوب مین ریاست جیسلمیر اور مشرق کیطرف سرسہ وغیرہ اضلاع انگریزی سے ملحق ہے - شہر بہاولپور کا عرض

قایم ہونا اب غیر متوقع تہا اخیر سنہ ۶۶ء مین پوری قایم کردی۔

اب اگرچہ صاحب ایجنٹ کا اپنے وعدہ سے پہر جانا اور کونسل کو پہر پورا اور قایم کر دینا اس بات کا ثمرہ تہا کہ لارڈ لارنس صاحب بہادر کی راے مین خلاف دستور ایسی کم سنی مین اختیار کا دیا جانا مناسب تہا یا خود ان لوگون کی سو تدبیریون کا نتیجہ تہا مگر انہون نے اسکو اپنے فریق مخالف کے ذمہ لگایا اور چونکہ امید کے بعد مایوسی کا ہونا خصوصاً جبکہ ایسے بڑے شخص (صاحب ایجنٹ) کے اقرار اور نیز قریب سال بہر کے عمل کے سبب سے مضبوط جڑ پکڑ گئی ہو طبعاً اسکا مقتضی تہا کہ خواہی نخواہی رنج وملال ہو پس مہاراج نہایت افسردہ خاطر ہوے اور چونکہ اُن لوگون کی جانب سے اپنے

شمالی اُنتیس ۲۹ درجے اکیس ۲۱ دقیقے اور طول شرقی اکہتر درجے اُنتیس دقیقے ہے اور اگرچہ کل رقبہ پندرہ ہزار مربع میل ہے مگر آباد اور مزروعہ رقبہ صرف چار ہزار پانسو چہیانوے ۴۵۹۶ ہی ہے - جب سے انتظام سرکار انگریزی کے ہاتہہ مین آیا ہے صاحبان پولیٹیکل ایجنٹ نے ریاست کے تمام شعبون مین نہایت اصلاح اور ترقی کی ہے جسکے سبب سے آمدنی ہی بیس ۲۰ لاکہہ سے کچہہ زیادہ ہوگئی ہے۔

نواب صاحب کی سلامی سترہ ۱۷ توپ کی سرکار انگریزی سے مقرر ہے اور بعد جمون اور پٹیالہ کے باقی سب روسا با اختیار متعلقہ پنجاب سے انکا درجہ بالاتر ہے۔

مولف

منصوبے پہر زندہ کرنیکی پیروی اور تحریک برابر جاری ہی اس سبب سے ایسی مشکلین پیدا ہوگئین کہ جنکا اندازہ وہی شخص خوب کرسکتے ہین جو خود ایسی مشکلات مین پہنسے ہون مگر اسی عرصہ مین اس فریق کے پیش روکی نسبت سرکاری روپیہ کے تصرف کرلینے کا ایک سنگین مقدمہ عاید ہوگیا اور ہنوز ابہی کچہہ حکم نہوا تہا کہ کوہ کسولی پر (جہان گرمی کے موسم مین صاحب کمشنر بہادر ممالک این روی ستلج اور انکا دفتر رہتا ہے) وکیل ریاست نابہہ کے کاغذات کی چوری کا جسپر صاحب ایجنٹ بہادر کو بیحد اعتماد تہا اور جسکی وساطت سے ریاستون کے پولیٹکل معاملات مین اسوقت ایک عجیب طور پر خفیہ کارروائیان ہوتی تہین ایک دوسرا مقدمہ کہڑا ہوگیا پس صاحب ایجنٹ نے انکو مہاراج کی برہمی مزاج کا باعث خیال کرکے اول انبالہ مین پولیس کے ایک انسپیکٹر کی حفاظت مین رکہا اور پہر دسمبر ۱۸۹۶ع مین منظوری گورنمنٹ معہ چند اور شخصون کے جو ان سے رفاقت رکہتے تہے یا قدیم یہان کے رہنے والے نتہے ریاست سے علحدہ کردیا۔

اب اگرچہ صورت معاملات کی بالکل بدل گئی تہی اور مہاراج بہی سب لوگون سے مہربانی اور التفات کے ساتہہ پیش آتے تہے مگر جن صاحب کی کوشش اور

تدبیران کا میاب ہونیکا باعث ہوئی تہی اُنکو اپنے مقاصد ترفع اور برتری کے حصول مین خود اپنے دوستون کا وجود بہی ناگوار معلوم ہونے لگا اسلئے اپنے رفیق اور قرابت دار وکیل نالہبہ کی معرفت جسکے اشارون پران ریاستکے نیک و بد کا مدار آرہا تہا پہر ریشہ دوانیان شروع کین اور اس نئی مہم کے سر کرنیکے لئے تدبیرین ہونے لگین مگر اسوقت صرف اسیقدر بات پر اکتفا ہوگیا کہ جون ۱۸۶۸ء مین وہ کونسل کے اکسٹرا آرڈنری ممبر بنائے گئے اور صاحب ایجنٹ نے مہاراج کے اختیار پانیکا وقت قریب خیال کرکے اُنکو بہی بطور ایک رکن کے کونسل مین بیٹہنے اور کاغذات پر دستخط کرنیکی اجازت دی ۔

اب اگرچہ مہاراج انکی ہر طرحسے دلجوئی اور خاطرداری کرتے تہے اور اس امر مین کوشش کرتے تہے کہ انکے دل سے اپنی ناراضی کے خیال کو دور کردین اور اب واجب یہہ تہا کہ سب لوگ ایسا طریقہ اختیار کرتے کہ جس سے گذشتہ لڑائی جہگڑا اس نام سے نامزد نہوتا کہ اہلکار اپنے آقا کو اختیار موروثی سے محروم رکہنے اور ریاست کی باگ اپنے ہاتہہ مین لئے رہنے کی خاطر لڑتے ہین مگر بلند نظری اور دور از کار دوراندیشی سے اُنکو یہہ خیال جم گیا کہ مہاراجکا یہہ طرز سلوک محض دہوکا ہے اور وہ مجہکو فریب دیتے ہین اور بدقسمتی

سے چند صلاح کار بھی اُنکو ایسے ہی مل گئے کہ جنہوں نے اُنکو اس خیال پر پکا
کردیا اور کسی حقیقی دوست کی فہمایش اگرچہ محض مخلصانہ اور دوستانہ تھی کارگر نہ آئی
بلکہ وہ اُسکے بھی سخت بدظن اور مخالف ہوگئے اور اُنکو یہہ فکر ہوگئی کہ اپنی
حفاظت ذاتی کی خاطر مہاراج کو ہمیشہ کے لئے ضعیف الاقتدار رکھیں اور
جس جس کو اپنے اس مطلب کا حارج اور مزاحم سمجھیں ریاست سے علحدہ
کراکر قصہ پاک کریں ۔ پس اُنہوں نے ریاست نابھہ کے ایک ملازم
طبیب کو جو جعل اور افترا پردازی میں مشہور ہے اور اُن دنوں حسب الحکم
صاحب ایجنٹ ریاست سے علحدہ کیا ہوا تھا یہہ لالچ دیکر کہ پھر ریاست میں داخل کرادیا
جائیگا اپنا اوزار بنایا اور اُسنے ایک ایسا کاغذ تیار کیا جو گویا اس کتاب کے راقم نے
بنام راجہ بھگوان سنگھہ صاحب بہادر والی نابھہ لکھا تھا اور اُسمین
اُنکو جنرل ٹیلر صاحب بہادر کی رایون کے خلاف معاملات
ریاست میں حکام اعلی کیخدمت میں بوکالت و وساطت مسٹر مور نامے
ایک انگریز کے جو پادری کہلاتا تھا اور پادریون کی کوئی بھی نیک خصلت اُسمین
نتھی اور صرف ایک آوارہ اور مفلس اور شرابی شخص تھا داد فریاد کرنے اور بذریعہ
اخبارات اِن امور کے اشاعت کرنیکی صلاح دی تھی اور اُسکو گانٹھہ کر اپنے قول کی تصدیق

کیواسطے گواہ بنایا اور صاحب ایجنٹ کے پاس وکیل ریاست نابہہ کی معرفت مخبر
کے طور پر پیش کیا اور کونسل ریجنسی نابہہ کو جو پتلی کیطرح وکیل مذکور کے اشارون کی
تابع تہی مدعی بنایا اور تاکہ کوئی چہوٹا یا بڑا مخالف انکا ریاست مین نرہے میر
امداد علی صاحب دیوان کو بہی اسمین لپیٹا اور اُنکی نسبت یہہ الزام لگایا کہ اب سے
ایک برس پہلے جب وہ مع ایک ممبر کونسل کے جنرل ٹیلر صاحب بہادر
کے استقبال کو نابہہ گئے تہے انہون نے راجہ بہگوان سنگہہ صاحب بہادر
کو ایک مراسلہ کے مسودہ مین جو صاحب موصوف کے نام ایک اپنے ایسی
ہی معاملہ مین لکہنا چاہتے تہے کچہہ صلاح دی تہی اور اُنکے ہمراہی شخص سے
اسکی گواہی دلوائی اور مہاراج کو ان معاملات کا رازدار بیان کیا اور صاحب ایجنٹ
نے جو اُنکو نہایت ہی سچّا جانتے ہوئے تہے اسکو واقعی اور سچ سمجہکر آغاز
جولائی ۱۸۶۹ع مین ہماری ریاست کے وکیل کو جو وہ ہی اس سازش مین شریک
تہا مہاراج کے نام اپنا مراسلہ دیکر پٹیالہ بہیجا اور پہلے کیطرح پولیس کے ایک انسپکٹر
کو اُسکے ساتہہ بہیجا جسمین اس مقدمہ کی جو جرم مخالفت با سرکار کے نام سے تعبیر
کیا گیا تہا مخبری کا ہونا اور مسٹر مور کا گواہی دینا وغیرہ لکہکر یہہ لکہا تہا کہ ہم دونون
کو تحقیقات کیواسطے انبالہ بہیجدیوین اور مہاراج خود بہی کسولی پر اُنکے پاس جائین

اور ہمارے کسی رشتہ دار کو اپنے پاس نرکہین۔

اب کسولی پر جو کارروائیان ہوئین اور جو ٹہنڈی گرمیان مہاراج کو دکہلائی
گئین اور جو بعض قدیم اہلکارون نے صاحب ایجنٹ بہادر کے روبرو مہاراج
سے خلاف طریقہ ادب وبیہودہ نامناسب گفتگوئین کین اُنکا لکہنا ہم مناسب نہین
سمجہتے اور صرف اُسی معاملہ کو لکہتے ہین جو خاص ہمکو پیش آیا۔ واضح ہو کہ
خوش قسمتی سے ان سازشون کا حال ہمکو چند روز پہلے معلوم ہوگیا تہا اور
ہماری ریاست کے وکیل محکمہ ایجنٹی کے ہاتہہ کا لکہا ہوا ایک کاغذ جسمین اس سازش
کی تمام کیفیت من وعن درج تہی اتفاقاً خاص اُسی گروہ کے ایک شخص نے ہمکو
دیدیا تہا اور مہاراج کے ارشاد کے موافق میرے چہوٹے بہائی خلیفہ
سید محمد حسین صاحب نے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر وصاحب سکرٹری گورنمنٹ پنجاب
کو اس سازش کے حال سے آگاہ کرکے پوست کندہ تحقیقات کی درخواست
کی تہی پس اسمعاملہ کے پیش آتے ہی مابین گورنمنٹ اور صاحب ایجنٹ تہوڑی
سی خط وکتابت ہوکر مقدمہ جنرل ٹیلر صاحب بہادر کے ہاتہہ سے
نکلگیا اور بذریعہ ایک کمیشن کے جسکے میجر ٹائی صاحب ڈپٹی کمشنر
انبالہ اور مسٹر سمائتہہ صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور ممبر اور مسٹر جیمس ولیم میکناب

صاحب بہادر ایڈیشنل کمشنر انبالہ پریذیڈنٹ تہے کونسل نابہہ اور ممبری کونسل
کے مواجہ مین جو درپردہ مدعی تہے اسکی تحقیقات ہوئی۔

اب اگر ہم اس مقدمہ کی تفصیل اور اُسکی تردید اور جو جو کاروائیان ہمارے خلاف کی گئی تہین مفصّل لکہین تو اسکے واسطے ایک علحدہ کتاب درکار ہے مگر خلاصہ یہہ کہ وہ الزامات محض ساختہ اور بے اصل ثابت ہوئے اور اسی کے ضمن مین اُس طلسم کی بہی قلعی کُہل گئی جسمین وکیل نابہہ نے جنرل ٹیلر صاحب بہادر کو بہسا رکہا تہا اور جسکے باعث سے نابہہ اور پٹیالہ کے معاملات مین جو وہ اُنکو کہدیتا تہا وہ اکثر وہی کردیتے تہے اور کمیٹی نے ایک مفصّل رپوٹ اسباب مین گورنمنٹ کو لکہی مگر چونکہ حکم تہا کہ وہ صاحب موصوف کی معرفت گورنمنٹ مین بہیجی جاوے صاحب موصوف نے اُسپر اپنا ریمارک وغیرہ لکہنے کے لئے اُسکو کئی مہینے اپنے پاس ڈالے رکہا۔ اسی عرصہ مین مہاراج کا ہز رایل ہائی نس ڈیوک آف ایڈنبرا بہادر کی ملاقات کیواسطے لاہور تشریف لیجانیکا موقع ہوگیا اور چونکہ گورنمنٹ کو یقین ہوگیا تہا کہ مہاراج کو اختیار دئیے بغیر فساد اور بدانتظامی موقوف ہوگی پچیسوین فروری ۱۸۷۰ء کو جبکہ وہ لاہور ہی مین تشریف رکہتے تہے انکو

بناتہ حکمرانی کا اختیار دیا گیا اور اس تمام شور و شر کا جو اسوقت ہو رہا تہا خاتمہ ہو گیا
ہمارے دوستون کو یقین تہا کہ ان باتون کی کوئی تحقیقات نکریگا اور گوگو
مین جو ہم چاہینگے وہی ہو جائیگا اور اسیواسطے اُنہون نے آنکہون پر ٹہیکری
رکہکر یہہ عجیب طور کے جہوٹے اور بے اصل الزام بنائے تہے اور ظاہر اُنکو
یہی گمان تہا کہ صاحب ایجنٹ کے لکہنے کو کون رد کر سکتا ہے مگر گورنمنٹ کے
۱ حکام اعلیٰ کی دانائی اور انصاف اور میرے بہائی خلیفہ سید محمد حسین صاحب
کی کوشش سے یہہ طوفان جو اس ریاست کی تاریخ مین ہمیشہ یادگار رہیگا
فرو ہو گیا۔

عُذر

اِس پُر افسوس قصہ کا لکہنا جسکی یاد اور اعادہ سے غالباً اب بہی بہت سے
دل رنج ہو سکتے ہین ہم نہین چاہتے تہے لیکن تاریخ پٹیالہ کے ایسے اہم واقعات
اس سے متعلق ہین کہ جنکا قلم انداز کیا جانا کسیطرح ممکن نتہا پس مجبوراً ہمکو لکہنا
پڑا مگر اسی خیال سے ہمنے حتی الامکان نہایت اختصار اور اجمال سے کام لیا اور
تفصیل سے جہان تک ممکن تہا پرہیز کرنا مناسب سمجہا پس اُمید ہے کہ ناظرین
ان حالات کی تحریر مین جو صرف ضرورتاً لکہے گئے ہین معذور سمجہکر معاف کرینگے۔

مہاراج کا کپورتہلہ جانا اور راجہ رندہیر سنگھہ صاحب بہادر والی کپورتہلہ کا پٹیالہ آنا

لاہور سے واپس آتے ہوے مہاراج راجہ رندہیر سنگھہ صاحب بہادر والی کپورتہلہ کیخاطر سے جنکے نہایت بے تکلفانہ اور دوستانہ برتاوٴ سے مہاراج نراندر سنگھہ صاحب بہادر کے وقت سے ہی زیادہ باہم محبّت ہوگئی تہی کپورتہلہ تشریف لیگئے اور دو دن کے عیش و نشاط اور سیر و شکار کے بعد اُنسے رخصت ہوکر تہوڑی دیر اُبہیانہ مین آرام فرماکر چہٹی ماچ کی شام کو راجپورہ مین رونق افروز ہوے - یہان راقم اور میر امداد علی صاحب دیوان جو (اُس جہگڑے سے فراغت پاکر جسکا ذکر ہم ابہی لکہہ چکے ہین) ایک روز پہلے انبالہ سے آگئے تہے قدمبوس ہوے اور اگلے دن بڑی دہوم دہام سے سواری پٹیالہ مین داخل ہوئی -

اسوقت لوگون مین ایک عجیب جوش مسرت پایا جاتا تہا اور ہزارون عورت مرد اور بچے اور بوڑہے سواری دیکہنے کو نکل آے تہے جس سے ثابت ہوتا تہا کہ وہ اپنے مالک اور حاکم کی کامیابی کے نہایت متمنی تہے -

اس سے ایک ہفتہ بعد راجہ رندہیر سنگھہ صاحب بہادر جو انگلستان کی

سیر کے ارادہ سے بمبئی کو جاتے تھے حسب وعدہ تشریف لائے اور مہاراج نے
اُنسے بہی بڑہکر اُنکی خاطر اور مدارات کی۔

مہاراج کا فوج کی تنخواہ مین اضافہ کرنا اور پنجاب یونیورسٹی کالج لاہور کو مدد دینا

اب سب کامون سے پہلے جو کام مہاراج نے کیا وہ یہہ تہا کہ سپاہ کی
حالت پر جو کمی تنخواہ کے باعث سے تکلیف مین تہی توجہ فرمائی اور موافق اُس
تجویز کے جو راقم اور بخشی سردار پرتاب سنگہہ صاحب آنجہانی نے
حسب الحکم پیش کی تہی اضافہ تنخواہ کا حکم دیا اور اسکے قریب ہی پنجاب یونیورسٹی
کالج لاہور کو جو السنہ مشرقیہ و علوم قدیمہ کے قیام اور ترقی علوم و فنون مروجہ
زمانہ حال کے واسطے تہوڑے عرصہ سے چندہ کے ذریعہ سے قایم کیا گیا تہا
اور جسکی اعانت مہاراج کو پہلے سے مرکوز خاطر تہی علاوہ اُس روپیہ کے جو
ہز رائل ہائی نس ڈیوک آف ایڈنبرا بہادر کے نام سے سکالرشپ
قایم کرنے کی غرض سے عطا فرمایا تہا چہبیس ہزار روپیہ اور عنایت کیا۔

مہاراج کو سٹار آف انڈیا کا خطاب ملنا اور اُنکا اداے شکر کیواسطے شملہ تشریف لیجانا وغیرہ

اسی عرصہ مین حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا نے ازراہ مکرمت شاہانہ
مہاراج کو نائیٹ گرینڈ کمانڈر طبقہ اعلی ستارہ ہند کا خطاب عطا فرمایا
اور اسکی مبارکباد مین ہز ایکسلینسی ارل میو صاحب بہادر ویسرائے و گورنر
جنرل ہند نے انکو اپنے ہاتھ سے چٹھی لکھی جسکے ادائے شکر کیواسطے جولائی سنہ
مذکور مین مہاراج شملہ تشریف لیگئے اور چونکہ جنرل ٹیلر صاحب بہادر سے
جو قسمت امرتسر کی کمشنری پر تبدیل ہوکر جانیوالے تھے رخصتی ملاقات کا کرنا
مناسب تہا کسولی کے راستہ سے شملہ کو گئے اور اثنا راہ مین لارنس ملٹری
اسائلم کا ملاحظہ کیا جو کرنل سر ہنری لارنس صاحب بہادر
آنجہانی نے اپنے رزیڈنٹ دربار لاہور ہونیکے وقت اپنے ہمقوم سپاہیون
کے لڑکے لڑکیون کی پرورش اور تعلیم و تربیت کیواسطے سنہ ۱۸۴۷ء مین کسولی
کے قریب کوہ سناوڑ پر قایم کیا تہا اور ایک ہزار روپیہ بطور انعام عطا فرمایا اور
چونکہ ابتک بیگاریون کو جنکا ذکر ہم مفصل پہلے لکھ آئے ہین خالی بیٹھنے کے دن
کچھ نہین ملتا تہا اور کام کے دن دو آنے ملتے تھے جو مزدوری جسکی عام شرح
سے بقدر نصف کے کم تہا اور یہہ ایک ناانصافی کی بات تہی اسلئے دو آنے کی
جگہہ چار آنے اور جس روز کام نہ لیا جاوے دو آنے دست بدست دئیے جانیکا حکم دیا

اور سڑک پر جہان جہان غیر ضروری چوکیان تہین یکقلم اٹھوا دین اور شملہ او
کسولی کی چوکیون مین بہی بہت تخفیف کردی اور کچہری ضلع شملہ سے جو
اسکے پہر قایم کرنیکے واسطے تاکید ہوئی تو منشی خانہ (فارن آفس) سے
وکیل ریاست متعینہ ضلع مذکور کو یہہ لکھا گیا "یہہ سمجھکر کہ حکام انگریزی اُن
امور کی خود ہی تائید فرماتے ہین جو باعث آزادی و آسایش رعایا ہون یہ
تجویز کیا گیا ہے کہ شملہ ہری پور ساپری - اور کسولی کی چوکیون پر بہت سے
قلی (بیگاری) بہیڑ بکریون کیطرح جبراً جمع رکہے جاتے ہین آیندہ انمین حتی الوسع
کمی کیجائے کیونکہ یہہ لوگ دور دور سے اپنا زراعت وغیرہ کا کام چہوڑ کر آتے
ہین اور جب تک کوئی کام نملے بغیر کسیطرح کے معاوضہ کے قیدیون یا بعض
ملکون کے بدنصیب غلامونکی طرح بیٹھے رہتے ہین اور جبری خدمت کا یہہ
پُرانا طریق حیثیت وقت کے موافق نہین ہے بلکہ ایسی سختی ہے کہ جسپر
غور کرنیسے اُمید ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو بہی افسوس ہوگا اور خیال
فرمائینگے کہ یہہ ہرگز مناسب نہین ہے کہ ہفتہ مین ایک دو دن مزدوری
ملنے کی امید موہوم پر لوگ بجبر اُنکے گہرون سے بُلائے جائین اور وہ اپنے
عزیز وقت کو مزدوری ملنے کے انتظار مین مفت بیٹہکر کاٹا کرین اور جبکہ

مسافروں کیواسطے شملہ اور کالکا سے سب طرح کا بندوبست سواری اور بار برداری کا بلا وساطت ریاست آزادانہ طور پر بخوبی ہو سکتا ہے تو کیا ضرور ہے کہ اثنا راہ کی چوکیوں پر قلی بہ جبر حاضر اور جمع رکھے جائیں اور جبکہ ہمارے عام عہدنامہ میں کوئی شرط ایسی نہیں ہے اور ۱۸۱۵ء کی علاقہ کوہستان کی سند میں صرف یہہ شرط ہے (کہ جنگی ضرورت کیوقت فوج کے لئے قلی مہیا کئے جائیں) جو ایک خاص امر ہے تو بغیر کسی جنگی ضرورت او ہنگامہ کے رعایا پر ایسے دن گذرنے جیسے کہ لڑائی کے زمانہ میں گذرتے ہیں قرین انصاف نہیں ہے اور ریاست صاحب موصوف سے صرف اتنی رعایت کی خواہشمند ہے کہ وہ جیسے اپنی رعیت کو سمجھتے ہیں ویسی ہی ہماری رعیت کو سمجھیں اور اگر شملہ کسولی ۔ سباٹو ۔ ڈگشائی ۔ جتوک وغیرہ میں اپنی رعایا کے لوگوں کو برابر مہینوں تک بامید حصول مزدوری موہوم جا بجا سے اکٹھا کر کے بٹھا سکتے ہیں اور بلا اعتراض اسکو پسند فرما سکتے ہیں تو خیر ہمکو بھی عذر نہو گا،،

چنانچہ صاحب موصوف نے بھی اس بات کو معقول سمجھا اور ان بیچارے واجب الرحم شخصوں کے مصائب میں بہت کچھ کمی ہو گئی۔

مہاراج کا تعزیت کیواسطے دہولپور تشریف لیجانا اور انبالہ مین سر ڈانلڈ میکلوڈ صاحب بہادر سے ملاقات کرنا

شملہ سے لوٹ کر مہاراج جب پٹیالہ مین آے تو اُنکے بہنوی راجہ بہادر صاحب ولیعہد ریاست دہولپور کی وفات کی خبر آئی اسلئے رسم ملک کے موافق تعزیت کیواسطے وہان تشریف لیگئے اور وہان سے واپس آتے ہوئے انبالہ مین سر ڈانلڈ میکلوڈ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب سے جو مستعفی ہوکر ولایت کو جاتے تھے رخصتی ملاقات کی اور چونکہ پنجاب یونیورسٹی کالج صاحب ممدوح کی سرپرستی سے قایم ہوا تھا اور اس سے اُنکو ایک دلی تعلق تھا بیادگار اُنکی دوستی کے اُسمین ایک دایمی سکالرشپ اُنکے نام سے قایم کرنیکی تجویز کی اور مناسب شرایط کے ساتھ پندرہ ہزار روپیہ کالج کو اس کام کیواسطے عنایت کیا۔

مہاراجہ وزیانگرام اور ارل میو صاحب بہادر کا پٹیالہ تشریف لانا

انہین دنون مین مہاراجہ وجے رام گجپتی راج بہادر کے سی ایس آئی والی وجے نگر[1] (وزیانگرام) لارڈ میو صاحب بہادر کی

[1] خاندان وجے نگر معروف وزیانگرام کا نکاس اودے پور کے مشہور راجپوت خاندان سے ہے

ملاقات کیواسطے شملہ جانا چاہتے تھے اور اُنہون نے اپنا ایک اہلکار بہیجکر درخواست کی تہی کہ سواری وغیرہ کا انتظام انبالہ سے کالکا تک کردیا جائے اور مہاراج نے اُنکی خاطر سے سرکاری گاڑیان اُنکے واسطے بہجوادی تہین اور ایک معزز عہدہ دار تواضع وتکریم کے لئے شملہ تک ساتھ بہیجدیا تہا اس سبب سے وہ شملہ سے لوٹتے ہوئے مہاراج سے ملنے کو پٹیالہ آئے اور دو روز یہان رہے اور اب سے اس ریاست کے ساتھ بہی دوستانہ راہ ورسم جاری ہوگیا اور اسی کے قریب پانچوین اکتوبر کو ہز ایکسیلنسی ارل میو صاحب بہادر حسب وعدہ تشریف فرما ہوئے

کہتے ہین کہ انکے ایک بزرگ مادہو برہما نامی نے سنہ ۵۹۱ء مین راماننَد سے لیکر کٹک تک اُن ممالک کو جنسے اب پریزیڈنسی مدراس مرکب ہے دو ثلث سے زیادہ فتح کرلیا تہا اور نوسو اکیس برس تک اُسکی اولاد بالاستقلال اُسپر قابض رہی لیکن سنہ ۱۵۱۲ء مین انکی وہ آزادی جاتی رہی اور خاندان سلاطین قطب شاہی کے بانی سلطان قلی نے اُنکو اپنا باج گذار بنالیا۔ یہی حالت سلاطین مغلیہ کے عہد مین رہی لیکن سنہ ۱۶۹۱ء مین اس خاندان کا تارہ پہر چمکا اور سیتارام چند نامی نے بہت سا نیا علاقہ فتح کرکے اپنی طاقت کو بڑہایا اور مہاراجہ کا لنگا کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ اُسکے بعد اُسکا بیٹا آنند راج اوّل گدی پر بیٹہا۔ اسکے بیٹے وجے رام راج اوّل نے جسنے قلعہ وجے نگر بنایا تہا جعفر علیخان نواب چیکاکول کا

اور ایک روز ٹہر کر بعد سیر و شکار راجپوتانہ کیطرف تشریف لیگئے۔

اس موقع پر جو انکی تعظیم و تکریم اور خاطر و تواضع کی گئی اسکا بیان کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ ایسے مہمان کیواسطے ایسے میزبان کیطرف سے جو کچھہ ہونا چاہیئے وہ خود ہی ظاہر ہے۔

مہاراج کا ریلوے کے پل واقع دریائے ستلج کو جاری کرنا

اسوقت دریائے ستلج کا آہنی پل جو ریل کے گذرنے کیواسطے بنایا گیا تہا تیار ہو چکا تہا اور رسم فرنگستان کے موافق ریلوے کمپنی نے ہز ایکسیلینسی

علاقہ چہین کر ریاست کو ترقی دی اور دربار دہلی سے منہ سلطان کا خطاب پایا۔ (جسکے معنی کی ہمکو تحقیق نہین ہوسکی) مگر ۱۷۵۲ء مین نظام الملک آصف جاہ نے یہہ علاقہ اس سے چہین لیا اور صلابت جنگ نے مدد کے شکریہ مین فرانسیسون کو مصارف فوج امدادی کیواسطے دیدیا۔ وجے رام راج نے فرانسیسون کے ساتہ صلح سے زندگی بسر کی مگر جب ۱۷۵۸ء مین انگریزون اور فرنچون مین لڑائی ہوئی اسکے بہتیجے آنند راج نے انگریزونکی مدد سے وہ علاقہ پہر حاصل کرلیا۔ اسکے کچہہ اولاد نہین ہوئی اسلئے وجے رام راج اوّل کی زوجہ نے ایک لڑکے کو اپنا متبنّیٰ بناکر وجے رام راج ثانی نام رکہا اور موافق فرمان شاہ عالم بادشاہ دہلی کی نواب نظام حیدر آباد نے

ارل میو صاحب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند سے درخواست کی تہی کہ تشریف لاکر اُسکی اجرا کی رسم کو ادا فرمائین مگر اُنکو راجپوتانہ کیطرف بہت جلد جانا تہا اسواسطے اس رسم کو جو پندرہوین اکتوبر کو قرار پائی تہی ادا نہین فرما سکتے تہے اور **جنرل سر ہنری ڈیورینڈ صاحب بہادر** لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب نے جو بسبب مسافت اور موسم کے گرم ہونیکے باعث سے ابہی کوہ مری کو نہین چہوڑ سکتے تہے مہاراج سے بذریعہ تار درخواست کی تہی کہ براہ مہربانی آپ اس رسم کو ادا فرمائین اسلیے مہاراج لدہیانہ تشریف لیگئے اور ایسی رسوم تعظیم و تکریم کے ساتہہ جو اُنکے منصب عالی اور اس تقریب اہم کے شایان اور مناسب حال تہین اس رسم کو ادا کیا اس

خطاب سابقہ کے علاوہ میرزا کا خطاب اُسکو دیا اور دو لاکہہ نوسے ہزار روپیہ خراج مقرر کیا سنہ ۱۷۵۹ع مین جب سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی نے مچہلی پٹن وغیرہ کی حکومت صلابت جنگ سے حاصل کی تو گجپتی راج رئیس وجے نگر کی ایک خاص طور کی کفالت کی گئی اور سنہ ۱۷۶۵ع مین جب اضلاع ایلورہ ۔ سیکاکول ۔ راج مندری ۔ مصطفےٰ نگر اور مرتضےٰ نگر عرف گنتور جو شمالی سرکاروں کے نام سے مشہور تہے مع دیوانی صوبہ بنگالہ و بہار و اڑیسہ دربار دہلی سے بطور بخشش حاصل کئے یہہ ریاست بہی سرکار موصوف کے ماتحت ہوگئی اور خراج کے وصول نہونیکے سبب سے جو بقدر نو لاکہہ روپیہ کے باقی رہگیا تہا گورنمنٹ نے خود محاصل ریاست کے وصول

موقع پر ریلوے کمپنی کے ایجنٹ جنرل ایبٹ صاحب نے جو ایڈریس پڑہی اگرچہ کسیقدر لمبی ہے مگر دلچسپ سمجہکر ہم اُسکو بلفظہٖ مع اُسکے جواب کے یہان نقل کرتے ہین۔

ایڈریس

عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر وراجگان و امرا و شرفا۔ حضور ارل میو صاحب بہادر ویسرائے اور سر ہنری ڈیورنڈ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر نہایت افسوس اس بات کی نسبت ظاہر فرماتے ہین کہ وہ اس موقع پر جو تاریخ پنجاب مین اسوجہہ سے یادگار رہنے کے لایق ہے کہ ایک امر اہم یعنی دار السلطنت پنجاب اور بندرگاہ کلکتہ او بمبئی کے درمیان آمد و رفت

کرینکا عزم کیا اور راجہ کو چہلی پٹن چلے جانیکا حکم ہوا مگر اُسنے انکار کیا اور لڑائی ہوکر بمقام بدمنا ہوم مارا گیا۔ اسوقت اسکا لڑکا بابو نراین راج آٹہہ برس کا تہا جسکو اُسکے نوکر پہاڑون مین لے بہاگے تہے ١٧٩٤ع مین یہہ بلاکر پہر مسندنشین کیا گیا مگر زر بقایا خراج کے عوض بہت سا علاقہ گورنمنٹ نے لیلیا اور آیندہ کے واسطے پانچ لاکہہ روپیہ سالانہ مقرر ہوکر ١٧٩٦ع مین یہہ علاقہ بطور استمرار اُسکو دیا گیا۔ یہہ اچہا منتظم نہ تہا اسواسطے وضعداری کے سبب سے ریاست کو گورنمنٹ کے سپرد کرکے خود بنارس مین جا رہا اور اسیجگہہ ١٨٢٥ع مین مر گیا اور مرزا راجہ وجے رام گجپتی راج بہادر ثالث مسند سلطان

ریل کے ایک غیر منقطع سلسلہ کے جاری ہونیکے اعلان سے متعلق ہے تشریف نہ لا سکے۔ اگرچہ مجھکو بھی افسوس ہے کہ صاحبان ممدوح مین سے کوئی صاحب تشریف نہ لا سکے مگر مین سر ہنری ڈیورینڈ صاحب بہادر کا شکر گذار ہون کہ اُنہون نے آپکو بجائے اپنے اس موقع پر رونق افروز ہونیکے لایق سمجھا اور مجھکو یہہ امر کئی طرح سے باعث مسرت ہے کہ حضور نے اس کام کو قبول فرمایا جناب لارڈ لارنس صاحب بہادر اور سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر اور سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب بہادر ہماری اس لین کے بعض بڑے ٹکڑون کے کہولے جانیکے موقعون پر رونق افروز تہے لیکن یہہ پہلا ہی موقع ہے کہ یہہ رسم ایک ہندوستانی رئیس کے ہاتہہ سے ادا ہوئی۔ اور چونکہ حضور ایک بڑے ملک کے فرمان روا اور روساء پنجاب کے سر خیل ہین اسلئے آپکی رائے اس ملک کے تمام

رئیس حال اپنے والد کی جگہہ رئیس قرار پائے مگر خوردسالی کے سبب سے ۱۸۷۵ع تک ریاست کا انتظام سرکار انگریزی کے ہاتہہ مین رہا۔

یہہ ریاست بااختیار نہین ہے مگر تیرہ توپ کی سلامی گورنمنٹ سے ہوتی ہے اور مہاراجہ صاحب بہادر کو جو ایک تربیت یافتہ شخص ہین اُنکی متواتر اور عام فیاضیون کے صلہ مین جنسے ملک کو بہت فائدہ ہوا ہے طبقہ ستارہ ہند کے دوسرے درجہ کا خطاب حاصل ہے اور اپنی

اعلےٰ اور ادنےٰ فرقون کے لوگون کی عام راے سمجھی جا سکتی ہے۔

ہماری ریلوے لین آپکے اور راجصاحب بہادر کپورتہلہ کے ملک مین ہوکر گذری ہے اسلئے آپ اس امر کے ایک مستند طور پر کہنے کا منصب رکہتے ہین کہ روے زمین کی تجارتگاہون تک رسائی ہونیسے آپکی رعایا کو کسقدر فائدہ حاصل ہوا ہے اور مجھکو یقین ہے کہ حضور اس امر کی تصدیق فرما سکتے ہین کہ اس ریلوے کے آپکے ملک مین تیار ہونیسے آپکی رعایا پر کسیطرح کا ظلم و تعدی ظہور مین نہین آیا ہے۔ بلکہ برخلاف اسکے لوگون کو معاشرت اور روپیہ پیدا کرنیکے فواید حاصل ہوئے ہین۔ علاوہ اسکے سالہاے گذشتہ اور ایام غدر مین مجھکو آپکے والد ماجد یعنی مہاراجہ نرندر سنگھ صاحب بہادر مرحوم کے ساتھہ دلی اختلاط رہا ہے اور آپکی ذات کیواسطے بڑی توقیر مرکوز خاطر رہی ہے۔ اِن باعثون سے یہہ بات خصوصاً میرے واسطے بڑی خوشی کی ہے کہ حضور نے ہماری لین کے اس جزو اہم کا کہولنا منظور فرمایا

مین حضور کو اور اپنے مہمانون کو زیادہ متوقف کرنا نہین چاہتا صرف چند امور جنکا انصرام کمپنی نے جسکا مین ایجنٹ ہون اپنے ذمہ لیا تہا سُنایا

لیاقت کے باعث وہ لیجسلیٹو کونسل ہند کے ممبر بہی رہ چکے ہین۔ ۱۲ مؤلف

چاہتا ہون۔

بندر کرانچی اور شہر دہلی کے مابین ریلوے کی تیاری کا کام چار مختلف کمپنیون نے جنکے صدر انجمن مسٹر ڈبلیو پی اینڈرو صاحب بڑے اولو العزم شخص ہین اپنے ذمہ لیا تہا۔ تفصیل کارروائی کی یہہ ہے کہ اوّل سندہ ریلوے بندرگاہ کرانچی سے مقام کوٹڑی تک جو دریائے سندہ کے کنارہ پر ہے ایکسو ساڑہے پانچ میل کے فاصلہ مین تیار ہوکر ۱۸۶۱ء مین جاری ہوئی اب اسکی مسافت ایکسو ساڑہے آٹہہ میل ہے۔ دوسرے پنجاب ریلوے کا پہلا حصہ بتیس ۳۲ میل کا لاہور اور امرت سر کے درمیان جو صرف اُن دو شہرونکو ملاتا ہے جنمین سے اول تو پنجاب کا دار السلطنت ہے اور دوسرا تجارت کیواسطے ایک نامی شہر ہے جسکو سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر نے ۱۸۶۲ء مین جاری فرمایا باقی حصہ اس لین کا لاہور سے مُلتان اور راجگہاٹ تک جو دریائے چناب پر واقع ہے دو سو چودہ ۲۱۴ میل کی مسافت ہین چوبیسوین اپریل ۱۸۶۵ء کو رسم اجرا کے ادا ہونیکے بغیر کہولا گیا۔ تیسرے انڈس فلوٹلا جسکی دخانی کشتیان پونے چہہ سو میل کی مسافت پر دو ریل کے سلسلون کو باہم ملاتی ہین جو ان

۵۷ اسکے معنی ہین دریائے سندہ کی کشتیونکا بیڑہ۔ مولف

۱۸۶۲ء مین جاری ہوا۔ کمپنی مذکور سالہا سال سے اسباب مین سعی کر رہی ہے
کہ اِن دخانی کشتیون کے عوض (جو بباعث مشکلات کشتی رانی اس زمانہ
کی خواہشون کے لایق نہین معلوم ہوتین) ایک ریلوے تیار کیجائے اور کمپنی کو
امید ہے کہ اسکی تیاری بہی اُسکے سپرد ہو۔ چوتھا کام دہلی ریلوے ہے
جسنے اُس شہر کو امرتسر سے ملایا ہے۔ اخیر کے حصّے اس لین کے یعنی
امرتسر سے دریا بیاس تک اور غازی آباد سے میرٹھہ تک (دہلی سے
غازی آباد تک کی لین ایسٹ انڈیا کمپنی سے متعلق ہے اور اسپر ہماری ٹرین
چلتی ہے) بقدر چون ۵۴ میل ۱۸۶۲ء مین کہولے گئے تہے۔ مارچ ۱۸۶۹ء مین
سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب نے دریاے بیاس کے پُل کا جو اس لین کے خوفناک
دریاؤن مین سے ہے پہلا گرڈر یعنی آہنی شہتیر رکہا تہا۔ چودہوین ۱۴ نومبر ۱۸۶۵
کو **سر جان لارنس صاحب بہادر** نے جو اَب بلقب لارڈ لارنس ملقّب
ہین اس ریلوے کے اُس قطعہ کو جاری کیا جو میرٹھہ اور انبالہ کے مابین واقع
ہے اور انبالہ کو جو پنجاب مین سب سے بڑا ملیٹری سٹیشن یعنی چہاونی کا مقام
ہے اُسوقت ریلوے کے ذریعہ سے بندرگاہ کلکتہ کے ساتہہ ملایا گیا۔ اسموقع پر
لارڈ لارنس صاحب بہادر نے اپنی پسندیدہ سپیچ مین اس امرِ اہم کی

کچہہ زیادہ قدر نہین کی - اس قطعہ کے کہلنے سے ایکسو اٹہارہ میل پہلی
لین مین جو جاری تہی اور شامل ہوگئی - اسکے بعد بیاس سے جالندہر تک
اور جالندہر سے پہلور تک - اور انبالہ سے لدہیانہ تک یہہ تین قطعات
بلا ادائے رسم جاری کئے گئے - اب حسب منشا ایک قانون پارلیمنٹ کے
جو حال مین جاری ہوا ہے یہہ چارون کمپنیان جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے مشترک
قرار دی گئین جنکی ریل اور پلون کی تیاری سے بندرگاہ کراچی شہر دہلی
دار السلطنت مغلیہ کے ساتہہ ملگیا ہے - اس کمپنی مین سات ہزار سے زیادہ حصہ دار
شامل ہین اور سرمایہ دس کروڑ روپیہ سکہ رایج الوقت ہے چونکہ مین اس کمپنی اور
اسکے صدر انجمن مسٹر ڈبلیو - پی - اینڈرو صاحب کی جانب سے
ہندوستان مین بطور ایجنٹ کے ہون اسلئے حضور سے یہہ استدعا کرتا ہون
کہ آپ عوام الناس کے روبرو اس اخیر قطعہ کا کہولنا باعلان ظاہر فرمائین جو
بشمولیت ایسٹ انڈیا اور گریٹ انڈین پننشلا ریلوے کے دار السلطنت پنجاب
کو بندرگاہ کلکتہ اور بمبئی سے وصل کرتا ہے - یہہ قطعہ جسکے جاری کرنیکی حضور
سے مین درخواست کرتا ہون کچہہ بڑا قطعہ نہین ہے اسکی مسافت لدہیانہ
اور پہلور کے درمیان ساڑہے آٹہہ میل ہے لیکن یہہ قطعہ (یعنی پل)

ہندوستان کے نہایت خوفناک دریاؤن مین سے ایک دریا پر بنایا گیا ہے اور کمپنی کو صرف اُن طبعی مشکلات کو جو اسکی تیاری مین مزاحم ہوئین رفع کرنا نہیں پڑا بلکہ ملکی وغیرہ ضرورتون کے سبب سے جو گورنمنٹ نے اس پُل کی تیاری کے واسطے اس جگہہ کو اُس بلند مقام پر جو چند میل ہٹ کر انجنیران ریلوے نے تجویز کیا تھا ترجیح دی اس باعث سے جبکہ پُل پہلے نقشہ کی بموجب قریباً تہائی ہو چکا تھا اُسوقت دریا کے راستہ بدلنے سے بند دراز بنائے جانیکی ضرورت ہوئی اور اسمین کمپنی کو سات لاکھہ روپیہ کی زیرباری اُٹھانی پڑی- اکیسوین (۲۱) اکتوبر ۱۸۷۹ع کو اس نئے کام کی منظوری ہوئی- شہتیر آہنی ولایت سے منگائے گئے- آٹھوین اکتوبر کو کام شروع ہوا- اور آج منظوری آنیکے اکیس (۲۱) مہینے بعد اور از سرنو کام شروع ہونیسے سال بھر کے اندر یہہ پُل جاری ہوا-

اس پُل کا طول دونون پشتون کے مابین چھہ ہزار چار سو اٹھہتر فٹ یعنی تقریباً سوا میل ہے اور تخمیناً چالیس فٹ نیچے دریا مین ستاون (۵۷) کنوین اُتارے گئے ہین اور انپر اٹھاون (۵۸) گرڈر یعنی شہتیر آہنی جنمین سے ہر ایک طول مین ایکسو ساڑھے گیارہ فٹ ہے قایم کیے گئے ہین- اس پُل کے کُل آہنی کام کا قریب ایک لاکھہ من کے وزن ہوگا- اینٹ کی چُنائی اسمین